عام فہم میراث (مُدلّل)



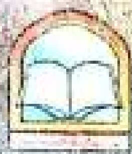
تالیف

محمد عبدالقادر جیلانی

متخصص فی الافتاء، دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا (ملتان)

مدرس فقہ، دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی

متخصص فی الحدیث، جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی



مکتبہ رحمانیہ

اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون: 042-37224228-37355743

نہایت آسان طریقوں سے مسائل میراث کا حل سکھانے والی منفرد کتاب

عام فہم میراث

(مُدَلَّل)

- حل سراجی میں معاون و مددگار
- ہر باب کے آخر میں مشقی سوالات مع حل
- مستند و معتبر کتب کے حوالہ جات سے آراستہ

تالیف

محمد عبدالقادر جیلانی

تخصص فی الافتاء: دارالعلوم عید گاہ کبیر والا (خانیوال)

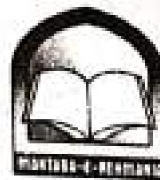
تمرین افتاء: دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی

تخصص فی الحدیث: جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

مکتبہ رحمانیہ

اقرا سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون: 047-7224228-7355743




بسم الله الرحمن الرحيم

''یا اباهریرة!
تعلّموا الفرائض و علموه فانه
نصف العلم و انه ینسٰی وهو
اوّل ما یُنزع من امّتی''.

المستدرک للحاکم (۴:۳۶۹)
سنن البیهقی (۲:۱۱۸)
سنن ابن ماجه بغیر لفظه (۱۹۵)

انتساب

اس گیتی کے ہر اس فردِ بشر کے نام جو....

''تعلموا الفرائض و علموه''

کے حکم کی بجا آوری کے لیے

''ان اجری الا علی اللّٰہ''

کے تناظر میں علم میراث کی تعلیم و تعلّم

کے لیے مصروفِ کار اور محوِ عمل ہو۔

مصادر ومراجع

اس کی تالیف کے دوران جن کتب سے استفادہ ومراجعت کی گئی ہے،ان کے اسامی ذیل میں زیبِ قرطاس کیے جاتے ہیں۔

نمبر شمار	اسمائے کتب	اسمائے مصنفین ومؤلفین
		—
۱	قرآن مجید	
۲	تفسیر ابن کثیر	حافظ عماد الدین اسمٰعیل بن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ
۳	الجامع لاحکام القرآن / تفسیر قرطبی	ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبیؒ
۴	جامع البیان عن تاویل آی القرآن / تفسیر طبری	ابوجعفر محمد بن جریر الطبری رحمۃ اللہ علیہ
۵	صحیح مسلم	امام ابوالحسین مسلم بن حجاج نیسابوریؒ
۶	صحیح بخاری	امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ
۷	صحیح ابن حبان	ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد التمیمی البُستی رحمۃ اللہ علیہ
۸	صحیح ابن خزیمہ	ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ
۹	المستدرك علی الصحیحین	الحاکم ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ
۱۰	سنن ابی داؤد	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ
۱۱	جامع الترمذی	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ
۱۲	مسند احمد	امام احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ
۱۳	مسند الحمیدی	امام ابوبکر عبداللہ بن زبیر حمیدی رحمۃ اللہ علیہ
۱۴	مستخرج ابی عوانۃ	ابوعوانہ یعقوب بن اسحٰق اسفرائینی رحمۃ اللہ علیہ
۱۵	سنن البیهقی	ابوبکر احمد بن حسین بن علی البیہقی رحمۃ اللہ علیہ

۱۶	سنن الدارمی	عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی رحمۃ اللہ علیہ
۱۷	سنن ابن ماجہ	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ
۱۸	مصنف ابن ابی شیبۃ	ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ
۱۹	المعجم الکبیر	ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی رحمۃ اللہ علیہ
۲۰	شعب الایمان	ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی رحمۃ اللہ علیہ
۲۱	سنن الدارقطنی	ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ
۲۲	جمع الجوامع	جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
۲۳	جامع الاحادیث	—
۲۴	تلخیص الحبیر	شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن محمد ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ
۲۵	معرفۃ الصحابۃ	امام ابونعیم الاصفہانی رحمۃ اللہ علیہ
۲۶	تنویر الابصار	شیخ الاسلام محمد بن عبداللہ تمرتاشی رحمۃ اللہ علیہ
۲۷	الدر المختار	شیخ علاؤالدین محمد بن علی حصکفی رحمۃ اللہ علیہ
۲۸	رد المحتار	سید محمد امین المعروف بابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ
۲۹	الہندیۃ	جماعۃ من علماء الہند رحمہم اللہ تعالیٰ
۳۰	فتاویٰ قاضی خان	فخرالدین حسن بن منصور اوزجندی رحمۃ اللہ علیہ
۳۱	البحر الرائق	زین الدین بن ابراہیم بن محمد المعروف بابن نجیم المصری رحمۃ اللہ علیہ
۳۲	تبیین الحقائق	فخرالدین عثمان بن علی زیلعی رحمۃ اللہ علیہ
۳۳	خلاصۃ الفتاویٰ	شیخ طاہر بن عبدالرشید البخاری رحمۃ اللہ علیہ
۳۴	المبسوط	شمس الائمہ ابوبکر محمد بن احمد السرخسی رحمۃ اللہ علیہ
۳۵	فتاویٰ محمودیہ	مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

۳۶	امداد الاحکام	مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ
۳۷	المغنی	موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد المعروف بابن قدامہ الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ
۳۸	الشرح الکبیر علی ہامش المغنی	شمس الدین عبدالرحمٰن بن محمد ابن قدامہ الحنبلیؒ
۳۹	الفقہ الاسلامی و ادلتہ	الاستاذ الدکتور وہبۃ الزحیلی رحمۃ اللہ علیہ
۴۰	بدایۃ المجتہد و نہایۃ المقتصد	القاضی ابوالولید محمد بن احمد المعروف بابن رشد الاندلسی رحمۃ اللہ علیہ
۴۱	تکملۃ المجموع شرح المہذب	لجنۃ من المحققین فی مصر
۴۲	المواریث فی الشریعۃ الاسلامیۃ فی ضوء الکتاب والسنۃ	الاستاذ محمد علی الصابونی حفظہ اللہ تعالیٰ
۴۳	کتاب الفرائض	الشیخ عبدالکریم بن محمد اللاحم رحمۃ اللہ علیہ
۴۴	تسہیل المیراث	مفتی رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
۴۵	الشریفیۃ	سید شریف الدین علی بن محمد جرجانی رحمۃ اللہ علیہ
۴۶	حاشیہ شریفیہ	محمد نظام الدین الکیرانوی رحمۃ اللہ علیہ
۴۷	السراجیۃ	سراج الدین محمد بن محمود بن عبدالرشید سجاوندیؒ
۴۸	ذلیل الورّاث	محمد نظام الدین کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ
۴۹	آسان فرائض	مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
۵۰	مفید الوارثین	مولانا سید اصغر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ
۵۱	مرجع الطلاب فی المواریث	الشیخ عمر احمد الراوی
۵۲	معلم الفرائض	مولانا محمد فاروق حسن زئی صاحب
۵۳	معجم مقاییس اللغۃ	ابوالحسین احمد بن فارس بن زکریا
۵۴	قرۃ العیون فی تذکرۃ الفنون	مولانا محمد حنیف گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

۵۵	كشاف أصطلاحات الفنون	الشیخ الاعلی التھانوی رحمۃ اللہ علیہ
۵۶	كتاب التعريفات	السید الشریف الجرجانی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ
۵۷	المنجد في اللغة	لویس معلوف
۵۸	لسان العرب	ابوالفضل محمد بن مکرم ابن منظور افریقی
۵۹	تاج العروس	ابوفیض سید محمد مرتضیٰ زَبیدی حنفی
۶۰	مختار الصحاح	محمد بن ابی بکر بن عبدالقادر الرازی
۶۱	المصباح المنير	احمد بن محمد بن علی الفیومی المقری
۶۲	القاموس الوحيد	مولانا وحیدالزمان قاسمی کیرانوی
۶۳	قاموس الفقه	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
۶۴	الموسوعة الفقهية	ہیئۃ کبار علماء الاسلام

تقریظاتِ اکابر

حضرت اقدس مفتی **محمد عبد المنان** صاحب دامت برکاتہم العالیۃ
نائب مفتی واستاذ جامعہ دار العلوم کورنگی کراچی

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وآلہ
واصحابہ واهل بیتہ اجمعین

امابعد!

علم میراث ایک ضروری علم ہے اور قرآن وسنت میں اس کی بہت اہمیت بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں نبی اکرم ﷺ نے اسے نصف علم سے تعبیر فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشادِ گرامی ہے:

«تعلّموا الفرائض و علموه فانه نصف العلم و انه ينسى وهو اوّل ما ينزع من امتى». ❶

قرآن وسنت کے واضح نصوص کی وجہ سے اُمت مسلمہ نے اس کے سیکھنے سکھانے پر کافی توجہ دی ہے۔ چنانچہ متقدمین ومتاخرین نے اس موضوع سے متعلق بے شمار مستند و معتبر کتابیں لکھی ہیں اور ہر کتاب کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ اس سلسلہ کی ایک کڑی فن میراث کی معروف کتاب ''سراجی'' بھی ہے جس کو ہمارے اکابر نے درسِ نظامی کے نصاب میں شامل کیا ہوا ہے اور مدتوں سے اس کا درس جاری ہے۔

اس کتاب سے استفادہ کو آسان بنانے کے لیے بہت سے حضرات نے عربی، اُردو، فارسی اور مختلف زبانوں میں اس کی شروحات لکھی ہیں اور ہر ایک نے اپنی حد تک

❶ رواه الحاكم فى مستدركه.

کوشش کی ہے کہ اس کا افادہ اور استفادہ عام ہو۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو کچھ منفرد خصوصیتیں بھی عطا فرمائی ہیں۔ اور اس کا اندازہ ہر شخص کی تصنیف و تالیف سے لگایا جا سکتا ہے۔

زیرِ نظر کتاب جو عزیز القدر مولانا مفتی عبدالقادر جیلانی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ نے ترتیب دی ہے، بنیادی طور پر یہ سراجی کی شرح ہے۔ اس میں موصوف نے سراجی کی مباحث کو نہایت آسان انداز سے حل کیا ہے اور ساتھ ساتھ تمرینات اور مشقی سوالات کا اضافہ فرمایا ہے۔ خاص طور پر مناسخہ کے حل میں جو "آسان طریقہ" لکھا ہے، وہ انشاء اللہ طلباء کے لیے نہایت مفید ثابت ہوگا اور اس سے مناسخہ حل کرنے میں آسانی ہوگی۔

دِل سے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو قبول و منظور فرمائے اور علماء و طلباء کے لئے مفید و نافع بنائے اور موصوف کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے اور ان کے علم، عمل اور عمر میں برکتیں نصیب فرمائے اور اس طرح کی مزید علمی خدمات موفق فرمائے۔ آمین

محمد عبدالمنان

نائب مفتی و استاذ جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۷/رجب ۱۴۳۰ھ

۱۱/جولائی ۲۰۰۹ء

حضرت اقدس مولانا ارشاد احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ

مدیر و شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا (خانیوال)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ الذی فرض الفرائض و کشف باسرار لطفه الغوامض والصلوٰة والسّلام علی من حاز علوم الاوائل والاواخر و ورث المفاخر کابرا عن کابر و علی اٰله و اصحابه الذین خرقوا مجن الباطل بسهام الحق وفازوا باوفر نصیب مذقاموا بتعدیله بالصدق و علٰی من اقتفی اثرهم من التابعین و شد ازرهم من الائمة المجتهدین.... امابعد!

عزیزم مولوی عبدالقادر جیلانی سلمہ اللہ الباقی متخصص جامعہ دارالعلوم کبیر والا کا مسائل فریدہ وفوائد ثمینہ پر مشتمل رسالہ ''عام فہم میراث مدلل'' اسم با مسمیٰ جو علم الفرائض کے موضوع پر لکھا گیا ہے احقر نے چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھا ہے، ماشاءاللہ عزیزم نے بڑی عرق ریزی سے (جس کا اندازہ مراجع و مصادر کی فہرست سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے) میراث وتقسیم میراث کے مسائل کومختلف زاویوں سے آسان اور عام فہم بنانے کی مدلل انداز میں کوشش کی ہے۔ سراجی کے معروف و مروج و مدقق طریقہ کے علاوہ دیگر طرقِ تقسیم بھی قلمبند کیے ہیں۔ فیصدی طریق کار لکھ کر مناسخہ کے ہزاروں، لاکھوں اور کروڑوں کے حساب کو سینکڑہ میں لاکر ''دریا بکوزہ'' کا مصداق بنادیا ہے۔

اللّٰهم زد فزد. بارك اللّٰه فی علمه و عمله.

دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کتاب کو عزیزم کے لیے بالخصوص اور عام مسلمانوں کے لیے بالعموم نافع بنائے۔

امین بحرمة سید المرسلین صلی اللّٰہ علیہ و علی الہ و اصحابہ و ازواجہ و اھل بیتہ و اتباعہ الیٰ یوم الدین.

واللہ خیر الوارثین

ارشاد احمد عفی عنہ

خادم دار العلوم عیدگاہ کبیر والا

حضرت اقدس مفتی حامد حسن صاحب دامت برکاتہم العالیہ

مفتی واستاذ الحدیث جامعہ دار العلوم عیدگاہ کبیر والا (خانیوال)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله الکریم.

امابعد!

عزیزم مولانا عبدالقادر جیلانی سلمہ فاضل مدرسہ عربیہ رائیونڈ و متخصص فی الفقہ دار العلوم کبیر والا ایک عرصہ سے مدرسہ عربیہ قادریہ تلمبہ (خانیوال) میں مصروف عمل ہے۔ عزیزم موصوف ماشاء اللہ محنتی اور علمی مشغلہ رکھنے والا نوجوان ہے۔

عزیزم موصوف نے علم میراث میں ایک رسالہ بنام "عام فہم میراث" تحریر کیا ہے۔ بندہ نے چند مقامات سے استفادہ کیا ہے۔ بحمد اللہ مطالب فن کو آسان انداز میں پیش کیا ہے۔ مزید برآں مشقی سوالات کے ساتھ یہ رسالہ مدلل بھی ہے۔ یہی امور اس کی خصوصیات میں سے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ جل شانہ مذکورہ رسالہ کو بمسمّٰی بناتے ہوئے اس کے نفع کو عام فرما دیں۔ حاملین و طالبین دین متین کے لئے مفید اور مؤلف کے لئے فلاح دارین کا ذریعہ بنائیں۔ بجاہ سید المرسلین علی صاحبہ الف الف تسلیم۔

محتاج دعا

حامد حسن

مدرس دار العلوم کبیر والا

۲۳/۷/۱۴۳۰ھ

حضرت اقدس مفتی محمد اسحٰق صاحب دامت برکاتہم العالیہ

مفتی واستاذ جامعہ خیر المدارس ملتان

الحمدللہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

امابعد!

زیرنظر کتاب المسمی ''بعام فہم میراث'' فاضل عالم دین کی انتہائی عمدہ کاوش ہے۔ جس میں جناب مولانا صاحب موصوف نے حل سراجی کے لئے نہایت آسان اور عمدہ طریق کے ساتھ قواعد مرتب فرمائے ہیں۔ بندہ نے تین چار جگہوں سے ان کا مطالعہ کیا، فالحمدللہ حقیقتاً اور واقعۃً ان مقامات کو صحیح اور بہت آسان الفاظ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ حق جل وعلا اپنی شان کے مطابق مرتب موصوف کو اجر سے نوازے اور کتاب مذکور کو مقبولیت عامہ کا مقام دیدے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر کردے۔ آمین

فقط والسلام

بندہ محمد اسحاق غفراللہ لہٗ

المفتی بجامعۃ خیر المدارس ملتان

۱۰ رجب ۱۴۳۰ھ

حضرت اقدس مفتی محمد عبد اللہ صاحب دامت برکاتہم العالیۃ

مفتی واستاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

امابعد!

استاذ مکرم حضرت اقدس مفتی محمد اسحٰق صاحب دامت برکاتہم کی تصدیق وتصویب پر بندہ بھی تصدیق کرتا ہے۔ بعض تعبیرات میں احقر نے ترمیم کا مشورہ بھی دیا۔ اللہ پاک اسے شرف قبولیت بخشیں اور طلبائے کرام کے لئے اسے نافع بنائیں۔

آمین بجاہ وجھہ الکریم و بحق محمد ﷺ علیك.

آمین برحمتك یا ارحم الراحمین.

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

خادم الافتاء

بجامعۃ خیر المدارس ملتان

۱۴۳۰/۷/۱۵ھ

حضرت اقدس مفتی عبدالحکیم صاحب دامت برکاتہم العالیہ

نائب مفتی واستاذ جامعہ خیر المدارس ملتان

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

زیرِ نظر رسالہ ''عام فہم میراث'' جس کے مؤلف عزیزم مفتی عبدالقادر جیلانی سلمہٗ (مدرس مدرسہ عربیہ دارالعلوم قادریہ عیدگاہ تلمبہ ضلع خانیوال) ہیں، بندہ نے اس کا مطالعہ کیا، عزیز موصوف نے اسے بڑی محنت سے ترتیب دیا ہے۔ اسے ترتیب دینے میں ''۶۴'' کتب سے مراجعت کی گئی ہے۔ ان تمام کتب اور ان کے مصنفین کے نام شروع رسالہ میں ''مصادر و مراجع'' کے عنوان کے تحت درج ہیں جو کہ مؤلف کی محنت پر دال ہیں۔ اس رسالہ میں اسم بامسمّٰی کے مطابق میراث جیسے اہم اور مشکل علم کو عام فہم انداز میں لکھا گیا ہے تاکہ اس سے عام اور مبتدی طلباء آسانی سے استفادہ کرسکیں۔

حقیقت یہ ہے کہ علم میراث انتہائی اہم علم ہے، یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ نے اسے نصف علم قرار دیا ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ ہمارے طلباء اس علم کو حاصل کرنے میں دلچسپی نہیں لیتے، جس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے لیے ریاضی کا علم بھی ضروری ہے اور اکثر مدارس کے طلباء ریاضی کے علم سے ناواقف ہوتے ہیں۔ اس لیے ان کو یہ علم مشکل نظر آتا ہے۔ اگر ریاضی کے علم سے واقفیت حاصل کرلی جائے تو انشاء اللہ کوئی مشکل نہیں رہے گی۔

اس رسالہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ہر باب کو مع امثلہ ذکر کیا گیا ہے اور جدید حساب کے مطابق حصص کی تعیین کے ساتھ فیصد کے اعتبار سے بھی تعیین کی گئی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو تمام اہل علم کے لئے نافع بنائیں اور مؤلف کی اس محنت کو قبول فرمائیں۔ وما توفیقی الا باللہ

بندہ عبدالحکیم عفی عنہ

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱/۷/۱۴۳۰ھ

تھوڑی دیر کیلئے......

اقصی الحمد لمن ورث السماوات والارض وحدہ و غایۃ
الصلاۃ علی من علّم الارث ولا نبی بعدہ، اما بعد

روئیدادِ تالیف:

دن بھر کا تھکا ہارا آفتاب اپنی منزل کی طرف سوئے افق گامزن تھا......اور چہچہاتے پرندے غول در غول اپنی خوابگاہوں کے راہی بن چکے تھے......اور دن شامِ سیاہ قباء کے ہاتھوں سے جامِ شکست وصول کرنے کے لئے دونوں گھٹنے ٹیکنے کو تھا......کہ میں مغرب سے قبل گھر کے دالان میں کرسی پر بیٹھے عالم سکوت میں گم تھا کہ "ناناجی کی میراث کے بارے میں ذرا پوچھنا تھا" کی اچانک صدا نے میری اس عالم معمور کی طرف دست کشی کی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میرے ایک عزیز میرے سامنے کھڑے مجھ سے مخاطب ہیں اور اس فقہی آواز کے کانوں میں اترتے ہی دل و دماغ اضطراب و تشویش کے ہاتھوں اسیر ہوگیا، میرے علم میراث کی کشت ویراں میں دراصل یہی وہ تخم اول تھا جو ندامت وافسردگی کی گھٹاؤں تلے میرے من میں تعلمِ میراث کا جذبہ کاشت کر گیا کیونکہ عرصہ تین برس ہوئے اس طرح کے مسائل کا کبھی پڑوس تک بھی مقدور نہ ہوا تھا اور اب میں دورۂ حدیث کر کے گھر آچکا تھا ساتھ ہی یہ مسائل میراث نسیان وفقدان کے ہاتھوں آ ہوئے فرتوت کی طرح شکار ہو کر گویا عنقاء کی وادیوں میں بسیرا کرنے کے لئے ڈیرہ ڈال چکے تھے......ادھر میرے نسیان اور عدم ممارست کا یہ عالم تھا اور......
ادھر وہ علم، جس کو شاہ لولاک، نبی ارض و افلاک، علیہ صلوات الرزاق نے "فانه نصف العلم" کے تاج سے مزین کیا تھا اور رب جل وعلا، خالق ارض وسماء اس کے مسائل کو اس کی جزئیات کی فصیل میں فرقان حمید کا مستقل جزو بنا چکا تھا، وہ عوام میں قصۂ پارینہ کا لبادہ اوڑھ چکا تھا۔ مسائل میراث سے جانکاری ان میں خوابیدہ ہو چکی تھی۔ اکثر تو ان سے

شناسائی کے باوجود ایک ہی گھر میں ''پھوٹتی کونپلوں، کھلتی کلیوں'' کو اپنے ہاتھوں ادائے جہیز کے نام سے مَسل کر محرومیت کی ڈھیریوں پر بے سہارا و بے آسرا پھینک رہی تھی اور بیشتر لوگ تو ان مسائل وراثت سے آشنا ہی نہ تھے اور اگر میرے جیسے تہی دست از علم کے پاس وہ بغرض استفسار و استفتاء کبھی چل بھی دیے تو حل ندارد۔

بس ان دونوں رخوں کے تناظر نے اس مایۂ مفقود کے تدارک پر اکسا کر اسپِ عمل کو مہمیز دی جس کے ردعمل میں علم میراث کے جذبۂ تعلیم نے میرے اندر نئے احساسات کی روشنی میں...... نئے تخیلات کی شمع لیے...... نئے جذبات کی راہوں پر...... نئے تفکرات کے دامن میں منفرد روش کی انگڑائی لی اور اس کو جامۂ عمل سے زیب تن کرنے کے لئے عزم صمیم نے کوچۂ جرأت میں جا کر میرے قلب بے ہمت کے در پہ دستک دے دی۔ اور پھر رب ذوالجلال نے میری سیاہیوں کی ظلمتوں پر اپنی رحمت کی چادر اوڑھا کر...... میری کوتاہیوں اور غفلتوں پر بحرِ کرم سے آبِ عنایت بہا کر...... میری کم مائیگی اور بے بضاعتی کو دیارِ فضل کے کوئے لطف میں چھپا کر...... مجھے اس کی تحصیل کی توفیق بخشی اور یہ کور کسر نکالنے کے لئے مختلف دیارالافتاء کی علمی فضاؤں میں زانوئے تلمذ توڑنے کے دوران اپنے مشفق و ماہر اساتذہ کی چشم نمائیوں کے سائے تلے تدریب افتاء کے ساتھ ساتھ اس تشنہ پہلو کو سیراب کرنے کی اپنے تئیں سعی تمام کرتا رہا۔

وقت کے تیز دھارے میں میری ساعاتِ حیات بھی سیلِ رواں کی طرح بہہ رہی تھیں کہ وہ وقت سامنے آن کھڑا ہوا جب میں ان دیار افتاء کے دروازوں کو ہمیشہ کے لئے لوٹ جانے والے مسافر کی طرح قلب کی چشم پرنم سے الوداعی سلام کہہ رہا تھا اور دل میں یہ عزم موجزن تھا کہ میراث کے ان چنے ہوئے مسائل قیمہ کو سپرد قرطاس کر دوں کہ کہیں پھر دشت نسیان وارضِ فقدان کی گلی کوچوں میں میرے ذہن میں محفوظ ان مسائل کی شام نہ ہو جائے پھر انھیں گم گشتہ پا کر سابق کی طرح بجز کفِ افسوس ملنے کے دامن میں کچھ نہ ہو۔

الغرض اسی نقطۂ نظر کے پیشِ نظر ایک طویل جھول جھال کے بعد میں نوکِ قلم کو تھامنے کے لئے کمربستہ ہوا...... یہ تھی وہ روداد جو میری اس تالیف کا سبب بنی...... اب کچھ

اس کتاب پر اسلوب کے جھروکوں سے نظر ڈالتے ہیں:

اسلوبِ کتاب:

میں نے دیکھا کہ اس علم سے عدم آگاہی کا عمومی سبب یہ ہے کہ اس علم کو مشکل گردانا جاتا ہے مگر درحقیقت یہ علم بہت دلچسپ اور انتہائی سہل ہے اپنے اس مدعا کو پایۂ ثبوت فراہم کرنے کے لئے میں نے بفضلہٖ تعالیٰ یہ کوشش کی ہے جس کا ثمرہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ میں اس علم کو سہل کرنے میں کس قدر کامیابی سے ہمکنار ہوا ہوں اس کا فیصلہ تو مستفیدین کے قول وکلک کی راہوں کا پابند اور انھی کی آراء کا رہین ہے البتہ بطور بشارتِ عاجلہ کے میرے لیے یہ بات بھی قابل مسرت ہے کہ اس دھرتی پاکستان کے معروف دیار الافتاء کے جید مفتیان کرام اور چشیدہ اکابر نے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اپنی تقریظات میں یہ رقم فرمایا ہے کہ یہ کتاب اسم بامسمّٰی ہے فللہ الحمدلله والمنة و نحن کلهم الفقراء اليه

اس کتاب کے اندر میں نے اول عموماً سراجی کے طریقہ کے مطابق مسائل حل کیے ہیں اور ان کو متفرق مثالوں سے واضح اور قریب ترفہم کیا ہے اس کے بعد مشقی سوالات بھی دیے ہیں تاکہ کثرتِ ممارست سے ملکۂ فہم تام ہو جائے پھر سراجی سے ہٹ کر دوسرے آسان طریقوں سے بھی ان مسائل کو حل کیا ہے جس کے لئے قواعد سراجی (مثلاً تصحیح کے اندر سہام ورؤوس کے درمیان توافق، تداخل وغیرہ نسبتوں کا دیکھنا پھر وفق، دخل وغیرہ نکالنا پھر ان نسبتوں سے متعلقہ قواعد کی تعیین کر کے ان کو لاگو کرنا وغیرہ وغیرہ) کی چنداں ضرورت نہیں پڑتی بلکہ ایک عام طالب علم تو کجا ابتدائی ریاضی کی تھوڑی بہت فہم رکھنے والا عام آدمی بھی میراث کے مسائل ان کی مدد سے اچھی طرح حل کرسکتا ہے۔

خاص طور پر مناسخہ میں اگر زیادہ میتوں والا مسئلہ آجائے تو مخرج بعض دفعہ کروڑ سے بھی متجاوز ہو جاتا ہے اور ورثاء کو حصے ''لاکھوں'' کے عدد میں ملتے ہیں (جیسا کہ اس کی مثال اسی کتاب کے ص...... میں موجود ہے) اگرچہ ترکہ ''ہزاروں'' کے عدد میں ہو۔ اس سے مناسخہ کے مسئلہ میں مزید پیچیدگی اور الجھن پیدا ہو جاتی ہے تو اس کی تسہیل کے لئے بھی

ایک ''آسان ومختصر طریقہ'' درج کر دیا ہے جس سے مخرج سو(۱۰۰) سے آگے نہیں بڑھتا اور نہ ہی مافی الید اور مسئلہ کے مابین نسب اربعہ میں سے کوئی نسبت (توافق، تداخل وغیرہ) دیکھنی پڑتی ہے لہٰذا مضروب کو اوپر نیچے ضربیں دینے کے طویل وکٹھن عمل کی بھی ضرورت نہیں پڑتی اور کئی میتوں والا مناسخہ چند منٹوں میں حل ہو جاتا ہے۔

نیز مسائل میراث کی تحقیق وتحریر میں بیسیوں کتب کے مطالعہ وان سے استفادہ کا موقع میسر آیا جو اس کتاب کا ماخذ ٹھہریں ان کے اسامی شروع کتاب میں ''مصادر ومراجع'' کے عنوان سے ذکر کر دیے ہیں تاہم چند دیگر اردو رسائل وکتب (جیسے طرازی، آسان میراث، تسہیل السراجی، تسہیل الفرائض، درس سراجی وغیرہ) سے بھی بعض دفعہ استفادہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مؤلفین ومصنفین کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔

خصوصیات کتاب:

الغرض میں نے اس کتاب میں مندرجہ ذیل دس امور کا اہتمام کیا ہے۔ جنہیں اس کتاب کی خصوصیات ومیزات سے موسوم کیا جا سکتا ہے:

① مبادیات درعلم میراث

② ہر باب سے قبل اس سے متعلقہ اصطلاحات کی توضیح

③ توضیحِ قواعد مع الامثلۃ

④ ہر باب کے آخر میں مشقی سوالات کا اضافہ

⑤ مسائل کا فیصدی طریقے سے حل

⑥ مسائل تصحیح میں نسب اربعہ کے لحاظ کی بجائے آسان طریقے کا انتخاب

⑦ حل مناسخہ سے قبل مسئلے کا اجمالی خاکہ ونقشہ

⑧ طویل سے طویل مناسخہ کو انتہائی مختصر انداز میں آسان طرز پر حل کرنے کا طریقہ

⑨ مسائل وقواعد میراث کی قدیم وجدید مستند ومعتبر کتب کے حوالہ جات سے تحقیق وتخریج

⑩ اختلافی مسائل میں کتب فتاویٰ سے مفتی بہ قول کی تعیین

...... تلک عشرۃ کاملۃ ......

اس طرح یہ کتاب ایک مقدمہ، دس ابواب (بعنوان بیان) اور آخر میں ''خاتمہ'' پر منقسم ہو کر بفضلہٖ تعالیٰ پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی۔

خیر جب میں وادئ تکمیل سے نکل کر بستانِ تصویب میں پہنچا تو میرے مشفق و دیدہ ور اکابر نے اپنے رشحاتِ قلم سے اس میدان تحریر و تالیف کے نو وارد طفلِ مکتب کی ادنیٰ سی کتاب پر ''مباحث کو نہایت آسان انداز سے حل کیا ہے''، ''مسائلِ فریدہ و فوائد ثمینہ پر مشتمل رسالہ ''عام فہم میراث مدلل'' اسم بامسمّٰی (ہے)''، ''انتہائی عمدہ کاوش ہے'' اور ''اسم بامسمّٰی کے مطابق میراث جیسے اہم اور مشکل علم کو عام فہم انداز میں لکھا گیا ہے'' کے تاثرات ثبت فرما کر اس ناتواں کو حوصلہ شکنی کی گہرائیوں سے باہر نکال کر کوہ جگر کیا اور مزید اس میدان میں پہلے سے موجود شاہسواروں کی قدم بوسی اور ان کی نعل برداری کا حوصلہ دیا۔

حرفِ آخر:

آخر میں ''له ميراث السماوات والارض'' کے مصداق رب کائنات سے دست بدعا ہوں کہ میرے ان اکابر کو اپنے خزائن لاتنفد سے اپنی شائگاں کے پرتو میں جزائے ممتد کے ابر کثیف کے سائے تلے جگہ نصیب فرمائے اور اپنے پروانۂ رضا سے ہم سب کو نوازے نیز میری اس شکستہ تحریر اور الجھے نقوش کو میری، میرے والدین مکرمین اور میرے اساتذہ کرام کی فلاح دارین کا سبب بنائے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ''میری والدہ محترمہ''، کہ جن کی تکلیف کو میں اپنی تکلیف سمجھتا ہوں، کو اس کی بدولت محض اپنے فضل سے شفاء عاجلہ مستمرہ کاملہ سے سرفراز فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم

زبرہ

العبد الجانی محمد عبد القادر جیلانی

۲۳ رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ

۱۴ ستمبر ۲۰۰۹ء

محتویات



بسم اللہ الحی الذی لا یفنی ولا یموت

والصلاۃ والسلام علی من افصح الفرائض ولم یکن شیٔ منہا یفوت

مُقَدِّمَۃ

مبادیٔ علمِ میراث

① تعریف:

ا۔ لغۃً: وَرِثَ یَرِثُ إرثًا و میراثًا و تراثًا و وِراثۃ: کسی بھی چیز کا ایک شخص سے دوسرے شخص کی طرف یا ایک قوم سے دوسری قوم کی طرف منتقل ہونا۔ ❶

ب۔ اصطلاحًا: ایسا علم جس کے ذریعے میت کے ترکہ کو اس کے مستحقین پر تقسیم کرنے کا طریقہ معلوم ہو، علم میراث کہلاتا ہے۔ ❷

---

❶ (ا) فی "المواریث فی الشریعۃ الاسلامیۃ فی ضوء الکتاب والسنۃ" ص (۳٤)
معنی المیراث فی اللغۃ انتقال الشیٔ من شخص الی شخص أو من قوم الی قوم.
(ب) فی "الموسوعۃ الفقہیۃ" ج ۳ ص ۱۷.
و یطلق الارث و یراد منہ انتقال الشیٔ من قوم الی قوم آخرین.
(ج) فی "معجم مقاییس اللغۃ" ص ۱۰۵.
المیراث أصلہ الواو و ہو ان یکون الشیٔ لقوم ثم یصیر الی آخرین بنسب او سبب.
(د) کذا فی "کتاب الفرائض" للاحم ص ۲ (فی المقدمۃ)
و کذا یستفاد من الکتب التالیۃ.
(ر) لسان العرب ص (۲۲٦) ج (۲).
(س) تاج العروس ص (۲۷٦) ج (۳).
(ص) المنجد فی اللغۃ ص (۸۹۵).

❷ (ا) فی "التعریفات" للجرجانی ص (۱۱۸):
الفرائض: علم یعرف بہ کیفیۃ توزیع الترکۃ علی مستحقیہا.
(ب) فی "کشاف اصطلاحات الفنون" ص (٤۳) ج (۱):
علم الفرائض و ہو علم یبحث فیہ عن کیفیۃ قسمۃ ترکۃ المیت بین الورثۃ.
کذا یستفاد مما یلی:
(ج) قرۃ العیون فی تذکرۃ الفنون ص (۷٤)
(د) تکملۃ الجموع شرح المہذب ص (۱۸۳) ج (۱۸)

فائدہ: علم میراث کو علم فرائض بھی کہتے ہیں۔ ❶

② وجہ تسمیہ:

۱. **علم میراث:** علم میراث کو "میراث" سے موسوم کرنا اس کے لغوی معنی کی بابت بالکل واضح ہے کہ اس میں میت کا ترکہ، میت سے منتقل ہو کر اس کے ورثاء کے پاس چلا جاتا ہے۔

۲. **علم الفرائض:** فرائض، فریضۃ بمعنی فرض کی جمع ہے جس کا مطلب ہے: متعین و مقرر کرنا۔ چونکہ اس علم میں بھی میت کے ورثاء کے حصے شریعت کی جانب سے مقرر کردہ ہیں۔ اس لیے ان حصوں کو فرائض اور اس علم کو "علم الفرائض" سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ❷

③ عالم الفرائض:

علم الفرائض کے حامل کو فرضی، فرّاض، فارض اور فرائضی کہا جاتا ہے۔ ❸

---

❶ (الف) فی "الموسوعۃ الفقھیۃ" ص (۱۷) ج (۳)۔

و علم المیراث ۔ وسیمی ایضًا علم الفرائض ۔ ھو علم اھ

(ب) فی "البحر الرائق" ص (۳٦۳) ج (۹)۔

اعلم أن علم الفرائض ھو علم المواریث۔

❷ (الف) الفقہ الاسلامی و ادلتہ (۷٦۹۷):

وسمی ایضًا علم الفرائض... لأن الفرائض جمع فریضۃ ماخوذۃ من الفرض بمعنی التقدیر، و فریضۃ بمعنی مفروضۃ ای مقدرۃ لما فیھا من السھام المقدرۃ، والفرائض: السھام المقدرۃ۔

(ب) تبیین الحقائق ص (۲۲۹) ج (٦):

وھی (ای الفرائض) جمع فریضۃ والفرض التقدیر یقال فرض القاضی النفقۃ ای قدرھا وسمی ھذا العلم فرائض لأن اللہ تعالی قدّرہ بنفسہ ولم یفوّض تقدیرہ الی ملک مقرب ولا نبی مرسل۔

(ج) کذا فی تکملۃ الجموع ص (۱۸٤) ج (۱۸)

(ر) کذا فی تسھیل المیراث ص (۷)

(د) کذا فی البحر الرائق ص (۳٦۳) ج (۹)

❸ (الف) الفقہ الاسلامی و ادلتہ (۷۷۰۱):

ویسمی صاحب تلک الملکۃ العالم بہ: فرضی و فارض و فرّاض و اصطلاحا: فرائضی۔

(ب) تکملۃ الجموع ص (۱۸۲) ج (۱۸)۔

فلان فرضی و فارض و فراض: معہ علم الفرائض۔

④ موضوع:

علم میراث کا موضوع ہے: الترکات۔ [1]

⑤ غرض وغایت:

ایصال ذوی الحقوق حقوقهم من التركة. [2]

یعنی ترکہ میں سے ہر ایک مستحق تک اس کا حق پہنچانا اس کی غایت ہے۔

⑥ فضیلت:

① عن الاعرج قال قال رسول الله ـ ﷺ ـ :

«یا اباهریرة! تعلّموا الفرائض و علموه فانه نصف العلم و انه ینسی وهو اوّل ما ینزع من امتی». [3]

---

[1] (الف) رد المحتار (۱۰/۵۲۹):

و موضوعه: التركات

(ب) تكملة المجموع (۱۸/۱۸٤):

فموضوع علم الفرائض: التركات لا العدد

ـ و زاد بعضهم فقالوا "التركة والوارث معًا" كما فى قرة العيون (٧٤).

[2] (الف) كتاب الفرائض للاحم: ص ۱ (فى المقدمة)

(ب) رد المحتار (۱۰/۵۲۹):

و غاية ايصال الحقوق لأربابها

(ج) الفقه الاسلامى و ادلته (۱۰/۷۷).

ايصال كل ذى حق حقه من التركة

(د) تكملة المجموع شرح المهذب (۱۸/۱۸٦):

ايصال الحقوق الى اربابها أو الاقتدار على تعيين السهام لذويها على وجه صحيح.

و هذا هو الاظهر والاول الاشهر.

[3] (الف) المستدرك على الصحيحين للحاكم (٤/٣٦٩)، كتاب الفرائض.

(ب) سنن البيهقى (۲/۱۱۸)، باب الحث على تعليم الفرائض.

(ج) سنن ابن ماجه ـ فى معناه ـ ص (۱۹۵)، باب الحث على تعليم الفرائض.

۲ عن ابی هريرة ـ رضي الله عنه ـ : أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:
«تعلموا الفرائض والقرآن و علموا الناس فانی مقبوض»[1].

۳ عن مُوَرِّق قال قال عمر رضی الله عنه:
«تعلموا الفرائض واللحن والسنة كما تعلمون القرآن»[2].

۴ عَنْ ابراهيم قال قال عمر رضی الله عنه:
«تعلموا الفرائض فانها من دينكم»[3].

۵ اخبرنا عثمان بن الهيثم حدثنا عوف عن رجل يقال له سليمان بن جابر من اهل هجر قال قال ابن مسعود قال لی رسول الله ـ صلى الله عليه وسلم ـ :
«تعلموا العلم و علموه الناس، تعلموا الفرائض و علموه الناس، تعلموا القرآن و علموه الناس، فانی امروؤ مقبوض والعلم سينتقص و تظهر الفتن حتى يختلف اثنان فی فريضة لا يجدان احدا يفصل بينهما»[4].

۶ عن ابن مسعود عن النبی صلى الله عليه وسلم قال:
«تعلموا الفرائض و علموه الناس فانی امرؤ مقبوض و أن العلم سيقبض حتى يختلف الاثنان فی الفريضة فلا يجدان احدا يفصل بينهما»[5].

---

1. جامع الاصول من احاديث الرسول لابن الاثير (۵۵،۱).
2. (الف) سنن البيهقی (۱۱۹/۲)، باب الحث على تعليم الفرائض.
   ب) سنن الدارمی (۱۶۴/۹)، باب فی تعليم الفرائض.
3. (الف) سنن البيهقی (۱۲۰/۲)، باب الحث على تعليم الفرائض.
   (ب) ابن ابی شيبة (۳۲۴/۷)، رقم: ۳۱،۳۴، كتاب الفرائض، باب ما قالوا فی تعليم الفرائض.
4. سنن الدارمی (۲۵۲/۱)، رقم: ۲۲۷، باب الاقتداء بالعلماء.
5. المستدرك للحاكم (۳۶۹/۴)، رقم: ۷۹۵۱، كتاب الفرائض.

"نصف العلم" کی توجیہات

اس کلمۂ حدیث کی اگرچہ متعدد توجیہات کی گئی ہیں جو مختلف کتب وحواشی میں مذکور ہیں، تاہم بندہ کے نزدیک یہ دو توجیہات اقوی ہیں۔ جنہیں علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (۱۲۵۳ھ) نے شرح الاربعین (لابن حجر) کے حوالے سے ردالمحتار❶ میں نقل کیا ہے اور توجیہ ثانی کو امام عجلونی شافعی رحمہ اللہ (۱۱۶۲ھ) نے ابن صلاح کے حوالے سے "کشف الخفاء"❷ میں اور علامہ حنیف گنگوہی نے "قرۃ العیون"❸ میں سپرد قلم کیا ہے۔

"(۱) وقيل: انه مما لا يدرك معناه فنصدق بانه نصف العلم ولا نبحث عن وجهه

(۲) ثم اعلم ان ما ذكره من الاوجه مبنى على ان النصف يراد به احد قسمي الشئ فان كل شئ تحته نوعان: احدهما نصف له و ان لم يتحد عددهما.

و منه:

(۱) حديث احمد:❹

---

❶ ۵۲۶/۱۰، كتاب الفرائض.

❷ كشف الخفاء و مزيل الالباس عما اشتهر من الاحاديث على السنة الناس، رقم: ۹۹۵، ص ۲۷۶ ج ۱ تحت حرف المثناة الفوقية، إلا انه غير كلمة فى المصراع الثانى من الشعر التالى بان قال:

اذا مت كان الناس نصفان، شامت
و آخر مثنٍ بالذى كنت اصنع

❸ قرة العيون فى تذكرة الفنون ص ۷۵.

❹ لعل ابن حجر، رحمه الله تعالى ـ اراد بكلمة "احمد" النبى المكرم احمد المصطفى ﷺ و ان قصدبها الفقيه المحدث الجليل الامام احمد بن محمد بن حنبل (۲۴۱ھ) فاقول انه لم يروه و لم يورده بهذا اللفظ فى كتابه الشهير "مسند احمد" الا انه ان ذكره فى كتاب آخر فوالله اعلم نعم اتى بغير لفظه فى مسنده فى موضعين:

(الف) رقم: ۲۲۸۰۰، ج ۱۶، ص ۴۶۱، عن ابى مالك الاشعرى ـ رضى الله عنه ـ قال قال رسول الله ﷺ: "الطهور شطر الايمان والحمد لله تملأ الميزان".

(ب) رقم: ۲۲۸۰۶، ج ۱۶، ص ۴۶۴: عن ابى مالك الاشعرى ـ رضى الله عنه ـ ان رسول الله ﷺ كان يقول: "الطهر شطر الايمان والحمد لله يملأ الميزان" الحديث.

"الطهور نصف الايمان". [1]

(٢) و قول العرب: "نصف السنة حضر و نصفها سفر".

اى تنقسم زمانين و ان تفاوتت عدتهما.

(٣) وقول شريح و قد قيل له كيف اصبحت؟

فقال: "اصبحت و نصف الناس عليّ غضبان".

يريد انهم بين محكوم له راض و محكوم عليه غضبان.

(٤) وقول الشاعر:

اذا مت كان الناس نصفان شامت
و آخر راضٍ بالذى كنت اصنع

⑦ حکم:

علم میراث کا سیکھنا "فرض کفایہ" ہے۔ [2]

⑧ ترکہ کی تعریف:

لغۃً: ہر وہ چیز جس کو کوئی شخص چھوڑ جائے۔ [3]

اصطلاحاً: میت کا وہ مترکہ مال جس کی عین [4] کے ساتھ کسی غیر کا حق متعلق

---

[1] (الف) المعجم الكبير للطبرانى (٤٥٨/٣)
(ب) مصنف ابن ابى شيبة (١٧١/٦).
(ج) شعب الايمان للبيهقى (٤٣٦/١)، فصل فى ادامة ذكر الله عزوجل.
(د) معرفة الصحابة لابى نعيم الاصفهانى (٣١٦/٢٠)، باب: ابوعبدالرحمن الاشعرى.

[2] (الف) كتاب الفرائض للاحم (فى المقدمة):
تعلم علم الفرائض فرض كفاية اذا قام به من يكفى سقط الاثم عن الباقين.
(ب) كذا فى تكملة المجموع (١٨٦/١٨) بشئ من البسط من شاءه فليرجع اليه.

[3] (الف) كشاف اصطلاحات الفنون (٢٢٨/٢): التركة (فى اللغة) ما يتركه الشخص و يبقيه.
(ب) كذا فى التعريفات للجرجانى (ص: ٤٢).

[4] قولہ "عین کے ساتھ": مثلاً میت نے معین شی کو اپنی بیوی کے لئے حق مہر بنا دیا ہو تو اب اس عین (معین شی) کے ساتھ غیر (بیوی) کا حق متعلق ہونے کی وجہ سے اسے ترکہ میت سے خارج کر دیا جائے گا۔ لہٰذا اس میں میراث جاری نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی چیز کو متعین کر کے فروخت کر دیا ہے، مثلاً یہ گھوڑا وغیرہ وغیرہ تو اس کو بھی ترکہ میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ فتامل

نہ ہو۔ [1]

توضیح: اس تعریف کا حاصل یہ ہے کہ جو چیز بوقت وفات میت کی ملک میں ہو اور اس کے ساتھ کسی اور کا حق متعلق نہ ہو تو اس کو ترکہ قرار دے کر اس میں احکام میراث جاری کیے جائیں گے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جس چیز کی میت شرعاً مالک نہ ہو اور اس کے ساتھ کسی غیر کو کوئی حق لاحق ہو (جیسے شئ مستعار، مرہونہ شئ، ودیعت و امانت، مال مغصوب و مسروق وغیرہ) تو وہ شرعاً ترکہ شمار نہ ہو گی، لہٰذا اس میں میراث بھی جاری نہ ہو گی۔

ملاحظہ (لفظ ترکہ کا ضبط):

تَرِکَة (بفتح الاول وکسر الراء) [2] اور تِرْکَة (بکسر الاوّل وسکون الراء) [3] دونوں طرح "میت کے مال متروکہ" کے معنی میں مستعمل ہے۔ البتہ تَرْکَة (بفتح الاوّل و سکون الراء) جو عام طور پر مشہور ہے مطلوبہ معنی (میت کے مال متروکہ) میں مستعمل نہ ہونے کی بناء پر درست نہیں ہے۔ البتہ اس کا استعمال چند دیگر معانی میں وارد

---

[1] (الف) رد المحتار (۵۲۸/۱۰): لأن التركة في الاصطلاح ما تركه الميت من الاموال صافيا عن تعلق حق الغير بعين من الاموال كما في شروح السراجية.

(ب) كذا في تبيين الحقائق (۲۲۹/۶).

(ج) كذا في الموسوعة الفقهية (۲۰۶/۱۱).

(د) كذا في البحر الرائق (۳۶۵/۹).

[2] (الف) مختار الصحاح ص ۷۷: تَرِكة الميت تُراثه المتروك.

(ب) تاج العروس (۵۳۰/۱۳): تَرِكة الرجل الميت ... هو فَعِلَة بمعنى المفعول اى الشي المتروك.

(ج) كذا في لسان العرب (۴۸۹/۱۰).

[3] (الف) المصباح المنير ص (۲۹): و ترك الميت ما لا خلف و الاسم التِركة و بخفف بكسر الاوّل و سكون الراء مثل كلمة و كلمة والجمع تركات.

(ب) المنجد في اللغة ص (۶۱): التِرْكة والتَرِكة: الشي المتروك و منه تركة الميت.

ہوا ہے۔ [1]

⑨ میراث کے ارکان:

تحقیق میراث کے لئے تین ارکان ہیں:

۱۔مورث

۲۔وارث

۳۔ترکہ [2]

⑪ اسباب وراثت:

اسباب وراثت بھی تین ہیں:

۱۔زوجیت (نکاح)

۲۔قرابت (محرم رشتہ داری)

۳۔ولاء - پھر اس کی دو قسمیں ہیں: (الف) ولاء عتق (ب) ولاء موالاۃ۔ [3]

---

[1] قولہ: "چند دیگر معانی": جیسے

(الف) شترمرغ کا انڈا: کما فی لسان العرب (۱۰/۴۹۰):

التَرْكة بسكون الراء في الاصل: بيض النعام و جمعها: ترك.

(ب) درمیانے قد والی عورت: كما في تاج العروس (۱۳/۵۳۱):

التَرْكة بالفتح: المرأة الرَّبعة والجمع تركات

(ج) لوہے کا خود: كما في معجم مقاييس اللغة (۱۵۴):

تَرْكة السِّلاح: وهي البيضة ..... وغير ذلك من المعاني.

[2] (الف) رد المحتار (۱۰/۵۲۵): ... و اركانه ثلاثة: وارث و مورث و موروث.

(ب) كذا في الفقه الاسلامي و ادلته (۳/۷۷).

(ج) كذا في تكملة المجموع (۱۸/۱۸۷).

(د) كذا في الموسوعة الفقهية (۳/۲۱).

(ر) كذا في المواريث للصابوني ص (۳۹).

[3] (الف) كتاب المبسوط للسرخسي (۲۹/۱۳۸):

الاسباب التي بها يتوارث ثلاثة: الرحم والنكاح والولاء. الخ....

(۱۱) موانعِ ارث:

چار امور ایسے ہیں جو وارث کے لئے میراث سے حصہ پانے میں رکاوٹ بن جاتے ہیں اور وہ میراث سے محروم ہو جاتا ہے۔ ❶

① **رِق / غلامی:** یعنی غلام کو میراث میں سے کچھ نہیں ملے گا۔

② **قتل:** جس قتل میں قصاص یا کفارہ آتا ہے، اس میں میراث نہیں ملتی اور وہ قتل چار قسم ❷ کے ہیں: (۱) عمد (۲) شبہ عمد (۳) خطا (۴) قائمقام خطا۔

③ **اختلاف دین:** یعنی کافر، مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا اور مسلمان، کافر کا وارث نہیں ہو سکتا۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے:

.... (ب) وفي الشامية (١٠/٥٣٣): وقوله (وولاء) اي بنوعيه: عتاق و موالاة.

(ج) الهندية (٦/٤٤٧): و يستحق الارث باحدى خصال ثلاث: بالنسب و هو القرابة و السبب و هو الزوجية والولاء وهو على ضربين: ولاء عتاقة و ولاء موالاة.

(د) كذا في تكملة المجموع (١٨/١٩٣، ٢٠١).

(ر) كذا في البحر الرائق (٩/٣٦٣).

(س) كذا في الموسوعة الفقهية (٣/٢٢).

(ص) كذا في الفقه الأسلامي و ادلته (٧٧٠٤،٦).

(ط) كذا في الشرح الكبير على بهامش المغني (٨/٣١٥).

❶ انظر لها الكتب التالية، في بعض منها ايجاز و في البعض اطناب:

(الف) تنوير الابصار مع شرحه (١٠/٥٣٨)

(ب) البحر الرائق (٩/٣٦٥)

(ج) الفقه الاسلامي و ادلته (٧٧١٠)

(د) الموسوعة الفقهية (٣/٢٢)

(ر) الهندية (٦/٤٥٤).

❷ (الف) رد المحتار (١٠/٥٣٩):

قوله "الموجب للقود أو الكفارة": الأول هو العمد... والثاني ثلاثة اقسام: شبه عمد.... و خطأ.... و ما جرى مجراه.

(ب) الفقه الاسلامي و ادلته (٧٧١٦):

و يشتمل القتل العمد و شبهه والخطأ وما يجرى مجرى الخطأ.

«لَا يرث المسلم الكافر ولا الكافر المسلم». [1]

④ **اختلاف دار:** یعنی میت اور وارث کے ملک و وطن کا مختلف ہونا:

واضح رہے کہ یہ مانع مسلمان کے حق میں نہیں ہے۔ مسلمان مورث و وارث میں خواہ بعد المشرقین ہی کیوں نہ ہو وارث کو مال میراث کی تقسیم میں اپنا حصہ ملے گا۔ البتہ کافر مورث و وارث میں اختلاف دار ہو تو اسلامی قانون کے مطابق وارث کو حصہ نہیں ملے گا۔ مگر یہ اس وقت ہے جب دونوں ملکوں نے ایک دوسرے کو امن نہ دے رکھا ہو اور یہ دور حاضر میں مفقود ہے۔ کیونکہ ایک حکومت کا سفیر دوسرے ملک میں رہتا ہے، نیز ویزا امن کی علامت ہے۔

⑫ شروطِ ارث:

یہ تین ہیں:

۱۔ موت المورث

۲۔ حیات الوارث

۳۔ اسباب ارث میں سے کسی سبب کا پایا جانا۔ [2]

---

[1] (الف) متفق عليه واللفظ للبخارى:
صحيح البخارى (١٠٠١/٢)، كتاب الفرائض.
صحيح المسلم ٢/٣٣)، كتاب الفرائض.
(ب) المستدرك للحاكم (٣٨٤/٤)، رقم (٨٠٠٨)، كتاب الفرائض.
(ج) صحيح ابن حبان (١١٣/٢٥)، رقم (٦١٤٠)، كتاب الفرائض.
(د) صحيح ابن خزيمه (٤٦٨/١٠)، رقم (٢٧٥٣).
(ر) مستخرج ابى عوانة (٢٤٤/١١)، رقم (٤٥٢٧).
(س) مسند الحميدى (١٤٠/٢)، رقم (٥٦٩).
(ص) روى ابن ابى شيبة فى مصنفه (٣٢٩/١٦)، رقم (٣٢٠٨٨) فى معناه حديثا آخر تحت "باب من قال: لايرث المسلم الكافر" نصه:
عن اسامة بن زيد قال قال رسول الله ﷺ: «لا يتوارث الملتان المختلفتان».

[2] (الف) ردالمحتار (٥٢٥/١٠) (بتلخيص):
و شروط ثلاثة: موت مورث و وجود وارثه عند موته حيا والعلم بجهته ارثه (اى بسببه)
(ب) كذا فى الموسوعة الفقهية (٢٢/٣) بعبارة اوضح مما ذكر.
(ج) كذا فى تكملة المجموع (١٨٧/١٨).

⑬ مآخذ ومصادرِ میراث

یہ بھی تین ہیں:

۱۔ کتاب

۲۔ سنت

۳۔ اجماعِ اُمت

قیاس سے میراث کے احکام ثابت نہیں ہوتے، البتہ اجتہادِ صحابہ رضی اللہ عنہم (عموم اجماع میں داخل ہوکر) معتبر ہے۔ ❶

فائدہ جلیلہ: عام طور پر فقہاء نے قیاس کو اس باب میں غیر مصادر میں سے شمار فرمایا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ بعض مقامات پر فقہاء کرام نے قیاس سے کام لیا ہے۔ ❷ اس کی وجہ یہ ہے کہ مصنفین (فقہاء) نے اس تیسرے مصدر ''اجماعِ اُمت'' سے اس کا متبادر معنی مراد نہیں لیا کہ ساری اُمت کا اجماع مراد ہو، بلکہ مطلب یہ ہے کہ کسی مجتہد نے اگر کسی مسئلہ میں اجتہاد کیا تو چونکہ اُمت کے ایک معتد بہ طبقہ نے ان کی اتباع کی تو یہ بھی عموم معنی کے اعتبار سے اجماعِ اُمت میں داخل ہے۔

نیز یہ بھی ممکن ہے کہ مصنفین نے ''اجماعِ اُمت'' کے اطلاق سے اس کے مذکورہ دو معانی میں سے اس کے متبادر الی الذہن، معنیٰ اوّل کے ذکر پر اکتفاء کیا ہو جو اقوی ہے اور معنیٰ ثانی کو اس کے قلیل الوقوع ہونے کی بنیاد پر ذکر کرنے سے ترک کر دیا ہو۔ ❸

---

❶ (الف) رد المحتار (۵۲۶/۱۰): و اصوله ثلاثة: الكتاب والسنة فی ارث الام بشهادة المغيرة و ابن سلمة، و اجماع الامة فی ارث ام الاب باجتهاد عمر رضي الله عنه الداخل فی عموم الاجماع، و عليه الاجماع، ولا مدخل للقياس هنا.

(ب) كذا فی تكملة المجموع (۱۸۶/۱۸) بهذه الالفاظ.

(ج) كذا فی الموسوعة الفقهية (۱۸/۳).

❷ الفقه الاسلامی و ادلته (۷۶۹۸):

الواقع ان الفقهاء استعملوا القياس فی بعض مسائل الميراث.

❸ حاشية الشريفية (ص ۷) تحت قوله "قديقال لم يرد باجماع الامة ماهو المتبادر اه": جواب دخل مقدر، تقريره: ان معنی اجماع الامة اتفاق جميع الامة كما هو المتبادر الخ....

هٰذا مبحث خطير و مجال مهم فاغتنم هذا التحرير اذ تجد في كثير من الكتب القديمة المعتبرة في الفقه ان مؤلفيها قد قالوا إن القياس لا مدخل له في هٰذا الباب كما عرفت على ما مر في السطور السالفة آنفا.

(ترکہ سے متعلقہ) حقوق اربعہ

مال میت کے ساتھ مندرجہ ذیل چار حقوق بالترتیب تعلق رکھتے ہیں:

① تجہیز و تکفین:

یعنی مسنون مقدار کے موافق میت کی تجہیز و تکفین کا انتظام کرنا، اس مقدارِ مسنون سے نہ عدداً کمی بیشی کی جائے اور نہ ہی قیمۃً۔

عدد میں مسنون مقدار یہ ہے کہ مرد کے لئے تین اور عورت کے لئے پانچ کپڑے ہوں۔ ❶

قیمت سے مراد یہ ہے کہ مرحوم کی زندگی کی وہ پوشاک ولباس جسے اکثر زیب تن کر کے گھر سے نکلتا ہو اور دوست احباب سے ملاقات کے لئے جاتا ہو، اور ان کی مجالس

تابع..... فيعلم ان لا يقسم التركة بين الورثة الذين لم يثبت ارثهم باتفاق جميع الامة كمن ثبت ارثه باجتهاد مجتهد واحد فهو ارث عند بعض دون بعض، و اجاب عنه بجوابين: الاوّل: ان المصنّفين لم يريدوا باجماع الامة معناه المتبادر بل معنى عاماً شاملا لا تفاق جميع الامة و اجتهاد مجتهد واحد ايضًا اعني اتفاق الامة سواء كان جميع الامة او بعضها. والثاني: ما اشار اليه بقوله "ولا يبعد ان يقال انه اكتفى بذكر ماهو اقوى".

❶ (الف) ردالمحتار (۱۰/۵۲۹):
قوله "ككفن السنة": اى من حيث العدد، قال في سكب الانهر، ثم الاسراف نوعان، من حيث العدد بأن يزاد في الرجل على ثلاثة اثواب و في المرأة على خمسة.
(ب) الفقه الاسلامي و ادلته (۷۷۲۸):
و ذلک بحسب السنة باعتبار العدد (ثلاثة اثواب للرجل و خمسة للمرأة).
(ج) قاموس الفقه (۴/۵۶۴)، ماده "كفن" و (۳/۳۷۶)، ماده "خمار".

میں شریک ہوتا ہو، اس کی قیمت کے اعتبار سے یہ کفن دیا جائے یعنی نہ تو اتنا سستا ہو کہ تقتیر کے زمرہ میں آئے اور نہ اتنا مہنگا کہ تبذیر کہلائے (اور ورثاء کے حق میں نقصان کا سبب بنے) کہ ان دونوں سے احتراز لازم ہے۔ اور یہی اعتدال ہے و میانہ روی کا مقتضی ہے۔ ❶

فائدہ: میت کی وفات سے لے کر اس کی تدفین تک ہونے والے تمام شرعی اخراجات تجہیز وتکفین کے ضمن میں آتے ہیں۔ جیسے میت کو غسل دینے والے کی اُجرت، قبر کھودنے والے کی اُجرت، قبرستان تک لے جانا بلا اُجرت ممکن نہ ہو تو اس کی اجرت، اسی طرح قبر کے لئے جگہ خریدنے کی ضرورت پڑے تو اس کی قیمت وغیرہ وغیرہ۔ ❷

② قضاء الدیون (ادائیگی قرض):

تجہیز وتکفین کے اخراجات سے فارغ ہونے کے بعد، میت پر اگر کسی آدمی کا قرض ہو تو بقیہ ترکہ سے پہلے وہ قرض چکایا جائے گا۔ خواہ اس ادائیگی میں سارا ترکہ ہی ختم ہو جائے۔

---

❶ (الف) الشريفية (ص ٣) تحت قوله "يبدأ بتكفينه و تجهيزه بلا تبذير ولا تقتير":

اذا كان له ثوب يلبسه فى الاعياد والثانى يلبسه بين اقرانه و الثالث يلبسه فى داره: يكفن بالثانى لان الأول اعلى والثالث ادنى فالمتوسط اولى.

(ب) الفقه الاسلامى و ادلته (٧٧٢٨):

و باعتبار القيمة بقدر ما كان يلبسه فى حياته، من اوسط ثيابه، لا الذى يتزين به فى الجمع والأعياد و يراعى ايضًا حال الورثة و خاصة الصغار.

(ج) كذا فى ردّ المحتار (١٠/٥٢٩).

❷ (الف) الفقه الاسلامى و ادلته (٧٧٢٨):

والتجهيز المطلوب، هو كل ما يحتاج اليه الميت من حين موته الى ان يوارى فى قبره من نفقات غسله و كفنه و حمله و دفنه و حفر قبره.

(ب) المواريث للصابونى (ص ٣٤) (بعد ان عرف التجهيز):

والذى يحتاج اليه الميت هو نفقات غسله و كفنه و دفنه، و كل ما يلزمه الى ان يوضع فى مقره الاخير.

(ج) كذا فى تكملة المجموع (١٨/١٨٩).

البتہ اگر اس پر حقوق اللہ میں سے کوئی قرض ہو جیسے زکوۃ، کفارہ، نذر وغیرہ تو اسے میت کی وصیت کیے بغیر ترکہ میں سے نہیں نکالا جائے گا۔ ❶

④ تنفیذ الوصایا (اجرائے وصیت):

تجہیز کے اخراجات نکالنے اور قرض کو ادا کرنے کے بعد جو ترکہ بچے اس کی ایک تہائی میں (نہ کہ کل ترکہ کی ایک تہائی میں ❷) وصیت نافذ کی جائے گی۔

تنفیذ وصیت کے لئے مندرجہ ذیل تینوں شرطوں کا ہونا ضروری ہے:

۱۔ ناجائز کام کی وصیت نہ ہو۔

۲۔ جس شخص کے لئے وصیت کی ہے وہ بوقت وصیت زندہ ہو خواہ میت کی وفات کے وقت مر چکا ہو (تو پھر مال وصیت اس موصی لہ کے ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا)۔

۳۔ اپنے وارث کے لئے وصیت نہ کی ہو۔

خطبہ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ نے اونٹنی پر جلوہ افروز ہو کر یہ اعلان فرمایا:

«ان اللہ اعطی کل ذی حق حقہ ولا وصیۃ لوارث». ❸

---

❶ (الف) البحر الرائق (٣٦٦/٩):
(ثم بدينه)... والمراد دين له مطالب من جهة العباد لا دين الزكاة والكفارات و نحوها لأن هذه الديون تسقط بالموت فلا يلزم الورثة اداؤها الا اذا اوصى بها؛
(ب) المواريث للصابونى (٣٥):
اما ديون الله تعالى، التى ليس لها مطالب من جهة العباد كدين الزكاة و الكفارات والنذور فلا تؤدى من التركة عند الاحناف وتودى منها عند الجمهور.
(ج) كذا فى حاشية ابن عابدين (٥٣٠/١٠).

❷ (الف) الفقه الاسلامى و ادلته (٧٧٣٣):
تنفذ الوصايا من ثلث المال الباقى لامن ثلث اصل المال بعد اداء الحقوق المتقدمة.
(ب) كذا فى تكملة المجموع (١٩١/١٨).

❸ (الف) عن عمرو بن خارجة ان النبى ﷺ خطب على ناقته و انا تحت جرانها وهى تقصع بجرتها و ان لعابها يسيل بين كتفى فسمعته يقول: "ان الله اعطى كل ذى حق حقه ولا وصية لوارث والولد للفراش و للعاهر الحجر اهـ".
رواه الترمذى فى جامعه (٣٣/٢) تحت باب ما جاء لا وصيته لوارث. وقال بعد ان رواه: هذا حديث حسن صحيح.
(ب) سنن ابى داؤد (٤٠/٢)، باب ما جاء فى الوصية للوارث.
(ج) سنن ابن ماجه (ص ١٩٤)، باب لا وصية لوارث.

یہاں ایک بات کی توضیح ضروری ہے کہ اس سے وہ وارث مراد ہے جو میت کی وفات کے وقت شرعاً وارث ہو پس اگر کوئی شخص وصیت کے وقت تو وارث تھا مگر مورث کی وفات کے وقت وارث نہیں رہا تو اس کے لئے کی ہوئی وصیت جائز ہو جائے گی۔ نیز اگر تمام ورثاء بشرطیکہ بالغ ہوں اس وارث کے حق میں وصیت کو جائز قرار دیں اور قلبی رضا مندی کا اظہار کر دیں تو پھر یہ وصیت بھی اس وارث کے حق میں نافذ ہو جائے گی۔ [1]

حدیث پاک میں ارشاد ہے:

«لَا وصية لوارث الا ان يجيز الورثة». [2]

۴ تقسیم بقیہ ترکہ:

ان حقوق ثلاثہ کے بعد باقی ترکہ شرعی ورثاء میں ان کے حصص کے بقدر تقسیم کر دیا جائے گا۔ [3]

---

[1] هٰذا مستفاد ممايلي:

(الف) الدر المختار مع الرد، كتاب الوصايا الجز: ١٠.

(ب) مفيد الوارثين.

(ج) الهندية (٤٤٧/٦) و كتاب الوصايا (٩٠/٦).

(د) المجموع (١٩١/١٨).

(و) تسهيل الميراث (ص ٨ ـ ١٠).

[2] (الف) السنن الكبرىٰ للبيهقي (٢٦٤/٦).

(ب) جمع الجوامع (١٨٩٦٧/١).

(ج) سنن الدارقطني (٤٧٠/٩).

(د) سنن الدارقطني (١٢٣/١٠).

(ر) جامع الأحاديث (٤٧٨/١٦).

[3] (الف) الهندية (٤٤٧/٦):

ثم يقسم الباقي بين الورثة على سهام الميراث.

(ب) كذا في تبيين الحقائق (٢٣٠/٦).

(ج) كذا في المواريث (٣٦).

ملاحظہ (مسئلہ میراث کی تقدیمی عبارت)

اس امر کا لحاظ ضروری ہے کہ مسئلہ میراث حل کر لینے کے بعد ورثاء کو ان کے حصص بتانے سے قبل مذکورہ بالا حقوق اربعہ سے متعلقہ مندرجہ ذیل ایک تقدیمی عبارت نقل کرنا از حد ضروری ہوتی ہے تاکہ ترکہ سے متعلقہ تقسیم میراث کے علاوہ دیگر حقوق کی بھی رعایت ہو سکے، اس کے بعد ورثاء کے حصے ذکر کر دیے جائیں۔

''مرحوم کے ترکہ سے مسنون تجہیز و تکفین کے اخراجات نکالنے کے بعد اگر ان پر کسی آدمی کا قرض ہو تو اسے ادا کیا جائے، پھر مرحوم کی اگر کوئی جائز وصیت ہو تو اسے باقی ترکہ کی ایک تہائی تک پورا کیا جائے، اس کے بعد جو ترکہ بچے اسے مندرجہ ذیل ورثاءِ شرعیہ میں ان کے ذکر کردہ حصص کے مطابق تقسیم کر دیا جائے''۔

مستحقین میراث اوران کی شرعی ترتیب*

① ذوی الفروض:

سب سے پہلے (تجہیز، قضاء الدیون اور تنفیذ وصیت سے بچے ہوئے مال میں سے) ذوی الفروض کو حصے دیئے جائیں گے خواہ سببی ہوں (جیسے زوجین) یانسبی (علاوہ زوجین)۔

② عصبۂ نسبی:

اگر ذوی الفروض کے حصے دے کر کچھ باقی رہ جائے تو وہ باقی ماندہ عصبات کو مل جاتا ہےاوراگر ذوی الفروض میں سے کوئی بھی موجود نہ ہوتو عصبات کوتمام ترکہ اور کل مال مل جائے گا۔

③ عصبۂ سببی (یعنی معتق یا مولی العتاقۃ):

ا۔ تعریف:

''عصبۂ سببی وہ ہے جو میت کے ساتھ نسب میں شریک نہ ہو (جیسا کہ عصبۂ نسبی ہوتا ہے) بلکہ کسی سبب سے عصبہ ہو''۔

اس کی ایک ہی قسم ہے یعنی مولی عتاقہ۔

مولیٰ عتاقۃ (آزادکرنے کے سبب مددگار):

''جوشخص (خواہ مرد ہو یا عورت) کسی غلام یالونڈی کو آزاد کرے تو یہ آزاد کرنے والا اس غلام کا ''معتق'' اور ''مولی عتاقہ'' کہلاتا ہے''۔

۲۔ ترتیب میراث:

اگرمیت کے ذوی الفروض اورعصبۂ نسبی نہ ہوتو مال عصبۂ سببی کو ملے گا۔اگر

* انظرلها: (الف) الموسوعة الفقهية (۳/۲۹).
(ب) الهندية (٦/٤٤٧).
(ج) الفقه الاسلامی و ادلته (۷۷۳۹).
(د) التنوير و شرحه (۱۰/۵۳۳).

مولیٰ عتاقہ/معتق (خواہ مرد ہو یا عورت) خود نہ ہو تو عصبہ نسبی کی مذکورہ ترتیب سے مال اس مولیٰ عتاقہ کے صرف مذکر عصبہ کو ملے گا عورتوں کو نہیں ملے گا۔

④ رد بر ذوی الفروض نسبی:

ذوی الفروض کو حصص دینے کے بعد مال بچ جائے اور عصبہ نسبی اور سببی نہ ہو تو وہ باقی ماندہ مال دوبارہ ذوی الفروض نسبی (نہ کہ سببی یعنی زوجین) پر سابقہ حصوں کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔

⑤ ذوی الارحام:

۱۔ تعریف:

"میت کا ہر وہ قریبی جو نہ ذوی الفروض میں سے ہو اور نہ عصبہ ہو تو وہ ذوی الارحام میں سے ہوتا ہے جیسے میت کی پھوپھی، ماموں، خالہ، بھانجا، نواسہ وغیرہ"۔

۲۔ ترتیب میراث:

اگر مذکورہ بالا چاروں اقسام میں سے کوئی موجود نہ ہو تو میت کا مال ذوی الارحام کو دیا جائے گا۔

⑥ مولی الموالاۃ:

۱۔ تعریف:

کوئی مجہول النسب شخص (مرد ہو یا عورت، جس کا نسب اور رشتہ کچھ معلوم نہ ہو) کسی دوسرے شخص سے یہ کہے: "آپ میرے مولیٰ (کفیل، سردار) ہیں۔ اگر میں آپ کے سامنے مر گیا تو آپ میرے ترکہ کے مستحق ہوں گے اور اگر میں کسی جگہ قصور کر کے آؤں تو تاوان بھی آپ کو دینا پڑے گا"۔ جب دوسرا شخص یہ قبول کر لے تو وہ "مولی الموالاۃ" کہلائے گا۔

۲۔ ترتیب میراث:

اگر ذوی الارحام میں سے بھی کوئی نہ ہو تو مال میراث مولی الموالاۃ کو دیا جائے گا (عند الاحناف خلافا للثلاثۃ)۔

⑦ مقرلہ بالنسب علی الغیر:

یعنی وہ شخص جس کے لئے، غیر پر نسب ڈالتے ہوئے (رشتہ داری کا) اقرار کیا گیا ہو۔

ا۔ تعریف:

اس سے مراد وہ شخص ہے کہ میت نے جس کے رشتہ دار ہونے کا اقرار کر کے اس کا نسب اپنے غیر سے متعلق کر دیا ہو مگر خود اس غیر نے اس نسب کا اقرار نہ کیا ہو۔

مثال: مثلاً میت نے کسی شخص کے بھائی ہونے کا اقرار کیا ہو (اس اقرار سے اس میت نے اس شخص کا نسب اپنے باپ سے متعلق کر دیا ہے) مگر باپ سے اس نسب کا اقرار ثابت نہ ہو، اسی طرح بھائی کی بجائے چچا کا اقرار کیا ہو وغیرہ وغیرہ۔

۲۔ ترتیب میراث:

اگر مولی موالات بھی نہ ہو تو پھر بقیہ ترکہ مقرلہ بالنسب علی الغیر کو دیا جائے گا۔ مگر اس کو مولی موالات کے بعد اس ساتویں درجہ میں مندرجہ ذیل پانچ شرائط کے ساتھ میراث ملے گی۔

① وہ مقرلہ شخص مجہول النسب ہو۔

② میت نے اقرار کے ضمن میں اس کا نسب کسی اور پر ڈالا ہو۔ اگر اس نے اس کا نسب براہِ راست اپنی طرف منسوب کیا ہو (جیسے اس کو اپنا بیٹا کہا) تو یہ دوسرے بیٹوں کی طرح اپنے حصۂ شرعی کا حقدار ہوگا۔

③ اس غیر (باپ، دادا وغیرہ) سے اس شخص مُقرلہ کا نسب ثابت نہ ہوا ہو (یعنی اس غیر نے اس نسب کا نہ اقرار کیا ہو نہ انکار) اگر انھوں نے اس کا نسب تسلیم کر لیا تو یہ میت کے ثابت النسب بھائی یا چچا کی طرح عصبۂ نسبی کی حیثیت سے میراث پائے گا۔

④ میت انتقال تک اس اقرار پر قائم رہا ہو۔ اگر اس نے مرنے سے پہلے اپنے اعتراف و اقرار سے رجوع کر لیا تو یہ اس ساتویں درجہ میں بھی میراث نہ پائے گا۔

⑤ اقرار شرعاً معتبر ہو، اگر کوئی شخص اپنے باپ کے ہم عمر آدمی کے بھائی ہونے کا اقرار

کرے تو یہ لغو ہو گا۔

⑧ موصی لہ بجمیع المال:

اگر مذکورہ بالا ورثاء میں سے کوئی نہ ہو اور میت نے کسی کے لئے تہائی سے زائد یا سارے ترکہ کی وصیت کی ہو تو تہائی سے زائد یا سارا ترکہ اس موصی لہ کو دیا جائے گا۔

⑨ بیت المال:

اگر مذکورہ لوگوں میں سے کوئی بھی نہ ہو تو میت کا ترکہ بیت المال یعنی حکومت اسلامیہ کے خزانہ میں جمع کر دیا جائے گا۔

فائدہ: ''اسلامی خزانہ میں بے راہ روی یا اس کی عدم موجودگی میں زوجین پر رد ہو گا لیکن یاد رہے کہ ذوی الارحام کی موجودگی میں زوجین پر رد نہیں ہو گا۔ لوگوں سے اس جگہ چوک ہو جاتی ہے''۔ [1]

ملاحظہ:

وارثوں کی ان مذکورہ اقسام میں سے عام طور پر صرف تین قسمیں ہی پائی جاتی ہیں: [2]

۱۔ ذوی الفروض

۲۔ عصبات

۳۔ ذوی الارحام

---

[1] ماخوذ از امداد الفتاویٰ (۳۵٦/٤).

[2] (الف) المبسوط للسرخسی (۱۳۸/۲۹).

(ب) البحر الرائق (۳٦٤/۹).

(ج) المغنی (۳۱۹/۸).

استطراد

چونکہ آئندہ ابواب میں اس بات کا ذکر ہے کہ کون سے وارث کو جائیداد میں سے کتنا حصہ ملے گا، کون زیادہ جائیداد کا مستحق ہوگا اور کون محروم ہوگا تو اس مناسبت سے بطریق استطراد، دو اہم مسائل اور ایک متداول بحث زیب قرطاس کی جاتی ہے:

① مسئلہ عاق (یعنی اپنی زندگی میں اپنے کسی وارث کو جائیداد سے محروم کرنے کا مسئلہ):

عام طور پر لوگ غصے میں آ کر یا اپنی اولاد میں سے کسی سے تنگ آ کر اس کو اپنی جائیداد سے عاق کر دیتے ہیں کہ اس کو میری مرگ کے بعد میری جائیداد میں سے حصہ نہ دیا جائے تو واضح رہے کہ یہ وصیت شرعاً نافذ نہیں ہوتی بلکہ اگر وہ شرع کی رو سے وارث بن رہا ہو تو دوسرے ورثاء کی طرح اس کو بھی میراث میں سے حصہ ملے گا۔

البتہ اگر کسی آدمی کا کوئی وارث (مثلاً بیٹا وغیرہ) فاسق فاجر ہو اور وہ اسے اپنی جائیداد سے عاق و محروم کرنا چاہے تو اس کی درست صورت یہ ہے کہ اپنی زندگی میں بحالت صحت جائیداد تقسیم کر کے دیگر ورثاء وغیرہ کے حوالے کر دے اور اس وارث کو کچھ نہ دے۔

چنانچہ اگر کسی کو بلا عذر شرعی محروم کر کے دوسروں میں جائیداد تقسیم کر دی تو اس کا یہ تصرف تو نافذ ہو جائے گا مگر بلا عذر (محض نقصان پہنچانے کے لیے) محروم کرنے کا گناہ ہوگا۔ ❶

---

❶ (الف) کذا فی امداد الاحکام للعثمانیؒ (۵۸۹/٤).

(ب) فی الهندیة (۳۹۱/٤)، الباب السادس:

و لو کان ولده فاسقا فاراد ان یصرف ماله الی وجوه الخیر و یحرمه عن المیراث ہذا خیر من ترکه لأن فیه اعانة علی المعصیة.

(ج) فی قاضی خان علی ہامش الهندیة (۲۷۹/۳):

رجل وهب فی صحته کل المال للولد جاز فی القضاء و یکون آثما فیما صنع.

* وانظر لها تخریج المسئلة الآتیة ایضًا.

۲ مسئلہ تقسیم جائیداد درحیات مع طریقۂ کار:

اگر کوئی شخص قبل از مرگ اپنی زندگی کے اندر ہی اپنی اولاد اور اعزہ واقرباء میں جائیداد تقسیم کرنا چاہے تو یہ جائز ہے، البتہ یہ جائیداد و مال جو ان ورثاء کو دیا جائے گا یہ میت کی طرف سے ہبہ شمار ہوگا۔ میراث کی قبیل میں سے نہیں ہوگا کیونکہ احکامِ میراث مرنے کے بعد جاری ہوتے ہیں۔

فقہاء کرام نے لکھا ہے اس صورت میں افضل اور بہتر یہ ہے کہ ان میں تقسیم جائیداد کے وقت حصص، قواعدِ میراث کے مطابق نہ نکالے جائیں بلکہ سب میں برابر تقسیم کیے جائیں (مثلاً قاعدۂ میراث کے مطابق لڑکے کو للذكر مثل حظ الانثيين کے تحت دو حصے اور لڑکی کو ایک حصہ کی طرز پر تقسیم کا عمل نہ کیا جائے)[1] اور اسی پر فتویٰ ہے۔[2]

البتہ اگر اولاد میں سے کوئی اطاعت شعاری، خدمت گزاری اور دینداری وغیرہ میں دوسروں سے مقدم ہو یا علم دین وغیرہ دینی خدمات میں مشغول ومنہمک ہو تو اس کو دوسروں کے حصص پر ترجیح دینا جائز ہے۔[3]

---

[1] قولی "عمل نہ کیا جائے" کیونکہ یہ آیت میراث کے احکام سے متعلق ہے اور یہاں تقسیم از روئے ہبہ ہو رہی ہے۔

[2] (الف) خلاصة الفتاوىٰ (٤٠٠/٤)، كتاب الهبة:

"رجل له ابن و بنت اراد ان يهب لهما شيئًا فالافضل ان يجعل للذكر مثل حظ الانثيين عند محمد و عند ابى يوسف بينهما سواء هو المختار لورود الآثار".

(ب) رد المحتار (٥٨٣/٨):

قوله "وعليه الفتوى": اى على قول ابى يوسف... من ان التنصيف بين الذكر والانثى افضل من التثليث الذى هو قول محمد.

(ج) كذا فى الخانية (٢٧٩/٣).

[3] (الف) الهندية (٣٩١/٤):

"ولو وهب رجل شيئًا لا ولاده فى الصحة و اراد تفضيل البعض على البعض فى ذلك لا رواية لهذا فى الاصل عن اصحابنا وروى عن ابى حنيفة رحمه الله تعالىٰ انه لا بأس به اذا كان التفضيل لزيادة فضل له فى الدين و ان كانا سواء يكره و روى المعلى عن ابى يوسفؒ انه لا بأس به اذا لم يقصد به الاضرار و ان قصد به الاضرار سوى بينهم يعطى ﷺ....

③ مذکر کا حصہ مؤنث سے زیادہ ہونے کی حکمت *

للذکر مثل حظ الانثیین کے موافق شریعت اسلامیہ میں میراث کے اندر مذکر کو مؤنث سے دوگنا حصہ دیا گیا ہے جس کی بعض حکم و وجوہ درج ذیل ہیں:

① بذریعہ تجارت وغیرہ مال کو بڑھانے اور اس سے مختلف طور پر منتفع ہونے پر مرد، عورت کی نسبت زیادہ قادر ہے۔

② عورت کی بنسبت مرد کو اس کی ذمہ داریوں کے پیش نظر مال کی زیادہ احتیاج ہے۔

③ عورت کفیلہ کی بجائے مکفولہ ہے جبکہ مرد اپنے اور اپنے اہل و عیال کی حوائج و ضروریات کا منفرد کفیل ہے۔

④ مرد کا مال ملکی معیشت کے محور میں صرف و استعمال ہو کر اس کی تقویت کا موجب ہوتا ہے جبکہ عورت کا مال اس کے مقابلے میں منجمد اثاثوں کی حیثیت کا حامل نظر آتا ہے۔

فائدہ: ملاحدہ و مستشرقین اسلام کے قانونِ میراث پر اعتراضا لب کشا ہیں کہ اس میں عورت کو مرد کے برابر حصہ دینے کی بجائے اس کا نصف دے کر عورت کو مظلومیت کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

تو حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے عورت کے مقام و مرتبہ کو بلند کیا ہے، اس کو قابل افتخار حیثیت سے سرفراز فرمایا ہے، اس کے حقوق کی مکمل پاسداری کی ہے اور میت کی میراث میں سے اس کو حصہ ملنا یہ عدلِ اسلام ہی کا مظہر اور پرتو ہے ورنہ آفتابِ اسلام کی

لله..... الابنة مثل ما يعطى للابن و عليه الفتوىٰ ۔ وقال بعد اسطر ۔ و لو كان الولد مشتغلا بالعلم لا بالكسب فلا بأس بان يفضله على غيره"۔

(ب) البحر الرائق (٧/٤٩٠):

يكره تفضيل بعض الاولاد على البعض فى الهبة حالة الصحة إلا لزيادة فضل فى الدين و ان وهب ماله كله لواحد جاز قضاء وهو آثم.

(ج) خلاصة الفتاوى (٤/٤٠٠):

ولو اعطى بعض ولده شيئاً دون البعض لزيادة رشده لا بأس به و ان كانا سواء لا ينبغى ان يفضل.

* ماخوذ از کتاب الفرائض للاحم (من المقدمة).

کرنیں پھوٹنے سے قبل عورت بیچاری میراث کا استحقاق تو کیا رکھتی خود بھی دیگر ساز وسامان کی طرح ایک موروثی چیز تھی جو مثل میراث دوسروں کے قبضہ میں آ جاتی تھی۔ ❶

---

❶ (الف) الجامع لاحکام القرآن / تفسیر القرطبی (۹۱/۵):

قال ابن عباس فی قوله تعالیٰ ﴿یا ایها الذین امنوا لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرها﴾ الأیة: کانوا اذا مات الرجل کان اولیاؤه احق بامرأته. ان شاء بعضهم تزوجها و ان شاؤوا زوّجوها، فهم احق بها من اهلها فنزلت هٰذه الأیة فی ذٰلک و اخرجه ابوداؤد بمعناه (ویقول العبد الضعیف: قد اخرجه البخاری ایضًا: کتاب التفسیر، سورة النساء، باب لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرها: ۶۵۸/۲).

وقال الزهری و ابومجلز: کان من عادتهم اذا مات الرجل یلقی ابنُه من غیرها او اقربُ عصبته ثوبه علی المرأة فیصیر احق بها من نفسها و من اولیاءها فان شاء تزوجها بغیر صداق إلا الصداق الذی اصدقها المیت، و ان شاء زوّجها من غیره و اخذ صداقها و لم یعطها شیئًا و ان شاء عضلها لتفتدی منه بما ورثته من المیت او تموت فیرثها فانزل الله تعالیٰ ﴿یا ایها الذین امنوا لا یحل لکم ان ترثوا النّساء کرها﴾ الأیة.

(ب) تفسیر ابن کثیر (۴۵۴/۱):

قال سعید بن جبیر و قتادة: کان المشرکون یجعلون المال للرجال الکبار ولا یورثون النساء، ولا الاطفال شیئًا فانزل الله تعالیٰ ﴿للرجال نصیب مما ترک الوالدان والاقربون وللنساء نصیب مما ترک الوالدان والاقربون مما قلّ منه اوکثر نصیبا مفروضا﴾.

(ج) کذا فی جامع البیان عن تاویل آی القرآن / تفسیر الطبری (۳۱۸/۳).

ذوی الفُروض

کا بیان

ذوی الفروض

○ ایسے حصے جو مختلف ورثاء کے لئے شریعت نے مقرر کیے ہیں ان کو "فرائض" کہا جاتا ہے اور جن ورثاء کے لئے وہ فرائض مقرر کیے گئے ہیں ان کو "اصحاب الفرائض" یا "ذوی الفروض" کہا جاتا ہے۔ [1]

○ وہ حصص متعینہ ومقررہ کل چھ ہیں:

نصف ($\frac{1}{2}$)، ربع ($\frac{1}{4}$)، ثمن ($\frac{1}{8}$)، ثلثان ($\frac{2}{3}$)، ثلث ($\frac{1}{3}$)، سدس ($\frac{1}{6}$)

○ ذوی الفروض کل بارہ ہیں، چار مرد اور آٹھ عورتیں:

مرد: ① باپ ② دادا↑ [2] ③ اخیافی بھائی ④ شوہر۔

عورتیں: ① بیوی ② بیٹی ③ پوتی↓ [3] ④ عینی بہن ⑤ علاتی بہن ⑥ اخیافی بہن ⑦ ماں ⑧ جدہ (نانی ودادی)۔

فائدہ: ذوی الفروض کی ۲ قسمیں ہیں:

نسبی: نسبی وہ ہیں جو میت کے ساتھ نسب میں شریک ہوں جیسے زوجین کے علاوہ باقی ورثاء۔

سببی: سببی وہ ہیں جو نسب میں شریک نہ ہوں جیسے زوجین۔

---

[1] (الف) كشاف، اصطلاحات الفنون (۴۳۹/۳).

و اصحاب الفروض عند اہل الفرائض ہم الورثة الذين لهم سهام مقدرة فى الكتاب او السنة او الاجماع.

(ب) كذا فى الهندية (۴۴۷/۶).

(ج) كذا فى الفقه الاسلامى للزحيلى (۷۷۲۹).

[2] دادا کے ساتھ اوپر کی جانب اشارہ کرنے والے تیر کے نشان سے پردادا وغیرہ مراد ہے۔

[3] پوتی کے ساتھ نیچے کی جانب اشارہ کرنے والے تیر کے نشان سے پرپوتی وغیرہ مراد ہے۔

ذوی الفروض کے احوال *

① باپ❶ کے احوال

باپ کے تین احوال ہیں:

① **سدس:** باپ کو سدس ملتا ہے جب میت کا بیٹا یا پوتا ↑ ہو (خواہ لڑکی ہو یا نہ ہو)۔

② **سدس+عصبہ:** فرض ($\frac{1}{٦}$) مع التعصیب اس وقت ہوگا جب میت کی بیٹی یا پوتی ↓ ہو۔

③ **عصبہ:** باپ عصبہ ہوگا جب میت کی کوئی اولاد نہ ہو (یعنی بیٹا یا پوتا ↑ یا بیٹی یا پوتی ↓ نہ ہو)۔

امثلة

① مسئلہ ٦

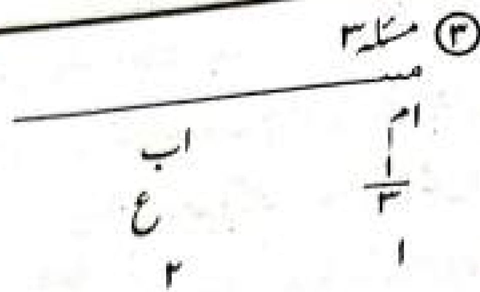
ابن	اب
ع	$\frac{1}{٦}$
٥	١

② مسئلہ ٦

بنت	اب
$\frac{1}{٢}$	$\frac{1}{٦}$+ع
٣	١+٢

* لاحوال اصحاب الفروض ارجع الی الکتب التالیة:
(الف) الفقه الاسلامی للزحیلی (٧٧٥٢ الی ٧٧٩٢) مع ذکر الدلائل.
(ب) الدر المختار مع الرد (١٠/٤٨-٥٤٤).
(ج) قاموس الفقه (٥/٥٩، ٥٨).
(د) الموسوعة الفقهية (٣/٣٠-٤٢).
(ر) الهندية (٦/٥٠-٤٤٨).

❶ اس سے حقیقی باپ مراد ہے کیونکہ سوتیلے باپ کو میراث سے کچھ نہیں ملتا۔



② جد صحیح / دادا کے احوال

فائدہ: "**جد صحیح**" وہ ہے کہ میت کی طرف اس کی نسبت میں اُمّ کا واسطہ نہ ہو جیسے دادا، پردادا ↑۔

"**جد فاسد**" وہ ہے کہ میت کی طرف اس کی نسبت اُمّ کے واسطے سے ہو جیسے نانا، پرنانا ↑۔ ❶

ملاحظہ: جد صحیح کو جد ثابت اور جد فاسد کو جد غیر ثابت اور کبھی جد رحمی سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ ❷

یہاں مقصود جد صحیح / دادا کے احوال کا بیان ہے، جد فاسد کا نہیں۔ کیونکہ وہ ذوی الارحام میں سے ہے۔

احوال: دادا کے چار احوال ہیں: تین تو باپ کے احوال کی مانند ہیں اور چوتھا حال یہ ہے

---

❶ (الف) ١۔ الموسوعة الفقهية (٣٢/٣): الجد الصحيح هو الذى لا تدخل فى نسبته الى الميت ام كابى الاب.

٢۔ المبسوط للسرخسى (٢٧/٣٠): اعلم بأن الجد الفاسد من يتصل الى الميت بام.... اب الام هو جد فاسد.

ب) كذا فى حاشية ابن عابدين (٥٤٥/١٠).

ج) كذا فى بداية المجتهد (٤١٣/٥)... فى الحاشية رقم: ١.

د) كذا فى تكملة المجموع (٤١٨/١٨).

❷ الفقه الأسلامى و ادلته (٧٧٥٦):

المراد به هنا الجد العصبى او الأب ويسمى الجد الصحيح او الجد الثابت... و يقابله الجد الرحمى و يسمى الجد الفاسد أو الجد غير الثابت كابى الام.

کہ دادا باپ کی موجودگی میں ساقط ہو جاتا ہے۔

تنبیہ: میراث کے تمام مسائل میں جد، اب کی طرح ہے، سوائے چار مسائل کے: ان میں سے تین بالترتیب علاتی بہن، ام اور جدہ صحیحہ کے احوال میں آئیں گے اور چوتھا حال عصبہ سببی (مولی العتاقۃ) سے متعلق ہے جس کی اس زمانہ میں ضرورت نہیں۔

③، ④ اولاد الام / اخیافی* بہن بھائی کے احوال

ملاحظة: اخیافی بھائی کو اخیافی بہن سے دوگنا نہیں ملتا بلکہ میراث پانے میں یہ دونوں برابر ہوتے ہیں۔

اس کے تین احوال ہیں:

① **سدس**: اخیافی جب ایک ہو تو اسے سدس ($\frac{1}{6}$) ملتا ہے۔

② **ثلث**: اخیافی جب دو یا زیادہ ہوں تو ان کو ثلث ($\frac{1}{3}$) ملتا ہے۔

③ **محروم**: اخیافی محروم ہوتے ہیں جب میت کا ان میں سے کوئی ہو: بیٹا یا پوتا↓ ہو یا بیٹی یا پوتی↓ ہو یا باپ یا دادا↑ ہو۔

امثلة

① مسئلہ ۶

چچا	خیفی بھائی
ع	$\frac{1}{6}$
۵	۱

* اخیافی کی وجہ تسمیہ: اخیافی "الخَیف" - بفتحتین - سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے کہ دو آنکھوں کا آپس میں اس طرح مختلف ہونا کہ ایک ان میں سے نیلی ہو اور دوسری سرگیں۔ کہا جاتا ہے: فرس اخیف یعنی ایسا گھوڑا جس کی آنکھیں آپس میں اس طرح مختلف ہوں۔ اسی سے "اخیافی" ہے یعنی ایسے بہن بھائی جن کے باپ مختلف ہوں۔ رد المحتار (۵۶۲/۱۰).

قوله "یسقط بنو الاخیاف": الخیف: اختلاف فی العینین و هو ان تکون احداهما زرقاء و الاخری کحلاء و فرس اخیف. و منه الاخیاف: وهم الاخوة لآباء شتی.

② مسئلہ ۶

خیفی بہن	عم
۱/۶	ع
۱	۵

③ مسئلہ ۳

۴ر اخیافی بہنیں	چچا
۱/۳	ع
۱	۲

④ مسئلہ ۳

۲ر اخیافی بہنیں	۳ر اخیافی بھائی	چچا
۱/۳		ع
۱		۲

⑤ مسئلہ ۱

اخیافی بہن	بیٹا
ساقط	ع
م	

⑥ مسئلہ ۲

خیفی بھائی	پوتی	عم
م	۱/۲	ع
	۱	

⑦ مسئلہ ۱

اب	خیفی بھائی	خیفی بہن
ع	م	م
۱		

⑤ زوج/شوہر کے احوال

شوہر کے ۲ حالات ہیں:

① **نصف**: شوہر کو نصف ملتا ہے جب میت کی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا↑، پوتی↓) نہ ہو۔

② **ربع**: شوہر کو ربع ($\frac{1}{4}$) ملتا ہے جب میت کی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا↑، پوتی↓) ہو۔

امثلة

① مسئلہ ۲

اب	زوج
ع	$\frac{1}{2}$
۱	۱

****

② مسئلہ ۴

ابن	زوج
ع	ربع
۳	۱

****

③ مسئلہ ۴

عم	بنت	زوج
ع	نصف	ربع
۱	۲	۱

④ مسئلہ ۴

عم	پوتی	زوج
ع	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{4}$
۱	۲	۱

○○○

عورتوں کے احوال

⑥ زوجہ/بیوی کے احوال:

بیوی کے ۲ حالات ہیں:

① **ربع**: بیوی (ایک ہو یا زائد) کو ربع ملتا ہے جب میت کی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا↑، پوتی↓) نہ ہو۔

② **ثمن**: بیوی (ایک ہو یا زائد) کو ثمن ملتا ہے جب میت کی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا↑، پوتی↓) ہو۔

امثلة

① مسئلہ ۴

باپ	بیوی
ع	$\frac{1}{4}$
۳	۱

****

② مسئلہ ۸

بیٹا	بیوی
ع	$\frac{1}{8}$
۷	۱

③ مسئلہ ۸

بیوی	بیٹی	چچا
۱/۸	۱/۲	ع
۱	۴	۳

****

④ مسئلہ ۸

بیوی	چچازاد بھائی (ابن العم)	پوتی
۱/۸	ع	۱/۲
۱	۳	۴

****

⑤ مسئلہ ۸

بیوی	پوتا
۱/۸	ع
۱	۷

****

⑦ بنت الصلب/ بیٹی* کے احوال

بیٹی کے تین حالات ہیں:

① **نصف:** بیٹی اگر ایک ہو تو اسے نصف ملتا ہے۔

② **ثلثان:** اگر دو یا زیادہ ہوں تو دو ثلث (۲/۳) ملتا ہے۔

③ **عصبہ:** اگر بیٹی کے ساتھ بیٹا بھی ہو تو یہ بیٹی کو عصبہ بنا لیتا ہے۔ یعنی ذوی الفروض کو حصہ دینے کے بعد جو بچے اس میں لڑکے کے ۲ حصے اور لڑکی کا ایک حصہ ہوگا (ای مع الابن للذکر مثل حظ الانثیین وھو یعصبھن)۔

* اس سے حقیقی بیٹی مراد ہے، کیونکہ سوتیلی بیٹی کو کچھ نہیں ملتا۔

امثلة

① مسئلہ ۶

بنت	باپ
۱/۲	۱/۶ + ع
۳	۳=۲+۱

****

② مسئلہ ۶

۲/بیٹیاں	دادا
۲/۳	۱/۶ + ع
۴	۲=۱+۱

****

③ مسئلہ ۸

۲/بیٹیاں	۳/بیٹے
عصبہ بالغیر	عصبہ بنفسہ

ع

۲	۶

****

⑧ بنت الابن/پوتی کے احوال

پوتیوں کے چھ حالات ہیں:

① **نصف:** پوتی اگر ایک ہو تو اسے نصف ملتا ہے۔

② **ثلثان:** اگر پوتیاں دو یا زیادہ ہوں تو دوثلث (۲/۳) ملتا ہے۔جبکہ میت کی کوئی بیٹی نہ ہو۔

③ **سدس:** اگر میت کی ایک صلبی بیٹی ہو تو پوتی کو (خواہ ایک ہو یا زیادہ) تکملۃً للثلثین ،سدس (۱/۶) ملتا ہے۔

④ **محروم (بیٹیوں کے ساتھ)**: اگر میت کی دو بیٹیاں ہوں تو پوتیاں وارث نہیں ہوتیں۔

⑤ **عصبہ بالغیر**: لیکن اگر پوتیوں کے ساتھ پوتا ہو تو یہ پوتا ان پوتیوں کو عصبہ بنا لے
پھر باقی جائیداد ان میں للذکر مثل حظ الانثیین کے تحت تقسیم ہوگی۔

⑥ **محروم (بیٹے کے ساتھ)**: البتہ میت کا اگر بیٹا موجود ہو تو پوتیاں بسرے سے محروم ہو جاتی ہیں۔

فائدہ: تکملۃ للثلثین کا مطلب یہ ہے کہ شریعت میں بیٹی۔ کے لئے جبکہ وہ ایک ہو نصف ($\frac{1}{2}$) اور دو یا زائد ہوں تو دو تہائی/ثلثین ($\frac{2}{3}$) حصہ مقرر ہے اور پوتیاں بھی لڑکیوں یعنی بیٹیوں کے حکم میں شامل ہیں۔ لہٰذا جب لڑکی ایک ہو اور اس کے ساتھ پوتی بھی ہو تو دونوں کا حصہ ملا کر ($\frac{2}{3}$) ہے۔ تو لڑکی کو جب نصف ($\frac{1}{2}$) ملا تو پوتی کو سدس ($\frac{1}{6}$) لے گا۔ تا کہ ثلثان ($\frac{2}{3}$) مکمل ہو جائے۔ کیونکہ نصف ($\frac{1}{2}$) اور سدس ($\frac{1}{6}$) مل کر ثلثان ($\frac{2}{3}$) بنتا ہے۔ ملاحظہ ہو کہ: $\frac{1}{2}+\frac{1}{6}=\frac{2}{3}$

امثلة

① مسئلہ ۲

میت

پوتی	چچا
$\frac{1}{2}$	ع
۱	۱

****

② مسئلہ ۶

میت

۵/پوتیاں	باپ
$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{6}$+ع
۴	۲=۱+۱

****

③ مسئلہ ٦

میت

بیٹی	پوتی	دادا
١/٢	١/٦	١/٦+ع
٣	١	١+١=٢

****

④ مسئلہ ٣

میت

پوتی	٢ر بیٹیاں	چچا
م	٢/٣	ع
	٢	١

****

⑤ مسئلہ ٣

میت

پوتی	پوتا
عصبہ بالغیر	عصبہ بنفسہ
ع	
١	٢

****

⑥ مسئلہ ٣

میت

٢ر بیٹیاں	پرپوتا	پرپوتی
٢/٣	عصبہ بنفسہ	عصبہ بالغیر
	ع	
٢	١	

****

⑦ مسئلہ ٦

میت

پوتی	بیٹا	باپ
م	ع	١/٦
	٥	١

****

⑧ مسئلہ ۶
میت

پرپوتی	پوتا	باپ
م	ع	$\frac{1}{6}$
	۵	۱

****

⑨ الاخت لاب وام/حقیقی* بہن کے احوال

حقیقی بہن کے پانچ احوال ہیں:

① **نصف:** حقیقی بہن اگر ایک ہو تو اسے نصف ملتا ہے۔

② **ثلثان:** دو یا زیادہ ہوں تو انھیں دو ثلث ($\frac{2}{3}$) ملتا ہے۔

③ **عصبہ بالغیر:** حقیقی بہن حقیقی بھائی کے ساتھ مل کر عصبہ بن جاتی ہے۔

④ **عصبہ مع الغیر:** حقیقی بہن کے ساتھ اگر میت کی بیٹی یا پوتی ↓ ہو تو بہن عصبہ مع الغیر بن جاتی ہے (یعنی بیٹی یا پوتی اور دیگر ذوی الفروض کو ان کا حصہ دینے کے بعد جو بچ جائے وہ بہن کو ملے گا)۔

⑤ **ساقط:** اگر میت کا بیٹا یا پوتا ↓ یا باپ یا دادا ↑ ہو تو حقیقی بہن اور حقیقی بھائی کو میراث میں سے کچھ نہیں ملتا۔

امثلة

① مسئلہ ۶
میت

حقیقی بہن	ام	عم
$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{3}$	ع
۳	۲	۱

---

* ملاحظہ: حقیقی بہن کو اہل فرائض کے ہاں عینی بہن سے تعبیر کیا جاتا ہے۔
عینی کی وجہ تسمیہ: عینی بہن بھائی چونکہ ایک ہی عین (یعنی ایک ہی باپ اور ایک ہی ماں) سے ہوتے ہیں اس لیے انھیں عینی سے موسوم کیا جاتا ہے۔

ردالمحتار (۱۰/۵۵۱): لن بنی الاعیان الاخوة لاب و ام، سموا بذلک لانهم من عین واحدة ای اب و ام واحدة.

② مسئلہ ۳

میت

۵ر حقیقی بہنیں	عم
$\frac{۲}{۳}$	ع
۲	۱

****

③ مسئلہ ۶

میت

۴ر حقیقی بہنیں	حقیقی بھائی
عصبہ بالغیر	ع
۴	۲

****

④ مسئلہ ۲

میت

حقیقی بہن	بیٹی
عصبہ مع الغیر	$\frac{۱}{۲}$
۱	۱

****

⑤ مسئلہ ۳

میت

حقیقی بہن	۳ر پوتیاں
عصبہ مع الغیر	$\frac{۲}{۳}$
۱	۲

****

⑥ مسئلہ ۱

میت

حقیقی بہن	بیٹا
ساقط	ع
	۱

****

⑦ مسئلہ ۱

میت

حقیقی بہن	باپ
ساقط	ع
	۱

⑩ الاخت لاب/علاتی* بہن کے احوال

علاتی بہن کے سات احوال ہیں:

① **نصف**: ایک ہو تو اسے نصف ($\frac{1}{2}$) ملتا ہے۔

② **ثلثان**: دو یا زیادہ ہوں تو اسے دو ثلث ($\frac{2}{3}$) ملتا ہے جبکہ حقیقی بہن نہ ہو۔

③ **سدس**: اگر حقیقی بہن ایک ہو تو علاتی بہن (ایک ہو یا زیادہ) کو سدس ملتا ہے، تکملہ ثلثین کے لئے۔

④ **ساقط**: اگر حقیقی بہنیں دو یا زائد ہوں تو علاتی بہنیں ساقط ہو جاتی ہیں۔

....

⑤ **عصبہ بالغیر**: علاتی بہنوں کے ساتھ اگر علاتی بھائی بھی ہو تو علاتی بہنیں بھائیوں کے ساتھ عصبہ بالغیر ہوں گی (یعنی ذوی الفروض کی موجودگی میں مابقیہ ترکہ اور عدم موجودگی میں سارا ترکہ ان کو ملے گا اور وہ آپس میں للذکر مثل حظ الانثیین کے تحت تقسیم کریں گے)۔

⑥ **عصبہ مع الغیر**: اگر علاتی بہنوں کے ساتھ مؤنث اولاد (لڑکی، پوتی ↓) میں سے کوئی ہو تو علاتی بہنیں عصبہ مع الغیر ہو جائیں گی۔

⑦ **ساقط**: (الف) علاتی بہن بھائی، لڑکے، پوتے ↓ اور اور باپ دادا ↑ کی وجہ سے ساقط ہو جاتے ہیں۔

(ب) علاتی بہن بھائی حقیقی بھائی کی وجہ سے بھی ساقط ہو جاتے ہیں۔

(ج) علاتی بہن بھائی، حقیقی بہن کی وجہ سے بھی ساقط ہو جاتے ہیں جبکہ حقیقی بہن عصبہ مع الغیر ہو جائے۔

---

* علاتی کی وجہ تسمیہ: علاتی، علل (بمعنی دوسری دفعہ پینا) سے ماخوذ ہے۔ چونکہ شوہر اس میں دوسری بیوی سے بھی سیراب ہوتا ہے اس لیے اس سے ہونے والی اولاد (جن کا باپ تو یہی ایک ہوتا ہے اور اس کی دوسری بیویوں کے اعتبار سے مائیں مختلف ہوتی ہیں) کو علاتی (بنو العلات) کہا جاتا ہے۔

ردالمحتار (۵۵۱/۱۰): لن بنی العلات الاخوة لاب سموا بذلک لان الزوج قد عَلّ من زوجته الثانية والعلل الشرب الثانی يقال عله: اذا سقاه السقية الثانية.

امثلة

① مسئلہ ۲

علاتی بہن	عم
۱/۲	ع
۱	۱

****

② مسئلہ ۳

۳ر علاتی بہنیں	عم
۲/۳	ع
۲	۱

****

③ مسئلہ ۶

علاتی بہن	حقیقی بہن	ام	عم
۱/۶	۱/۲	۱/۶	ع
۱	۳	۱	۱

****

④ مسئلہ ۳

علاتی بہن	۳ر حقیقی بہنیں	عم
ساقط	۲/۳	ع
	۲	۱

****

⑤ مسئلہ ۶

علاتی بہن	۲ر علاتی بھائی	اُم
عصبہ بالغیر	ع	۱/۶
۱	۴	۱

(۶) مسئلہ ۶
میت

علاتی بہن	پوتی	ام
عصبہ مع الغیر	۱/۲	۱/۶
۲	۳	۱

****

(۷) مسئلہ ۱
میت

علاتی بہن	بیٹا
ساقط	ع
	۱

****

(۸) مسئلہ ۱
میت

علاتی بہن	پوتا
ساقط	ع
	۱

****

(۹) مسئلہ ۱
میت

علاتی بہن	باپ
ساقط	ع
	۱

****

(۱۰) مسئلہ ۱
میت

علاتی بہن	پردادا
ساقط	ع
	۱

⑪ مسئلہ۲

حقیقی بہن	بیٹی	علاتی بہن
عصبہ مع الغیر	$\frac{1}{2}$	ساقط
۱	۱	

****

⑪ اَلاُم/ماں کے احوال

تنبیہ: سوتیلی ماں کو کسی صورت میں بھی کچھ نہیں ملتا۔

حقیقی ماں کے ۱۳ احوال ہیں:

① **سدس:** اگر میت کی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا↓، پوتی↓) ہو یا کسی جہت سے بھی دو یا زیادہ بھائی بہن ہوں، تو ماں کو سدس ملتا ہے۔

② **ثلث:** اگر میت کی اولاد یا کسی قسم کے دو یا زیادہ بھائی بہن نہ ہوں تو ماں کو ثلث کل ملتا ہے۔

③ **ثلث ما بقی:** دو مسئلوں میں ماں کو ثلث ماقبی ملتا ہے:

(۱) بیوی، ماں، باپ (۲) شوہر، ماں، باپ

یعنی بیوی یا شوہر کو دینے کے بعد جو بچے اس کا تہائی ماں کو ملتا ہے (ماں کو دینے کے بعد باقی سارا باپ کو ملے گا)۔

تنبیہ: اگر صورت مذکورہ بالا میں باپ کی جگہ دادا ہو تو ماں کو جمیع مال کا ثلث ملے گا البتہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ثلث ماقبی ملے گا جیسا کہ باپ کے ساتھ ملتا ہے۔

مفتی بہ قول: اختلاف مذکور میں فتویٰ طرفین کے قول پر ہے نہ کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر۔[1]

---

[1] (الف) الفقہ الاسلامی و ادلتہ (۷۷۸۸): ولو کان مکان الاب جد فللام ثلث جمیع المال، وھی احدی المسائل التی یخالف فیھا الجد الاب.

(ب) الهندية (٤٤٨/٦): ثم الجد الصحيح كالأب عند عدمه إلا في رد الام الى ثلث ما بقي.

(ج) الدر المختار (٥٤٥/١٠): الجد كالاب الا في ثلاث عشرة مسئلة خمس في الفرائض و باقيها في غيرها... (ثم عد من ذلك الخمس المسئلة التي نحن فيها).

امثلة

① مسئلہ ۶

ام	ابن
$\frac{۱}{۶}$	ع
۱	۵

****

② مسئلہ ۳

ام	۲/حقیقی بھائی	حقیقی بہن
$\frac{۱}{۶}$	ع	
۱	۵(۲+۲+۱)	

****

③ مسئلہ ۳

ام	اب
$\frac{۱}{۳}$	ع
۱	۲

****

④ مسئلہ ۶

زوج	اب	ام
$\frac{۱}{۲}$	ع	ثلث ماقبی من احد الزوجین وھو الزوج
۳	۲	۱

****

⑤ مسئلہ ۴

زوجہ	اب	ام
$\frac{۱}{۴}$	ع	ثلث ماقبی من الزوجہ
۱	۲	۱

****

⑥ مسئلہ ۱۲

جد	ام	زوجہ
ع	$\frac{1}{3}$ (ثلث جمیع المال)	$\frac{1}{4}$
۵	۴	۳

[$\frac{1}{4}$ اور $\frac{1}{3}$ حصوں میں ۴ اور ۳ میں تباین کی وجہ سے بذریعہ ضرب مخرج ۱۲ ٹھہرا۔]

****

⑫ جدہ صحیحہ/ دادی ونانی کے احوال

جدہ صحیحہ: جس کی میت کی طرف نسبت کرنے میں جد فاسد (نانا) کا واسطہ نہ ہو جیسے دادی ↑، نانی ↑۔

جدہ فاسدہ: جس کی میت کی طرف نسبت کرنے میں جد فاسد (نانا) کا واسطہ ہو جیسے نانا کی ماں۔ ❶

تنبیہ: جد فاسد اور جدہ فاسدہ ذوی الارحام میں شمار ہوتے ہیں نہ کہ ذوی الفروض میں برخلاف جد صحیح اور جدہ صحیحہ کے۔

جدہ صحیحہ کے چار احوال ہیں:

① **سدس:** جدہ صحیحہ (دادی یا نانی) کو سدس ملتا ہے خواہ ایک ہو یا ایک سے زیادہ البتہ یہ ضروری ہے کہ وہ صحیحہ ہوں اور مرتبہ میں برابر ہوں (یعنی اگر ایک جدہ ایک واسطہ سے نانی ہو تو دوسری بھی ایک ہی واسطہ سے دادی ہو ورنہ قریب کے واسطہ والی دور والی کو ساقط کر دے گی)۔

② **سقوط بالام:** ماں کی وجہ سے تمام جدات ساقط ہو جاتی ہیں (خواہ دادیاں ہوں یا نانیاں)۔

---

❶ (الف) ١۔ الموسوعة الفقهية (٣٠/٣): الجدة الصحيحة وهى التى لا يدخل فى نسبتها الى الميت جد فاسد اى رحمى.
٢۔ البحر الرائق (٣٧١/٩): والفاسدة (من الجدات) من تخلل فى نسبتها ذكر و ذلك جد فاسد.
(ب) كذا فى تسهيل الميراث (ص ١٩).

③ **سقوط بالاب:** باپ کی وجہ سے صرف دادیاں ساقط ہوتی ہیں نہ کہ نانیاں۔

④ **سقوط بالجد الصحیح:** دادا کی وجہ سے صرف وہ دادیاں ساقط ہوتی ہیں جو دادا کے واسطہ سے ہیں (مثلاً دادا کی موجودگی میں دادی تو محروم نہ ہوگی البتہ دادا کی ماں محروم ہوگی)۔

⑤ **سقوط بالقرابة:** جدہ (دادی ہو خواہ نانی) قربیٰ کی موجودگی میں بُعدیٰ ساقط ہو جاتی ہے خواہ قربیٰ خود ساقط ہو رہی ہو۔

امثلة

① مسئلہ ۶

دادی	بہن	عم
۱/۶	۱/۲	ع
۱	۳	۲

****

② مسئلہ ۶

نانی	بیٹی	دادا
۱/۶	۱/۲	ع
۱	۳	۲

****

③ مسئلہ ۶

دادی	نانی	بیٹا
۱/۶ (مشترک)		ع
۱ (۱/۲ + ۱/۲)		۵

****

④ مسئلہ ۶

پرنانی	نانی	بیٹا
ساقط	۱/۶	ع
	۱	۵

****

⑤ مسئلہ ۶

مـــــ

نانی	دادی	ماں	۳/بنات	عم
م	م	۱/۶	۲/۳	ع
		۱	۴	۱

****

⑥ مسئلہ ۶

مـــــ

دادی	نانی	باپ
م	۱/۶	ع
	۱	۵

****

⑦ مسئلہ ۶

مـــــ

دادے کی ماں	نانی	دادا
م	۱/۶	ع
	۱	۵

****

⑧ مسئلہ ۶

مـــــ

دادی	دادا	بیٹا
۱/۶	۱/۶	ع
۱	۱	۴

****

⑨ مسئلہ ۶

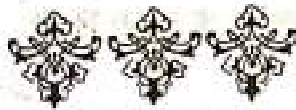
مـــــ

پرنانی	دادی	ابن
م	۱/۶	ع
	۱	۵

****

⑩* مسئلہ ا

باپ	پرنانی	دادی
ع	م	م
ا		



* اس مثال میں قریبی خود ساقط ہونے کے باوجود بعدی کو ساقط و محروم کررہی ہے۔

عَصَبَات
کا بیان

عَصَبات

لغوی تحقیق وتعریف❶:

عَصَبَۃٌ، عَاصِبٌ کی جمع ہے۔ مذکر، مؤنث، واحد اور جمع سب کے لئے اسم جنس کی طرح مستعمل ہے اور عَصَبَات جمع الجمع ہے اور عصبہ کا معنی ہے۔ ''مرد کا پدری رشتہ'' یعنی مرد کا باپ کی جانب سے جو رشتہ دار ہو اس کو عصبہ کہتے ہیں۔

اس کا مصدر عِصَابٌ و عَصُوْبَۃٌ آیا ہے۔ بمعنی گھیرنا، ارد گرد جمع ہو جانا۔ کہا جاتا ہے "عَصَب القَوْمُ بِفُلَانٍ" یعنی لوگوں نے فلاں شخص کو گھیرے میں لے لیا۔

وجہ تسمیہ:

چونکہ عصبہ بھی میت کو چہار جانب سے اپنے گھیرے میں لیے رہتے ہیں اس طرح کہ اوپر باپ (ابوت) کا رشتہ ہوتا ہے، نیچے بیٹے (بنوت) کا، ایک طرف بھائی

---

❶ (الف) شامی (۵٤۹/۱۰) میں ہے:

قال فی المغرب: العصبة قرابة الرجل لأبيه و كانها جمع عاصب و ان لم يسمع به، من عصبوا به اذا احاطوا حوله ثم سمى بها الواحد والجمع والمذكر والمؤنث للغلبة وقالوا فى مصدرها العصوبة... فالعصبات جمع الجمع كالجمالات.

(ب) كذا فى كشاف اصطلاحات الفنون (۱۹۷/۳).

(ج) كذا فى الفقه الاسلامى وادلته (۷۷۹٤/۵).

(د) كذا فى مرجع الطلاب فى المواريث (ص ۱۵).

(ح) لسان العرب (۷۰٦/۱) میں ہے:

ولم اسمع للعصبة بواحد والقياس ان يكون عاصبًا مثل طالب و طلبة و ظالم و ظلمة ـ و يقال عصب القوم بفلان اى استكفوا حوله ـ وقال قبله بعد ذكر العصبة ـ والجمع العصبات.

(د) و كذا فى القاموس الوحيد ص (۱۰۸٦).

(ر) كذا فى الشريفية ص (۳۷).

(اخوت) اور دوسری طرف چچا (عمومت) کا، اس لیے ان کو عصبہ کہتے ہیں۔[1]

فائدہ: عمامہ کو بھی عِصَابۃ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ سر کو چاروں طرف سے گھیر لیتا ہے۔[2]

اصطلاحی تعریف:

عصبہ میت کا ایسا رشتہ دار ہے جس کا کوئی حصہ مقرر نہ ہو، ذوی الفروض نہ ہونے کی صورت میں کل ترکہ کا اور ذوی الفروض ہونے کی صورت میں بقیہ ترکہ کا مستحق ہو۔[3]

اقسام:

عصبہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) عصبہ نسبی (۲) عصبہ سببی۔[4]

۱۔ عصبہ نسبی:

تعریف: عصبۂ نسبی وہ ہے جو میت کے ساتھ نسب میں شریک ہو یعنی جس کا میت سے ولادت کا تعلق ہو۔

اقسام: عصبہ نسبی کی تین قسمیں[5] ہیں:

---

[1] (الف) لسان العرب (۷۰۶/۱) میں ہے:

عصبة الرجل اولياؤه الذكور من ورثته، سُمُّوا عصبة لانهم عصبوا بنفسه اى استكفّوا به فالأب طَرَفٌ، والابن طرف، والعم جانب والأخ جانب.

(ب) كذا فى الشريفية ص (۳۷).

[2] كتاب الفرائض للاحم (فى مبحث: بمعنى التعصيب).

[3] (الف) المواريث للصابونى ص (٦٥): العصبة: كل من ياخذ كل المال عند الانفراد و ياخذ الباقى بعد اخذ اصحاب الفروض فروضهم.

(ب) كذا فى تبيين الحقائق (۲۳۷/٦).

(ج) كذا فى كشاف اصطلاحات الفنون (۱۹۷/۳).

[4] الفقه الاسلامى للزحيلى (۷۷۹٥).

[5] (الف) المبسوط للسرخسى (۱۳۸/۲۹).

(ب) تنوير الابصار (٥٤٩/۱۰).

(ج) زحيلى (۷۷۹۸).

(د) الكشاف للتهانوى (۱۹۷/۳).

① عصبہ بنفسہٖ (بذاتِ خود عصبہ)

② عصبہ بالغیر (دوسرے عصبہ کی وجہ سے عصبہ بن جانا)

③ عصبہ مع الغیر (غیر عصبہ کے ساتھ ہو کر خود عصبہ ہو جانا)

① عصبہ بنفسہ

تعریف: میت کا ایسا مذکر رشتہ دار جس کی میت کی طرف نسبت کرنے میں مذکر کا واسطہ ہو، مؤنث کا واسطہ نہ ہو۔[1]

مثالیں: جیسے بیٹا کہ باپ کے واسطے سے منسوب ہے اور اسی طرح دادا کہ یہ بھی باپ کا باپ ہے نہ کہ نانا کیونکہ یہ ماں کے واسطہ سے منسوب ہے اور اسی طرح نواسہ کہ بیٹی کے واسطے سے اس کی نسبت قائم ہوئی ہے۔

عصبہ بنفسہٖ کی اقسام

عصبہ بنفسہٖ کی استحقاقِ میراث کے اعتبار سے بالترتیب مندرجہ ذیل چار قسمیں ہیں:

① **فروع المیت:** بیٹا، پوتا↓

② **اصول المیت:** باپ، دادا↑

③ **فروع اب المیت:** بھائی

(۱) عینی بھائی

(۲) علاتی بھائی

(۳) عینی بھتیجا

(۴) علاتی بھتیجا

---

[1] (الف) التعریفات للجرجانی (۱۰۷).

(ب) الهندیة (٦/٤٥١).

(ج) الکشاف للتهانوی (٣/١٩٧).

④ فروع جد المیت: چچا

(۱) عینی چچا

(۲) علاتی چچا

(۳) عینی چچا کا بیٹا

(۴) علاتی چچا کا بیٹا

وضاحت: یہ چاروں قسمیں ترتیب وار وارث ہوتی ہیں۔ لہٰذا پہلی قسم (یعنی بیٹا، وہ نہ ہو تو پوتا پھر پرپوتا↓) کے ہوتے ہوئے بقیہ تین قسمیں عصبہ نہیں ہوتیں۔ اگر پہلی قسم بالکل نہ ہو تو پھر دوسری قسم (یعنی پہلے باپ وہ نہ ہو تو دادا پھر پردادا↑) عصبہ ہوگی۔ اس کی موجودگی میں تیسری چوتھی قسم محجوب ہوتی ہے۔ یہ قسم نہ ہو تو پھر تیسری قسم علی الترتیب السابق (کہ پہلے عینی بھائی ورنہ علاتی بھائی الخ) عصبہ ہوگی اور چوتھی محجوب ہوگی۔ اگر کوئی قسم نہ ہو تو پھر چوتھی قسم ہی عصبہ ہوگی علی ما بیناہ۔

فائدہ: اگر میت کے بعض ورثاء میں عصبہ بننے کے اندر باہم تعارض ہو جائے تو پھر ''قوت قرابت'' کی بناء پر ان میں سے کسی ایک کے عصبہ بننے کو ترجیح دی جائے گی۔ چنانچہ جس کی قرابت میت سے، دوسرے کی بنسبت، قوی ہو یعنی ''دو قرابتوں'' والا ہو (ماں باپ دونوں سے ہو) وہ ایک قرابت والے سے زیادہ حقدار ہوگا۔

بطورِ مثال تصحیح کا مندرجہ ذیل مسئلہ ملاحظہ فرمائیں:

مسـ

۲/ بیویاں ۶/ بیٹیاں ۳/ عینی بہنیں ۶/ چچے

اس مثال میں عینی بہن، حقیقی بیٹی سے مل کر عصبہ بن رہی ہے اور چچا بھی عصبہ ہے۔ اب یہاں عصبہ بننے کے لئے، قوتِ قرابت کی بناء پر، ترجیح حقیقی بہن کو دی جائے گی۔ کیونکہ بہن کو میت سے قرب دو واسطوں (ماں اور باپ) کی وجہ سے ہے جبکہ چچے کو صرف ایک واسطہ (باپ) سے ہے۔

تقسیمِ میراث: عصبہ بنفسہ میں میراث اس طرح تقسیم ہوگی کہ اگر ذوی الفروض موجود نہ

ہوں تو عصبہ بنفسہ کو کل مال مل جائے گا اور اگر ذوی الفروض موجود ہوں تو ان کو ان کے حصص دینے کے بعد جو کچھ بچے وہ اسی کو مل جائے گا۔

۲ عصبہ بالغیر

عصبہ بالغیر وہ مؤنث ہے جو اپنے بھائی کے ساتھ مل کر عصبہ بن جاتی ہے۔

یہ صرف چار عورتیں ہیں: بیٹی، پوتی، حقیقی بہن اور علاتی بہن۔

تقسیمِ میراث: اب اس (عصبہ بننے والے) بہن بھائی میں تقسیم "للذکر مثل حظ الانثیین" کے تحت ہوگی یعنی بھائی کو بہن سے دوگنا ملے گا۔

۳ عصبہ مع الغیر

عصبہ مع الغیر وہ عورتیں ہیں جو بیٹی، پوتی ↓ کی موجودگی میں عصبہ ہو جاتی ہیں۔

اور یہ صرف دو عورتیں ہیں: (۱) حقیقی بہن (۲) علاتی بہن۔

تقسیمِ میراث: جب ان مذکورہ دو عورتوں میں سے کسی کے ساتھ بیٹی، پوتی ↓ میں سے کوئی ہو تو یہ عصبہ مع الغیر ہو جاتی ہے اور بیٹی وغیرہ کو دینے کے بعد بچا ہوا ترکہ اس کو ملتا ہے۔ ایک بات یہاں قابل لحاظ ہے کہ بیٹی یا پوتی وغیرہ خود ذوی الفروض ہی ہوں گی (عصبہ نہیں ہوں گی) اور ان کو ان کا مقرر حصہ ہی ملے گا۔

۴ عصبۂ سببی

تعریف: میت کے معتق (آزاد کرنے والے) کو عصبۂ سببیہ یا مولی العتاقۃ کہتے ہیں۔ معتق خواہ مذکر ہو یا مؤنث۔

تقسیمِ میراث: اگر عصبۂ نسبی موجود ہو تو عصبۂ سببی محروم ہوگا۔

ملاحظة: دور حاضر میں ہمارے ہاں چونکہ عصبۂ سببی کا وجود نہیں اس لیے اس کے احوال اور طریقۂ توریث کو اس رسالہ کے اختصار کی وجہ سے ترک کیا جاتا ہے۔

حجب وحرمان کا مختصر مفہوم*

حَجْب:

لغۃً: حجب لغت میں ''روکنے'' کو کہتے ہیں۔ ❶ اسی وجہ سے چوکیدار کو ''حاجب'' کہتے ہیں کہ وہ لوگوں کو بغیر اجازت اندر آنے سے روکتا ہے۔ ❷ اور پردہ کو حجاب سے موسوم کرتے ہیں کہ وہ مشاہدہ (دیکھنے) سے روکتا ہے۔ ❸

اصطلاحاً: اصطلاح میں کسی دوسرے کی وجہ سے مقررہ حصہ میں کمی آجانے کو حجب کہتے ہیں۔ ❹

وجہ تسمیہ: واضح ہے کہ اس دوسرے شخص نے ہی گویا اس کے بعض حصے کو روک لیا ہے لہٰذا مصطلح الفرائض میں حجب سے موسوم ہوا۔

توضیح: پانچ ورثا ایسے ہیں جن کے حصص میں دوسرے ورثاء کی موجودگی کی وجہ سے کمی آجاتی ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو ان کو حصہ زیادہ ملتا۔

وہ پانچ یہ ہیں:

شوہر، بیوی، ماں، پوتی، علاتی بہن۔

مثلاً اگر اولاد نہ ہو تو شوہر کو نصف ملتا ہے۔ مگر اولاد کی موجودگی میں ربع ملتا ہے۔ اسی طرح باقی ورثاء کو سمجھ لیں۔

فائدہ: اس حجب کو ''حجب نقصان'' بھی کہتے ہیں، کیونکہ اس کے اندر وارث کے حصے میں نقص وکمی واقع ہوجاتی ہے۔

---

* ماخوذ از فتاویٰ محمودیہ ص(۵۲۲) ج (۲۰) تحت: باب "رسالہ آسان فرائض".

❶ الکشاف للتھانوی (۳۷۴/۱): الحجب بالفتح و سکون الجیم کما فی المنتخب لغۃً: المنع.

❷ الموسوعۃ الفقھیۃ (۴۵/۳): قیل للبواب حاجب لانہ یمنع من الدخول.

❸ الشریفیۃ (۴۷): و منہ الحجاب لما یستر بہ الشی ویمنع من النظر الیہ.

❹ رد المحتار (۵۵۹/۱۰): وھو حجبہ من فرض مقدر الی فرض اقل منہ لوجود آخر.

حِرمان:

لغۃً: حرمان لغت میں مطلق محرومی کو کہتے ہیں۔❶

اصطلاحًا: اصطلاح میں کسی دوسرے کی وجہ سے حصے کے ختم ہوجانے (یعنی اس سے بالکلیہ محروم ہوجانے) کو حرمان کہتے ہیں۔❷

فائدہ: اس کو کبھی ''حجب حرمان'' بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کے اندر دوسرے کے رکاوٹ بننے کی وجہ سے حصہ سے بالکل محرومی ہوجاتی ہے۔

توضیح: اس حرمان کا مدار دو قاعدوں پر ہے:

① **وجود واسطہ:** واسطہ کی موجودگی میں ذی واسطہ محروم ہوتا ہے۔ جیسے باپ کی موجودگی میں دادا کو کچھ نہیں ملتا۔ کیونکہ میت سے دادا کی قرابت باپ کے واسطے سے ہے، اسی طرح ماں کی موجودگی میں نانی، بیٹے کی موجودگی میں پوتا اور بھائی کی موجودگی میں بھتیجا محروم رہتا ہے۔

تاہم اخیافی بہن بھائی اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں کہ ماں کی موجودگی میں بھی ان کو میراث ملتی ہے۔ حالانکہ ان سے رشتہ ماں ہی کے واسطہ سے ہے۔

② **وجود اَقرب:** اقرب کی موجودگی میں ابعد محروم ہوتا ہے۔ جیسا کہ بھائی کی موجودگی میں چچا اور بیٹے کی موجودگی میں پوتا محروم ہوتا ہے۔ جیسا کہ پیچھے عصبہ بنفسہ کے تحت گزر چکا ہے۔

تنبیہ: چھ ورثا ایسے ہیں جو کبھی محروم نہیں ہوتے۔ یعنی ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ ان کو کچھ نہ ملے۔ وہ یہ ہیں: زوجین، والدین، بیٹا، بیٹی۔

---

❶ (الف) لسان العرب (۱۴۵/۳):

الحِرمان: نقیضہ الاعطاء والرّزق، یقال: محروم و مرزوق.

(ب) کذا فی تاج العروس (۱۳۵/۱۶).

❷ الشامیۃ (۵۵۹/۱۰): وھو منع شخص معین عن الارث بالکلیۃ لوجود شخص آخر.

چند فوائد:

① **محجوب و محروم میں فرق:**[1] محجوب بحجب حرمان کبھی وارث ہوتا ہے اور کبھی نہیں جبکہ محروم (جس کے اندر موانع میراث میں سے کوئی مانع پایا جائے) کبھی بھی وارث نہیں بنتا۔ اسی وجہ سے عموماً حجب حرمان والے کو محجوب اور مانع ارث والے کو (دوران حل مسئلہ) محروم سے تعبیر کرتے ہیں۔ ھذا ماشاع وذاع عند الفارضین۔

② محجوب بالاتفاق دوسرے وارث کے لئے حاجب نقصان بھی بنتا ہے اور حاجب حرمان بھی اور محروم راجح قول کے مطابق (عندالجمہور) دوسرے وارث کے لئے نہ حاجب نقصان بنتا ہے نہ حاجب حرمان۔[2]

---

[1] كشاف اصطلاحات الفنون (۳۷۵/۱):

و بالجملة فالمحجوب حجب الحرمان قديرث وقد لايرث فاتضح الفرق بينه و بين المحروم فانه المحروم لا يرث بحال لانعد ام اہلية الارث فيه.

[2] الدر مع الرد (۵٦۰/۱۰):

والمحروم لا يحجب عندنا اصلا اى لا نقصانا ولا حرمانا ويحجب المحجوب اتفاقا اى يحجب المحجوب حرمانا يحجب غيره حرمانا و نقصانا.

مخارج الفروض
یعنی مسئلہ بنانے کا قاعدہ

○ نیچے میراث کے مسائل حل کرنے کا طریقہ لکھا جاتا ہے جس میں مسئلہ بنانے کا قاعدہ بھی ضمناً ذکر کیا جائے گا۔

میراث کے سوالات حل کرنے کا طریقہ

مندرجہ ذیل اُمور بالترتیب انجام دے کر میراث کا سوال آسانی سے حل کیا جا سکتا ہے۔

۱ لفظ ''میت'' کا لمبا خط کھینچیں جس میں ''یاء'' اور ''ت'' پر نقطے نہ لگائیں (مــــــــــــــــ) پھر اس خط کے اوپر دائیں طرف لفظ ''مسئلہ'' لکھ دیں۔

۲ تمام ورثاء لفظ میت کے نیچے ترتیب وار لکھیں۔ یعنی اوّل ذوی الفروض (ان میں بھی زوج / زوجہ کو سب سے مقدم رکھیں اور بیٹی / پوتی کو بھی بہن وغیرہ سے پہلے درج کریں) پھر آخر میں عصبہ۔

۳ اس کے بعد ذوی الفروض کے مقرر حصے ان کے نام کے نیچے لکھ دیں۔ عصبہ کے نیچے ''ع'' لکھ دیں اور جو محروم / محجوب / ساقط ہو رہا ہو، اس کے نیچے ''م'' لکھ دیں۔

۴ **مسئلہ بنانے کا قاعدہ:**[1] ذوی الفروض کے حصوں (کے اعداد) کا ذواضعاف اقل نکالیں۔ میت کے اوپر دائیں طرف لفظ مسئلہ لکھ کر یہ ذواضعاف اقل لکھ دیں۔

---

[1] مسئلہ بنانے کا یہ طریقہ سراجی کے طریقہ سے مختلف ہے۔ تاہم اس کے نہایت ہی آسان ہونے کی وجہ سے اسی کو یہاں بیان کیا جا رہا ہے۔

یہی ذواضعاف اقل* ہی مسئلے کا مخرج کہلاتا ہے۔ جس کو ''مخرج الفروض'' (یعنی ''ورثاء کے حصوں کے نکلنے کی جگہ'') سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ورثاء میں تقسیم ہونے والے مال کے تمام حصوں کا مجموعہ یہی عدد ہوتا ہے۔ جس سے پھر ورثاء کے حصص نکلتے ہیں۔

✿ اس مخرج والے عدد میں سے پھر ذوی الفروض کو ان کا حصہ دے دیں اور ان ذوی الفروض سے جو باقی بچ جائے وہ عصبہ کو دے دیں۔

* ذواضعاف اقل نکالنے کا طریقہ:

ذواضعاف اقل نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ مسئلہ میں ذوی الفروض کے جو جو حصے مقرر ہیں ان حصوں کے مخارج (یعنی اعداد) کو بائیں سے دائیں کی طرف (اقل سے اکثر کی ترتیب پر) درج کریں۔ جو حصہ مکرر ہو اس کو ایک دفعہ ہی لکھنے پر اکتفاء کریں۔

اس کے بعد جو چھوٹے سے چھوٹا عدد ان میں سے سب کو یا اکثر کو پورا پورا تقسیم کر دیتا ہو اس عدد سے ان کو تقسیم کر دیں۔ جو حاصل تقسیم آئے اس عدد کو اس تقسیم ہونے والے عدد کے نیچے لکھتے جائیں اور جو عدد تقسیم نہ ہوتا ہو اس کو اسی طرح نیچے اتار دیں اور وہ چھوٹے سے چھوٹا عدد جو ان کو تقسیم کر رہا ہے اس کو بائیں طرف لکھتے جائیں۔ آخر میں ان تقسیم کرنے والے چھوٹے اعداد کو باہم ضرب دیں جو حاصل ضرب آئے وہی مسئلے کا مخرج ہے۔

مثال: (اس مثال میں ''سوالاتِ میراث حل کرنے کا طریقہ'' اور ''ذواضعاف اقل نکالنے کا طریقہ'' ہر دو جمع ہیں)۔

مسئلہ ۲۴

بیوی	بیٹی	ماں	پوتا	نانی
ثمن	نصف	سدس	عصبہ	محروم
$\frac{1}{8}$	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{6}$	ع	م
۳	۱۲	۴	۵	م

۲	۸-۶-۲
۳	۴-۳-۱
۴	۴-۱-۱
	۱-۱-۱

ذواضعاف اقل: ۲۴=۲×۳×۴

مشقی سوالات

برائے ذوی الفروض وعصبات

① مسئلہ ۲۴

بیوی	بیٹی	ماں	باپ	نانی
$\frac{۱}{۸}$	$\frac{۱}{۲}$	$\frac{۱}{۶}$	$\frac{۱}{۶}$+ع	م
۳	۱۲	۴	۱+۴=۵	

۸-۶-۲	۲
۴-۳-۱	۳
۴-۱-۱	۴
۱-۱-۱	

۲×۳×۴=۲۴

****

② مسئلہ ۱۲

شوہر	بیٹا	ماں	باپ
$\frac{۱}{۴}$	ع	$\frac{۱}{۶}$	$\frac{۱}{۶}$
۳	۵	۲	۲

۶ - ۴	۲
۳ - ۲	۲
۳ - ۱	۳
۱ - ۱	

۲×۲×۳=۱۲

****

③ مسئلہ ۲۴

باپ	ماں	پوتا	بیوی
۱/۶	۱/۶	ع	۱/۸
۴	۴	۱۳	۳

۸ - ۶	۲
۴ - ۳	۳
۴ - ۱	۴
۱ - ۱	

۲×۳×۴=۲۴

****

④ مسئلہ ۱۲

نانی	باپ	پوتا	شوہر
۱/۶	۱/۶	ع	۱/۴
۲	۲	۵	۳

****

⑤ مسئلہ ۲۴

بہن	ماں	بیٹی	بیوی
عصبہ مع الغیر	۱/۶	۱/۲	۱/۴
۵	۴	۱۲	۳

****

⑥ مسئلہ ۲۴

بہن	ماں	پوتی	شوہر
عصبہ مع الغیر	۱/۶	۱/۲	۱/۴
۲	۴	۱۲	۶

****

⑦ مسئلہ ۱۲

شوہر	بیٹا بیٹی	ماں	باپ
۱/۴	ع	۱/۶	۱/۶
۳	۵	۲	۲

****

⑧ مسئلہ ۲۴

بیوی	پوتا پوتی	ماں	باپ
۱/۸	ع	۱/۶	۱/۶
۳	۱۳	۴	۴

****

⑨ مسئلہ ۱۲

شوہر	۲بیٹے بیٹی	باپ	نانی
شوہر	بیٹا بیٹا بیٹی	باپ	نانی
۱/۴	ع	۱/۶	۱/۶
۳	۵	۲	۲

****

⑩ مسئلہ ۲۴

بیوی	ابن ابن بنت	ماں	باپ
۱/۸	ع	۱/۶	۱/۶
۳	۱۳	۴	۴

****

⑪ مسئلہ ۱۲

شوہر	۲ربیٹے ۲ربیٹیاں	ماں	بہن دادی نانی
۱/۴	ع	۱/۶	م
۳	۷	۲	

(۱۲) مسئلہ ۲۴

بیوی	۳/بیٹے ۲/بیٹیاں	ماں	بہن نانی
۱/۸	ع	۱/۶	م
۳	۱۷	۴	

****

(۱۳) مسئلہ ۱۲

شوہر	بیٹی	۲/پوتے پوتی	ماں
۱/۴	۱/۲	ع	۱/۶
۳	۶	۱	۲

****

(۱۴) مسئلہ ۲۴

بیوی	بیٹی	۲/پوتے پوتی	ماں
۱/۸	۱/۲	ع	۱/۶
۳	۱۲	۵	۴

****

(۱۵) مسئلہ ۱۲

شوہر	بیٹی	ماں	علاتی بہن
۱/۴	۱/۲	۱/۶	عصبہ مع الغیر
۳	۶	۲	۱

****

(۱۶) مسئلہ ۲۴

بیوی	پوتی	ماں	عینی بہن
۱/۸	۱/۲	۱/۶	عصبہ مع الغیر
۳	۱۲	۴	۵

****

⑰ مسئلہ ١٢

شوہر	بیٹی	پوتی	حقیقی بہن
١/۴	١/٢	١/٦	عصبہ مع الغیر
٣	٦	٢	١

****

⑱ مسئلہ ٢۴

بیوی	بیٹی	پوتی	علاتی بہن
١/٨	١/٢	١/٦	عصبہ مع الغیر
٣	١٢	۴	۵

****

⑲ مسئلہ ١٢

شوہر	٢ ربیٹیاں	عینی بھائی	عینی بہن
١/۴	٢/٣	ع	
٣	۴	۵	

****

⑳ مسئلہ ٢۴

بیوی	٢ ربیٹیاں	علاتی بھائی	علاتی بہن
١/٨	٢/٣	ع	
٣	١٦	۵	

****

㉑ مسئلہ ٦

شوہر	ماں	باپ
١/٢	١/٣ مابقی	ع
٣	١	٢

****

(۲۲) مسئلہ ۱۲

بیوی	ماں	باپ
۱/۴	۱/۳ مابقی	عصبہ
۳	۳	۶

****

(۲۳) مسئلہ ۶

شوہر	ماں	باپ	۲/بھائی
۱/۲	۱/۶	ع	م
۳	۱	۲	

****

(۲۴) مسئلہ ۱۲

بیوی	ماں	باپ	۲/علاتی بھائی
۱/۴	۱/۶	عصبہ	م
۳	۲	۷	

****

(۲۵) مسئلہ ۶

شوہر	ماں	دادا
۱/۲	۱/۳	عصبہ
۳	۲	۱

اس مسئلہ میں دادا باپ کی مانند نہیں اس لیے ماں کو کل کا ثلث ملے گا۔

****

(۲۶) مسئلہ ۱۲

بیوی	ماں	دادا
۱/۴	۱/۳	عصبہ
۳	۴	۵

****

(۲۷) مسئلہ ۶

شوہر	ماں	دادا	۲؍ بھائی
½	⅙	ع	م
۳	۱	۲	

****

(۲۸) مسئلہ ۱۲

بیوی	ماں	دادا	۲؍ بھائی
¼	⅙	عصبہ	م
۳	۲	۷	م

****

(۲۹) مسئلہ ۳

ماں	باپ	بھائی
⅓	عصبہ	م
۱	۲	م

****

(۳۰) مسئلہ ۶

ماں	باپ	۲؍ اخیافی بھائی
⅙	عصبہ	م
۱	۵	م

****

(۳۱) مسئلہ ۶

ماں	دادا	عینی بھائی	عینی بہن
⅙	عصبہ	م	م
۱	۵	م	م

(٣٢) مسئلہ ٣

ماں	بھائی	بھتیجا
١/٣	عصبہ	م
١	٢	م

☆ بھائی کی موجودگی میں بھائی کا بیٹا (بھتیجا) محجوب ہوتا ہے۔

****

(٣٣) مسئلہ ٣

ماں	چچا	بھائی کا بیٹا/بھتیجا
١/٣	م	عصبہ
١	م	٢

☆ بھائی کی اولاد چچا سے مقدم ہے اس لیے چچا بھتیجے کی موجودگی میں محجوب ہوتا ہے۔

****

(٣٤) مسئلہ ٣

ماں	بھتیجے کا بیٹا	چچا/عم
١/٣	ع	م
١	٢	م

****

(٣٥) مسئلہ ٣

ماں	عینی چچا کا بیٹا	علاتی چچا
١/٣	م	ع
١	م	٢

****

(٣٦) مسئلہ ١٢

بیوی	ماں	اخیافی بھائی	بھتیجا
١/٤	١/٣	١/٦	ع
٣	٤	٢	٣

(۴۷) مسئلہ ۶

دادی	نانی	دادا	شوہر
۱/۶		ع	۱/۲
۱		۲	۳

☆ نانی اور دادی (یہ جتنی بھی ہوں ان سب) کو سدس ملتا ہے مجموعی طور پر، ہر ایک کو الگ الگ سدس نہیں ملتا۔

****

(۴۸) مسئلہ ۲۴

دادی	دادا	بیٹی	بیوی
۱/۶	۱/۶ + ع	۱/۲	۱/۸
۴	۴+۱	۱۲	۳
۴	۵	۱۲	۳

****

(۴۹) مسئلہ ۲

علاتی بھائی	بہن	شوہر
عصبہ	۱/۲	۱/۲
صفر	۱	۱

****

(۵۰) مسئلہ ۴

بہن عینی	بھائی عینی	بیوی
	ع	۱/۴
	۳	۱

****

عَوُل

کا بیان

عول

لغوی تعریف:

اہل لغت کے ہاں لفظ "عول" کئی معانی میں مستعمل ہوا ہے:

① ظلم وزیادتی کی طرف میلان اور جھکاؤ۔ ❶

② بلند ہونا۔ ❷

③ زیادہ ہونا۔ ❸

④ غالب آنا۔ ❹

وجہ تسمیہ:

معانی مذکورہ کی بابت وجہ تسمیہ ظاہر ہے کہ عول میں مجموعۂ سہام کے اندر اصل مسئلہ کی نسبت زیادتی اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ ❺

---

❶ (الف) التعریفات للجرجانی (ص ۱۱۳) میں ہے: العول فی اللغة: المیل الی الجور والرفع.
(ب) لسان العرب (ج ۱۱ ص ۵۷۵) میں ہے: معنی قوله تعالٰی "ذلک ادنی ان لا تعولو"
ای ذلک اقرب أن لا تجوروا وتمیلوا.

❷ (الف) تاج العروس (ج ۱۵، ص ۵۲۸) میں ہے:
فی حدیث مریم: "و عال قلم زکریا" ای ارتفع علی الماء.
(ب) کذا فی الموسوعة الفقهیة (ج۳۱، ص۷۳).

❸ ایضًا (ج ۱۵، ص ۵۲۷):
عال المیزان: نقص وجار أو زاد أو ارتفع احد طرفیه عن الآخر أو مال.

❹ (الف) لسان العرب (ج ۱۱، ص ۵۷٦) میں ہے: عالنی الشئ یعولنی عولا: غلبنی و ثقل علیّ.
(ب) تاج العروس (ج ۱۵، ص ۵۲۹) میں ہے: فی حدیث سطیح: فلما عیل صبره ای غُلِب.
(ج) کذا فی الشریفیة (ص ۵٤).

❺ فی الفقه الاسلامی و ادلته (۷۸۲۰): وسمیت بذلک اخذا من العدل بمعنی الزیادة والارتفاع
یقال عال المیزان: اذا ارتفع لأن بهذه الزیادة قد ارتفعت السهام الی اکثر من اصل المسئلة.

اصطلاحی تعریف:

’’مجموعۂ سہام کا اصل مسئلہ کے عدد سے بڑھ جانا اور ورثاء کے حصوں میں کمی آجانا‘‘۔ [1]

توضیح: مندرجہ بالا تعریف کو سمجھنے کے لئے ذیل میں مذکور مثال زیبِ قرطاس ہے۔

مثال: شوہر، عینی بہن، علاتی بہن

مسئلہ ۶ ع ۷/۷

شوہر	عینی بہن	علاتی بہن
نصف ($\frac{1}{2}$)	نصف ($\frac{1}{2}$)	سدس ($\frac{1}{6}$)
۳	۳	۱

۲	۶ − ۲
۳	۳ − ۱
	۱ − ۱

۲×۳=۶

—— مثال مذکور سے یہ بات واضح ہے کہ اس میں ورثاء کے حصے سات ہیں جو کہ مخرج یعنی اصل مسئلہ کے عدد (چھ) سے بڑھ رہے ہیں لہٰذا مخرج کو (۶) سے بڑھا کر (۷) کر دیا جائے گا (اور یہی عول کہلاتا ہے) جس سے ورثاء کے حصوں میں کمی آجائے گی۔ مثلاً اسی مثال میں شوہر کو پہلے (۶) حصوں میں سے نصف یعنی تین حصے مل رہے تھے۔ اور اب یہی تین حصے اس کو سات حصوں میں سے ملیں گے جو کہ نصف سے کم بنتے ہیں۔ اسی طرح دیگر ورثاء کا حال ہے۔

---

[1] (الف) التعریفات للجرجانی (ص ۱۱۳) میں ہے: وفی الشرع: زیادة السهام علی الفریضة فتعول المسئلة الی سهام الفریضة فیدخل النقصان علیهم بقدر حصصهم.

(ب) الموسوعة الفقهية (ج ۳۱، ص ۷۳) میں ہے: وفی الاصطلاح ہو زیادة سهام الفروض عن اصل المسئلة بزیادة کسورها عن الواحد.

(ج) تاج العروس (ج ۱۵، ص ۵۲۸) میں ہے: وهو أن تزید سها ما فیدخل النقصان علی اهل الفرائض.

عول لکھنے کا طریقہ:

لفظ میت (مســــــــ) کے اوپر مسئلہ سے آگے حرف "ع" یا علامت "عــ" لکھ کر عول والا عدد لکھ دیں جیسا کہ مثال میں واضح کر دیا گیا ہے۔

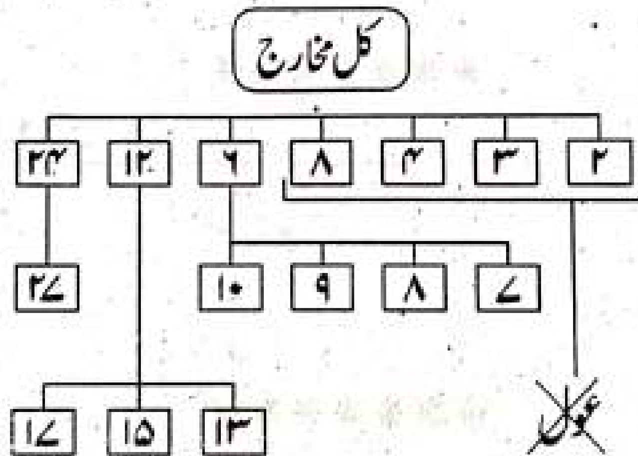
عول کے اصول:

مسئلہ ہمیشہ سات اعداد میں سے کسی ایک سے بنتا ہے اور وہ یہ ہیں: ۲، ۳، ۴، ۸، ۶، ۱۲، ۲۴۔ ان میں سے پہلے چار مخارج یعنی ۲، ۳، ۴، ۸ کا بالکل عول نہیں ہوتا۔ صرف آخری تین اعداد (۶، ۱۲، ۲۴) کا عول ہوتا ہے۔

۶ کا عول: ۶ کے چار عول آتے ہیں (۷، ۸، ۹، ۱۰)

۱۲ کا عول: ۱۲ کے تین عول آتے ہیں (۱۳، ۱۵، ۱۷)

۲۴ کا عول: ۲۴ کا صرف ایک عول آتا ہے (۲۷)



فائدہ: جس مسئلہ میں مخرج اور سہام برابر ہوں اسے "مسئلہ عادلہ" کہتے ہیں، اگر مسئلے میں عول ہو تو اس کو "مسئلہ عائلہ" کہتے ہیں۔

اسی طرح رد والے مسئلے کو "مسئلہ قاصرة" کہتے ہیں[1] اور کبھی اس مسئلہ ردّیہ کو "مسئلہ عادلہ" بھی کہہ دیتے ہیں۔[2]

---

[1] (الف) الفقه الاسلامی و ادلته (۷۸۲۰)۔
(ب) المبسوط للسرخسی (۱۶۳/۲۹)۔
(ج) الهندية (٤٦٨/٦)۔

[2] رد المحتار (٥٦٨/١٠)، قال الرافعی: قوله "عاذلة" اصله من اعتذل الرامی اذا رد الرمية۔

مشقی سوالات

برائے عول

[٦ کے بالترتیب عول: ۷، ۸، ۹، ۱۰]

① مسئلہ ٦ ع ۷

شوہر	۲ حقیقی بہنیں
۱/۲	۲/۳
۳	۴

****

② مسئلہ ٦ ع ۸

شوہر	۲ حقیقی بہنیں	ماں
۱/۲	۲/۳	۱/٦
۳	۴	۱

****

③ مسئلہ ٦ ع ۹

شوہر	۲ حقیقی بہنیں	۲ اخیافی بہنیں
۱/۲	۲/۳	۱/۳
۳	۴	۲

****

③ مسئلہ ٦ ع ۱۰

شوہر	۲ حقیقی بہنیں	۲ رخیفی بہنیں	ماں
۱/۲	۲/۳	۱/۳	۱/٦
۳	۴	۲	۱

[۱۲ کے بالترتیب عول: ۱۳، ۱۵، ۱۷]

⑤ مسئلہ ۱۲ ع ۱۳

شوہر	۲/ حقیقی بہنیں	خیفی بہن
۱/۴	۲/۳	۱/۶
۳	۸	۲

****

⑥ مسئلہ ۱۲ ع ۱۵

بیوی	۲/ حقیقی بہنیں	۲/ خیفی بہنیں
۱/۴	۲/۳	۱/۳
۳	۸	۴

****

⑦ مسئلہ ۱۲ ع ۱۷

بیوی	۲/ حقیقی بہنیں	۲/ خیفی بہنیں	ماں
۱/۴	۲/۳	۱/۳	۱/۶
۳	۸	۴	۲

****

[۲۴ کا عول: ۲۷- جیسا کہ مسئلہ منبریہ میں ہوا ہے]

مسئلہ منبریہ

⑧ مسئلہ ۲۴ ع ۲۷

بیوی	۲/ بیٹیاں	ماں	باپ
۱/۸	۲/۳	۱/۶	۱/۶
۳	۱۶	۴	۴

اس مسئلے کو "مسئلہ منبریہ" سے تعبیر کرنے کی داستان یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ کے منبر پر جلوہ افروز ہو کر خطبہ دے رہے تھے کہ الحمدلله الذی یحکم بالحق قطعا ـ و یجزی کل نفس بما تسعٰی ـ و الیه المآب والرجعٰی تو اسی اثناء میں ان سے اسی مذکورہ بالا مسئلہ کے متعلق ایک شخص نے کھڑے ہو کر سوال کر دیا کہ اس مسئلہ میں تو بیوی کو آٹھواں حصہ نہیں مل رہا؟

اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسی سابقہ قافیہ میں فی البدیہہ جواب دیا: والمرأة صار ثمنها تسعا اور پھر بغیر رُکے جہاں سے خطبہ چھوڑا تھا وہیں سے شروع فرما دیا۔ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی اس ذہانت وفطانت کو دیکھ کر ششدر رہ گئے۔ [1]

فائدہ: اس مسئلہ کو "صار ثمنها تسعا" میں "تسعا" کی نسبت سے "مسئلہ تسعیہ"[2] اور ۲۴ کا عول سبعة و عشرون (۲۷) ہونے پر اس میں لفظ "سبعة" کی نسبت سے اس کو "سبعیہ"[3] بھی کہا جاتا ہے۔

متفرق سوالاتِ عائلہ

⑨ مسئلہ ۶ ع ۹

علاتی بہن	خیفی بھائی	خیفی بہن	عینی بہن	شوہر
$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{3}$		$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{2}$
۱	۲		۳	۳

[1] (الف) دلیل الوراث علی هامش السراجی فی المیراث نقلا عن الدر المنتقی (ص ۲۰).
(ب) تلخیص الحبیر (۱۹۸/۳).
(ج) السنن الکبری للبیهقی (۲۵۳/۶) إلا أنه لم یذکر فیه المنبر.

[2] تبیین الحقائق (۲۴۴/۶).

[3] البحر الرائق (۴۱۰/۹).

۱۰ مسئلہ ۱۲ عـ ۱۷

بیوی	۲ر عینی بہنیں	ماں	اخیافی بھائی	اخیافی بہن
۱/۴	۲/۳	۱/۶	۱/۳	
۳	۸	۲	۴	

****

۱۱ مسئلہ ۱۲ عـ ۱۳

شوہر	پوتی	ماں	باپ
۱/۴	۱/۲	۱/۶	۱/۶+ع
۳	۶	۲	۲+صفر

****

۱۲ مسئلہ ۱۲ عـ ۱۵

شوہر	۲ر پوتیاں	ماں	دادا
۱/۴	۲/۳	۱/۶	۱/۶+ع
۳	۸	۲	۲+صفر

****

۱۳ مسئلہ ۶ عـ ۷

۲ر عینی بہنیں	۲ر خیفی بہنیں	ماں
۲/۳	۱/۳	۱/۶
۴	۲	۱

****

۱۴ مسئلہ ۶ عـ ۸

شوہر	۳ر عینی بہنیں	۲ر علاتی بہنیں	خیفی بہن
۱/۲	۲/۳	م	۱/۶
۳	۴		۱

****

(۱۵) مسئلہ ۶ عـ ۷

نانی	۳/علاقی بہنیں	۲/خیفی بھائی
۱/۶	۲/۳	۱/۳
۱	۴	۲

****

(۱۶) مسئلہ ۲۴ عـ ۲۷

بیوی	بیٹی	پوتی	ماں	باپ
۱/۸	۱/۲	۱/۶	۱/۶	۱/۶+ع
۳	۱۲	۴	۴	۴+صفر

****

(۱۷) مسئلہ ۶ عـ ۱۰

شوہر	۲/عینی بہنیں	۲/خیفی بہنیں	ماں
۱/۲	۲/۳	۱/۳	۱/۶
۳	۴	۲	۱

****

(۱۸) مسئلہ ۶ عـ ۸

بیوی	۳/عینی بہنیں	۲/علاقی بہنیں	خیفی بھائی
۱/۲	۲/۳	م	۱/۶
۳	۴		۱

****

(۱۹) مسئلہ ۱۲ عـ ۱۷

بیوی	۵/عینی بہنیں	۳/اخیافی بھائی	دادی
۱/۴	۲/۳	۱/۳	۱/۶
۳	۸	۴	۲

****

(۳۰) مسئلہ ۱۲ عـ ۱۵

شوہر	بیٹی	پوتی	ماں	باپ
۱/۴	۱/۲	۱/۶	۱/۶	۱/۶ + ع
۳	۶	۲	۲	۲+صفر
۳	۶	۲	۲	۲

****

(۳۱) مسئلہ ۲۴ عـ ۲۷

بیوی	۲ر بنات	ماں	باپ
۱/۸	۲/۳	۱/۶	۱/۶ + ع
۳	۱۶	۴	۴+صفر
۳	۱۶	۴	۴

****

(۳۲) مسئلہ ۶ عـ ۱۰

شوہر	۲ر علاتی بہن	۲ر خیفی بھائی	نانی
۱/۲	۲/۳	۱/۳	۱/۶
۳	۴	۲	۱

○○○

تصحیح
کا بیان

مع بطور مقدمہ نسبِ اربعہ کا بیان

نِسَبِ اربعہ

یعنی دو عددوں کے درمیان نسبت کا بیان

عدد کی تعریف:

مجموعہ طرفین کے نصف کا نام عدد ہے۔ ❶

مثال: جیسے ۴ ایک عدد ہے کیونکہ یہ اپنے ایک طرف "۳" اور دوسری طرف "۵" کے مجموعے یعنی "۸" کا نصف ہے۔ اسی طرح تمام اعداد ہیں۔ اس لیے یہ بھی واضح ہوگیا کہ ایک (1) عدد نہیں ہے، کیونکہ اس کے اوپر کی طرف تو عدد یعنی "۲" موجود ہے، مگر نیچے والی طرف کوئی عدد نہیں۔ ❷

فائدہ: مسائل کی تصحیح کے لئے اعداد کی باہمی نسبتوں کا علم ہونا ضروری ہے یعنی میراث کے مسائل میں تصحیح کا سمجھنا اسی پر موقوف ہے۔

دو عددوں کے درمیان چار نسبتوں میں سے کوئی نہ کوئی نسبت ضرور ہوتی ہے وہ

چار نسبتیں یہ ہیں:

❶ تماثل	❷ تداخل
❸ توافق	❹ تباین

---

❶ کشاف اصطلاحات الفنون (۲۰۲/۳) میں ہے: العدد ما کان نصف مجموع حاشیتیہ والمراد من حاشیتی العدد طرفاه الفوقانی والتحتانی اللذان یعدهما من ذٰلک العدد واحد مثلاً الثلاثۃ نصف مجموع الاربعۃ والاثنین و نصف مجموع الخمسۃ والواحد و کذا النصف مثلًا نصف مجموع الربع و ثلاثۃ ارباع فخرج الواحد من التعریف لأن الواحد من حیث إنہ واحد لیس لہ طرف تحتانی اذا لا جزء لہ فلا یکون عددا وھو مذھب کثیر مین الحُساب.

❷ (الف) ردالمحتار (ج۱۰، ص۵۹۸) میں ہے: و اعلم لن العدد ما تألف من الآحاد کالاثنین فصاعدا.

(ب) فیہ ایضًا: وبہ علم أن الواحد لا یسمی عددا عند الحساب.

(ج) فیہ ایضًا (۵۹۱/۱۰): فالواحد لیس بعدد عند الحساب لا النحاۃ.

❶ تماثل

لغوی تعریف: آپس میں مشابہ ہونا، ایک جیسا ہونا۔

اصطلاحی تعریف: دو عدد آپس میں مساوی ہوں جیسے "۴" اور "۴" تو ان کے درمیان تماثل کی نسبت ہوگی۔

❷ تداخل

لغوی تعریف: ایک چیز کا دوسری چیز میں گھسنا۔

اصطلاحی تعریف: دو عددوں میں سے ایک بڑا اور دوسرا چھوٹا ہو اور چھوٹا، بڑے کو پورا پورا تقسیم کردے جیسے "۵" اور "۲۰" تو ان کے درمیان تداخل کی نسبت ہوگی۔

دَخل: تداخل میں چھوٹا عدد، بڑے عدد کو، جس عدد پر پورا پورا تقسیم کرتا ہے اس عدد کو دَخل کہتے ہیں۔ جیسے "۵" اور "۲۰" میں ۵، ۲۰ کو "۴" پر پورا پورا تقسیم کرتا ہے تو "۲۰" کا دَخل (۴) ہوگا۔

فائدہ: اس دَخل کو کبھی وفق بھی کہہ دیتے ہیں۔

❸ توافق

لغوی تعریف: باہم قریب ہونا۔

اصطلاحی تعریف: دو عددوں میں سے ایک بڑا اور دوسرا چھوٹا ہو اور چھوٹا بڑے کو پورا پورا تقسیم نہ کرتا ہو بلکہ کوئی تیسرا عدد ان دونوں کو پورا تقسیم کردیتا ہو۔ جیسے "۸" اور "۱۲" کہ "۴" ان دونوں کو پورا تقسیم کردیتا ہے۔ تو ان دو عددوں کے درمیان توافق کی نسبت ہوگی۔

وفق: تیسرا عدد ان دونوں عددوں میں سے ہر عدد کو جس عدد پر پورا پورا تقسیم کردیتا ہے وہ عدد اس تقسیم کیے جانے والے عدد کا وفق کہلاتا ہے اور یہ تیسرا عدد جس نے ان دونوں کو تقسیم کیا ہے وہ ان اعداد کا "عادّ اعظم" کہلاتا ہے۔ اس عادّ اعظم کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ ان دونوں عددوں کو تقسیم کرنے والے اعداد میں سب سے بڑا عدد ہو جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔

جیسے مثال مذکور میں "۴" عادّ اعظم ہے اور "۱۲" کا وفق "۳" جبکہ "۸" کا وفق "۲" ہے۔ تو اسی عادّ اعظم کو میراث کی اصطلاح میں یوں کہا جائے گا کہ ان دو اعداد میں "توافق بالربع" ہے۔

عادِ اعظم نکالنے کے طریقے

فائدہ: عادِ اعظم کا لغوی معنیٰ ہے ''سب سے بڑا کاٹنے والا عدد''۔

لہٰذا جب کسی بھی دو عددوں کو ایک سے زیادہ اعداد پورا پورا تقسیم کرنے والے ہوں تو جو عدد ان سب میں سے بڑا ہوگا وہ ''عادِ اعظم'' کہلائے گا۔ جیسے مذکورہ مثال میں ''۱۲'' اور ''۸'' کو دو عدد تقسیم کرنے والے ہیں یعنی ''۲'' اور ''۴''۔ اور ''۴'' ان دونوں میں سے بڑا ہے۔ لہٰذا ''۴'' عادِ اعظم ٹھہرا۔

ملاحظہ: عادِ اعظم نکالنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک طریقہ چھوٹے اعداد کے درمیان ''عادِ اعظم'' نکالنے کا ہے اور دوسرا ''بڑے اعداد کے درمیان''۔ دونوں طریقے ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں۔

پہلا طریقہ:

جب دونوں عدد چھوٹے ہوں تو ان کا عادِ اعظم نکالنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ پہلے ان اعداد میں سے ہر ایک کا ذواضعاف اقل نکالیں* اور پھر دونوں اعداد کے ذواضعاف اقل میں بائیں طرف آنے والے تقسیم کنندہ اعداد کو اوپر نیچے لکھ لیں اس کے بعد ان میں جو عدد مشترک ہو وہ عادِ اعظم ہوگا اور اگر یہ مشترک اعداد ایک سے زیادہ ہوں تو ان مشترک اعداد کو آپس میں ضرب دے کر پھر جو حاصل ضرب آئے وہ عادِ اعظم ہوگا۔

---

* ذواضعاف اقل نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس عدد کو جس کا ذواضعاف اقل نکالا جا رہا ہے چھوٹے سے چھوٹے عدد کے ذریعے تقسیم کرنا شروع کر دیں۔ پھر جو بچ جائے اس کو پھر سب سے چھوٹے عدد پر تقسیم کر دیں۔ اسی طرح کرتے جائیں حتیٰ کہ آخر میں کوئی عدد نہ بچے جیسا کہ مثال میں مذکور ہے۔

مثال: "١٦" اور "٦٠"

١٦	٢
٨	٢
٤	٢
٢	٢
١	

٦٠	٢
٣٠	٢
١٥	٣
٥	٥
١	

$$٦٠ = ٢ \times ٢ \times ٣ \times ٥$$
$$١٦ = ٢ \times ٢ \times ٢ \times ٢$$
$$٢ \times ٢$$
$$= ٤$$ (یہ عادِ اعظم ہے)

اب ان دونوں کے آخر میں ایک بچا ہے، جو کہ عدد نہیں ہے۔ اب ہم نے ان دونوں اعداد کے تقسیم کنندہ ہندسوں کو اوپر نیچے لکھ کر ان میں مشترک اعداد/ ہندسوں کو چن کر آپس میں ضرب دے دیا تو حاصل ضرب "عادِ اعظم" ٹھہرا۔ اگر یہ مشترک عدد دونوں کے اندر صرف ایک ہی ہوتا تو وہی عادِ اعظم قرار پاتا، ضرب کی ضرورت ہی نہ رہتی۔

○○○

دوسرا طریقہ یعنی بڑے اعداد کا عادِ اعظم

جب دونوں عدد بڑے ہوں تو پھر پہلا طریقہ استعمال کرنے کی صورت میں وہ بہت لمبا ہو جائے گا۔ اس لیے بڑے اعداد کے لئے طریقہ یہ ہے کہ ان دونوں اعداد میں سے جو عدد زیادہ ہو یعنی عددِ اکثر کو ان میں سے عددِ اقل پر تقسیم کیا جائے۔ اس طرح کہ اکثر کو مقسوم بنائیں یعنی اس کو اندر رکھیں اور اقل کو مقسوم علیہ یعنی اس کو باہر رکھ کر تقسیم شروع کریں۔ اگر اس تقسیم میں کچھ بچ جائے (کیونکہ کچھ نہ بچنے کی صورت میں تو تداخل ہو جائے گا) تو اس بچے ہوئے عدد کو مقسوم علیہ بنائیں اور پہلی تقسیم کے مقسوم علیہ کو مقسوم بنا دیں اور نئے سرے سے تقسیم کریں جب تک ختم نہ ہو۔ اسی طریقے پر تقسیم کرتے چلے جائیں تو جب کسی تقسیم میں جا کر باقی کچھ نہ بچے تو ان کے درمیان توافق ہے اور آخری تقسیم کا مقسوم

علیہ وہ عدد ثالث ہوگا جو ان دونوں کو مکمل تقسیم کردے گا اور وہی عدد ثالث ہی عادِ اعظم ہوگا۔

مثال: "۱۲۹۶" اور "۳۸۴"

مقسوم علیہ

۳۸۴) ۱۲۹۶ (۳ — مقسوم

۱۱۵۲

۱۴۴) ۳۸۴ (۲

۲۸۸

۹۶) ۱۴۴ (۱

۹۶

عادِ اعظم — ۴۸) ۹۶ (۲

۹۶

×

تباین

لغوی تعریف: ایک دوسرے سے جدا ہونا۔

اصطلاحی تعریف: دو عددوں میں سے ایک چھوٹا اور دوسرا بڑا ہو۔ نہ چھوٹا بڑے کو پورا تقسیم کرتا ہو اور نہ ہی کوئی تیسرا عدد ان دونوں کو پورا پورا تقسیم کرتا ہو، جیسے "۵" اور "۹"۔ تو ان دونوں کے درمیان تباین کی نسبت ہوگی۔

تباین کو پہچاننے کے طریقے:

دو عددوں کے درمیان نسبت تباین کا پتہ لگانے کے بھی وہی دو طریقے ہیں جو پیچھے توافق کے تحت گزرے ہیں۔

پہلا طریقہ: چھوٹے اعداد میں تباین

جب دونوں عدد چھوٹے ہوں تو ان میں تباین یا توافق کی نسبت معلوم کرنے کے لئے اوّل ان اعداد کا طرزِ سابق پر ذواضعاف اقل نکال لیں۔ پھر اسی ترتیب سابق پر اگر ان تقسیم کنندہ اعداد میں اشتراک پایا جائے تو توافق کی نسبت ہوگی جیسا کہ گزرا اور اگر ان میں کوئی عدد بھی باہم مشترک نہ ہو تو یا ان کی ذواضعاف اقل کی طرز پر کسی چھوٹے عدد کے

ذریعے سرے سے تقسیم ہی نہ ہو تو ان میں تباین کی نسبت ہوگی۔

مثال: (**الف**) "۱۶" اور "۷۵"

۳	۷۵
۵	۲۵
۵	۵
	۱

۲	۱۶
۲	۸
۲	۴
۲	۲
	۱

۷۵ = ۳ × ۵ × ۵

۱۶ = ۲ × ۲ × ۲ × ۲

چونکہ ان میں کوئی عدد باہم مشترک نہیں فغیہا تباین

(**ب**) "۱۳" اور "۶۷"

چونکہ ان دونوں اعداد کو خود ان کے علاوہ کوئی اور عدد ان کو پورا پورا تقسیم نہیں کرتا اس لیے ان میں تباین ہے

	۱۳

	۶۷

۶۷ =

۱۳ =

دوسرا طریقہ: بڑے اعداد میں تباین

یہ طریقہ بعینہٖ پیچھے توافق میں مذکور دوسرے طریقے کی طرح ہے صرف اس میں اتنا فرق ہے کہ تقسیم در تقسیم کرتے کرتے اگر آخر میں کچھ نہ بچنے کی بجائے (جیسا کہ توافق میں ہوتا ہے) صرف ایک آخر میں بچ جائے تو یہ ان دونوں اعداد کے درمیان نسبت تباین کی دلیل ہے۔

مثال: (الف) "۳۱۳" اور "۷۰"

۷۰) ۳۱۳ (۴
۲۸۰
۳۳) ۷۰ (۲
۶۶
۴) ۳۳ (۸
۳۲
۱

ب) ''۴۱۳'' اور ''۳۱''

۳۱) ۴۱۳ (۱۳
۴۰۳
۱۰) ۳۱ (۳
۳۰
۱

تمرینات نسب اربعہ

❁ ذیل کے اعداد میں باہمی نسبتوں کو واضح کرو:

① ۸، ۶

حل: ان میں توافق بالنصف کی نسبت ہے کہ ان کا عاد اعظم ۲ ہے اور ۸ کا وفق ۴ جبکہ ۶ کا وفق ۳ ہے۔

② ۳، ۹

حل: ان میں تداخل کی نسبت ہے کہ ۹ کا داخل ۳ ہے۔

③ ۵۴، ۲۷

حل: ان میں توافق کی نسبت ہے جس میں عادِ اعظم ۹ ہے اور ۵۴ کا وفق ۶ جبکہ ۲۷ کا وفق ۳ ہے۔

④ ۳، ۸

حل: ان میں تباین کی نسبت ہے۔

⑤ ۱۲۸، ۲۸۸

حل: ان میں توافق کی نسبت ہے جس میں عاد اعظم ۳۲ ہے اور ۱۲۸ کا وفق ۴ جبکہ ۲۸۸ کا وفق ۹ ہے۔

۱۲۸) ۲۸۸ (۲
۲۵۶
۳۲) ۱۲۸ (۴
۱۲۸
×

(۶) ۱۹۷۰، ۳۵۷

حل: ان میں تباین کی نسبت ہے

۳۵۷) ۱۹۷۰ (۵
۱۷۸۵
۱۸۵) ۳۵۷ (۱
۱۸۵
۱۷۲) ۱۸۵ (۱
۱۷۲
۱۳) ۱۷۲ (۱۳
۱۳
۴۲
۳۹
۳) ۱۳ (۴
۱۲
۱

تصحیح کا بیان

مصطلحاتِ تصحیح:

تصحیح کے باب میں چند اصطلاحات خاص طور پر استعمال ہوتی ہیں جن کی تقدیم افادۂ مناسب معلوم ہوتی ہے۔اس لیے پہلے ان اصطلاحات کو ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

① تصحیح

لغوی تعریف: باب تفعیل کا مصدر ہے بمعنی درست کرنا۔

اصطلاحی تعریف: کسر ختم کرنا یعنی مخرج کے لیے ایسا عدد تلاش کرنا جس سے ورثاء کے حصے بغیر کسر کے پورے پورے نکل آئیں۔ ❶

② سہام

یہ سَہْمٌ کی جمع ہے، بمعنی حصہ اور علم میراث میں سہم اس حصے کو کہتے ہیں جو ہر وارث کو مخرج سے ملتا ہے۔

③ رؤوس

رأس کی جمع ہے بمعنی "سر" اور اصطلاحِ فرائض میں ورثاء کی تعداد کو رؤوس کہتے ہیں۔

④ "طائفہ"/فریق

بمعنی جماعت۔ایک قسم کے ورثاء کی جماعت کو طائفہ یا فریق کہتے ہیں۔مثلاً کسی میت نے اپنے ورثاء میں آٹھ (۸) لڑکیاں، ۳ بیویاں اور ۵ بھائی چھوڑے تو یہ وارثوں کے تین

---

❶ فی كشاف اصطلاحات الفنون (۱۹/۳) بتلخیص:

التصحيح هو تفعيل من الصحة التى هى ضد السقم و عند اهل الفرائض:

ازالة الكسر الواقعة بين السهام والرؤوس.

طائفے یعنی تین جماعتیں ہیں اور ہر طائفہ میں رؤوس کی تعداد مختلف ہے لڑکیوں کے رؤوس آٹھ (۸)، بیویوں کے تین (۳) اور بھائیوں کے پانچ (۵) ہیں اور ہر طائفہ کو جو حصے ملتے ہیں ان کو سہام کہتے ہیں۔

⑤ مضروب

بمعنی ضرب دیا ہوا یعنی وہ عدد جس کو اصل مسئلہ (مخرج) میں ضرب دیا جاتا ہے۔

⑥ مبلغ

ضرب دینے کے بعد جو عدد حاصل ہوتا ہے اس کو مبلغ کہتے ہیں۔

⑦ کسر

بمعنی توڑنا، عدد کے ٹوٹنے کو کسر کہتے ہیں مثلاً آدھا، ایک تہائی وغیرہ۔ جب کہا جاتا ہے کہ کسی وارث کے حصہ میں کسر نہ آئے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کو پورا پورا عدد حصہ میں ملے جیسے ایک، دو الخ نہ کہ آدھا، تہائی وغیرہ۔

ملاحظہ: تصحیح کے عمل کے لئے سب سے پہلے ورثاء کی تعداد (عدد رؤوس) اور ان کے حصوں (سہام) میں نسبت معلوم کریں گے۔ تماثل اور تداخل (جبکہ سہام عدد رؤوس سے زیادہ ہوں) میں تصحیح کی حاجت نہیں کیونکہ کسر نہیں آتی اور حصے رؤوس پر پورے تقسیم ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا تصحیح کی ضرورت تین نسبتوں میں ہوگی:

۱۔ تداخل (جبکہ عدد رؤوس سہام سے زیادہ ہوں)

۲۔ توافق

۳۔ تباین

تصحیح لکھنے کا طریقہ:

تصحیح لکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ "مســــــــ" کے اوپر "مسئلہ" پر مذکور مخرج کے ساتھ ضرب کی علامت لگا کر مضروب لکھ دیں پھر آگے مساوی (=) کا نشان دے کر علامت تصحیح (لصــ) بنادیں اور اس پر حاصل ضرب لکھ دیں۔ جو اصل مخرج ٹھہرے گا اسی طرح لفظ (مســــــ) کے بائیں طرف اوپر مضروب کی علامت (مصــ) بنا کر

اس پر مضروب بھی لکھ دیں اور ساتھ ہی میت کا نام بھی لکھ دیں نیز سہام و رؤوس کی باہمی نسبت سے حاصل ہونے والے وفق، دخل اور تباین کے عدد کو عدد رؤوس کے ساتھ چھوٹے سے گول دائرہ میں (مثلاً ②) لکھ دیں۔

تصحیح کی اقسام

تصحیح کی مندرجہ ذیل دو قسمیں ہیں:

۱۔ کسر ایک طائفہ میں (سہام و رؤوس کے درمیان نسبت)

۲۔ کسر زیادہ طائفوں میں (رؤوس و رؤوس کے درمیان نسبت)

قسم اوّل: کسر ایک طائفہ میں
(سہام و رؤوس کے درمیان نسبت کے قواعد)

یہ کل چار قواعد ہیں:

① تماثل کا قاعدہ*

اگر سہام اور رؤوس میں نسبت تماثل کی ہو تو ضرب (و تصحیح) کی ضرورت نہیں کیونکہ سہام اپنے رؤوس پر بلا کسر تقسیم ہو جائیں گے۔

مثال: مسئلہ ۶

۴/ بنات	ام	اب
۲/۳	۱/۶	۱/۶ + ع
۴	۱	۱

② تداخل کا قاعدہ

(الف) تداخل میں جب سہام عدد رؤوس سے زیادہ ہوں: [1]

اگر سہام و رؤوس میں نسبت تداخل کی ہے (اور سہام عدد رؤوس سے زیادہ ہوں)

* ملاحظہ: تصحیح کا عمل "تماثل" میں نہیں ہوتا کیونکہ اس میں کسر ہی واقع نہیں ہوتی مگر اس کو یہاں طرز سراجی کے اتباع اور دیگر تینوں نسبتوں (تداخل، توافق و تباین) کی رعایت میں طرد اللباب ذکر کر دیا ہے۔

[1] تماثل کی اگرچہ اس پہلی صورت میں بھی تصحیح نہیں ہوتی مگر اس کو بھی (تماثل میں مذکور) سبب سابق کی بناء پر اتباعاً للسراجی اور طرد اللباب ذکر کر دیا گیا ہے۔

تو سہام کے عدد رؤوس پر بلا کسر تقسیم ہو جانے کی وجہ سے ضرب (وتصحیح) کی حاجت نہیں لہٰذا مسئلے کی تصحیح کیے بغیر اس کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے گا۔

مثال ✿ (مسئلہ عادلہ):

مسئلہ ۶

اب	ام	۲/ بنات
۱/۶ + ع	۱/۶	۲/۳
۱	۱	۴

مثال ✿ (مسئلہ عائلہ):

مسئلہ ۱۲ ع ۱۵

شوہر	۲/ پوتیاں	ماں	دادا
۱/۴	۲/۳	۱/۶	۱/۶ + ع
۳	۸	۲	۲ + صفر
۳	۸	۲	۲

(ب) تداخل میں جب سہام عدد رؤوس سے کم ہوں:

اگر سہام و رؤوس میں نسبت تداخل کی ہے (اور سہام عدد رؤوس سے کم ہو رہے ہوں) تو ”دخل“ کو اصل مسئلہ/عول/رد میں ضرب دے کر ہر حصے میں بھی ضرب دے دیں گے تو تصحیح ہو جائے گی۔

مثال ✿ (مسئلہ عادلہ):

مسئلہ ۶×۲ تصـ ۱۲ — مصـ ۲ - راشد

اب	ام	۸ بنات ②
۱/۶ + ع	۱/۶	۲/۳
۱	۱	۴
۲x	۲x	۲x
۲	۲	۸

مثال ✿ (مسئلہ عائلہ):

مسئلہ ۱۲ ع ۱۵ × ۲ = لصـ ۳۰ — مصـ ۲ - جمیلہ

شوہر	اب	ام	۴ ۱۶/بنات
۱/۴	۱/۶ + ع	۱/۶	۲/۳
۳	۲	۲	۸
۲×	۲×	۲×	۲×
۶	۴	۴	۱۶

۳ توافق کا قاعدہ

اگر سہام ورؤوس میں نسبت توافق کی ہے تو عدد رؤوس کے "وفق" کو اصل مسئلہ/عول/رد سے ضرب دے کر ہر حصے میں بھی ضرب دے دیں گے تو تصحیح ہو جائے گی۔

مثال ✿ (مسئلہ عادلہ):

مسئلہ ۶ × ۵ = لصـ ۳۰ — مصـ ۵ - کامل

اب	ام	۵ ۱۰ابنات
۱/۶ + ع	۱/۶	۲/۳
۱	۱	۴
۵×	۵×	۵×
۵	۵	۲۰

مثال ✿ (مسئلہ عائلہ):

مسئلہ ۱۲ ع ۱۵ × ۳ = لصـ ۴۵ — مصـ ۳ - زینب

شوہر	اب	ام	۳ ۶/بیٹیاں
۱/۴	۱/۶ + ع	۱/۶	۲/۳
۳	۲	۲	۸
۳×	۳×	۳×	۳×
۹	۶	۶	۲۴

④ تباین کا قاعدہ

اگر سہام ورؤوس میں نسبت "تباین" کی ہے تو کل عدد رؤوس کو اصل مسئلہ/عول/ردّ میں ضرب دے کر ہر حصہ/وارث سے ضرب دیں گے تو تصحیح ہو جائے گی۔

مثال (مسئلہ عادلہ):

مسئلہ ۶×۵= لصـ ۳۰ — مصـ ۵ - محمود

اب	ام	⑤/۵ بنات
۱/۶ + ع	۱/۶	۲/۳
۱	۱	۴
×۵	×۵	×۵
۵	۵	۲۰

مثال (مسئلہ عائلہ):

مسئلہ ۶ عـ ۷×۵= لصـ ۳۵ — مصـ ۵ - عاتکہ

شوہر	⑤/۵ حقیقی بہنیں
۱/۲	۲/۳
۳	۴
×۵	×۵
۱۵	۲۰

قسم دوم: کسر زیادہ طائفوں میں

(رؤوس ورؤوس کے درمیان نسبت کے قواعد)

ملاحظہ: یہ کل چار قواعد ہیں جن کو صاحب سراجی رحمہ اللہ نے بالترتیب تماثل، تداخل، توافق اور تباین کے اعتبار سے بیان کیا ہے۔ مگر یہاں ایک ایسا قاعدہ بیان کیا جاتا ہے جو ان چار قواعد کے قائمقام ہونے کے علاوہ نہایت سہل ہے اور نتیجہ وہی سراجی والا نکلتا ہے۔

جامع وآسان قاعدہ:

سہام ورؤوس کے درمیان نسبت سے جو وفق، دخل اور تباین کے اعداد حاصل ہوں وہ محفوظ کر لیے جائیں۔ پھر ان محفوظ کردہ اعداد کا ذواضعاف اقل نکال لیا جائے۔ اس کے بعد حاصل ذواضعاف اقل کو اصل مسئلہ/عول/رد سے ضرب دے کر ہر حصے میں بھی ضرب دے دی جائے تو تصحیح ہو جائے گی۔

✿ تماثل والی صورت:

مسئلہ ۶×۳=لصـ۱۸ مصـ۳ - اکبر

③ ۶ بنات	③ ۳ جدات	③ ۱۳ اعمام
۲/۳	۱/۶	ع
۴	۱	۱
۳x	۳x	۳x
۱۲	۳	۳

۳	۳-۳-۳
	۱-۱-۱

حاصل ذواضعاف اقل=۳

✿ تداخل والی صورت

مسئلہ ۱۲×۱۲=لصـ۱۴۴ مصـ۱۲ - وسیم

③ ۴ زوجات	③ ۳ جدات	⑫ ۱۲/اعمام
۱/۴	۱/۶	ع
۳	۲	۷
۱۲x	۱۲x	۱۲x
۳۶	۲۴	۸۴

۳	۳-۳-۱۲
۴	۱-۴-۴
	۱-۱-۱

حاصل ذواضعاف اقل:
۳×۴=۱۲

✿ توافق والی صورت

مسئلہ ۲۴×۱۸۰=لصـ۴۳۲۰ مصـ۱۸۰ - نعیم

③ ۴/زوجات	⑨ ۱۸/بنات	⑮ ۱۵/جدات	⑨ ۶/اعمام
۱/۸	۲/۳	۱/۶	ع
۳	۱۶	۴	۱
۱۸۰x	۱۸۰x	۱۸۰x	۱۸۰x
۵۴۰	۲۸۸۰	۷۲۰	۱۸۰

۳	۴-۶-۹-۱۵
۲	۴-۲-۳-۵
۲	۲-۱-۳-۵
۳	۱-۱-۳-۵
۵	۱-۱-۱-۵
	۱-۱-۱-۱

۳×۲×۲×۳×۵=۱۸۰

✿ تباین والی صورت

مسئلہ ۲۴×۲۱۰= لصــ ۵۰۴۰ مصــ ۲۱۰ - بکر

② ۲/زوجہ	③ ۶/جدات	⑤ ۱۰/بنات	⑥ ۷/اعمام
۱/۸	۱/۶	۲/۳	ع
۳	۴	۱۶	۱
۲۱۰×	۲۱۰×	۲۱۰×	۲۱۰×
۶۳۰	۸۴۰	۳۳۶۰	۲۱۰

۲-۳-۵-۷

۲×۳×۵×۷

حاصل ذواضعاف اقل ۲۱۰=

فریق کے ہر وارث کو حصہ دینے کا طریقہ

جب ہر فریق/ طائفہ کا حصہ معلوم ہوجائے تو اب اس فریق کے ہر وارث کو اس کا حصہ دینے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ہر فریق کے سہام کو اس کے عدد رؤوس پر تقسیم کردیا جائے جو جواب (حاصل تقسیم) آئے وہ اس فریق کے ہر وارث کا حصہ ہوگا جیسا کہ آئندہ مثالوں میں واضح کردیا گیا ہے۔

ہر وارث کا فیصدی حصہ نکالنے کا طریقہ

اگر ورثاء کے حصے فیصد کے اعتبار سے معلوم ہوجائیں تو کل ترکہ سے ہر وارث کا حق بآسانی معلوم ہوسکتا ہے۔

فیصد نکالنے کا طریقہ (فارمولہ) یہ ہے:

$$\frac{\text{وارث کا حصہ (کل مخرج میں سے)}}{\text{کل مخرج (یعنی تصحیح کے بعد)}} \times 100$$

فائدہ: فیصد کی علامت یہ ہے (٪)۔

ہردو* طریقوں کا اِجراء

قسم دوم (کسر زیادہ طائفوں میں) میں مذکور توافق وتباین والی مثالوں کو مذکورہ بالا دو طریقوں کی روشنی میں بطورِ نمونہ واجراء ذیل میں حل کیا جاتا ہے۔

مثال توافق:

۳	۴-۶-۹-۱۵
۲	۴-۲-۳-۵
	۲-۱-۳-۵

۳x۲x۲x۳x۵

حاصل ذو اضعاف اقل =۱۸۰

مسئلہ ۲۴x۱۸۰=تصـ ۴۳۲۰ مصـ ۱۸۰ - نعیم

	④ ۴/زوجات	⑨ ۱۸/بنات	⑮ ۱۵/جدات	⑥ ۶/اعمام
	$\frac{۱}{۸}$	$\frac{۲}{۳}$	$\frac{۱}{۶}$	ع
	۳	۱۶	۴	۱
	۱۸۰x	۱۸۰x	۱۸۰x	۱۸۰x
عددی حصہ فی طائفہ	۵۴۰	۲۸۸۰	۷۲۰	۱۸۰
	۴÷	۱۸÷	۱۵÷	۶÷
عددی حصہ فی کس	۱۳۵	۱۶۰	۴۸	۳۰
	$\frac{۱۳۵}{۴۳۲۰}$ x۱۰۰	$\frac{۱۶۰}{۴۳۲۰}$ x۱۰۰	$\frac{۴۸}{۴۳۲۰}$ x۱۰۰	$\frac{۳۰}{۴۳۲۰}$ x۱۰۰
فیصدی حصہ فی کس	۳.۱۲٪	۳.۷۰٪	۱.۱۱٪	۰.۶۹٪
	۴x	۱۸x	۱۵x	۶x
فیصدی حصہ فی طائفہ	۱۲.۵۰	۶۶.۶۰	۱۶.۶۵	۴.۱۴

فیصدی پڑتال ۱۲.۵۰+۶۶.۶۰+۱۶.۶۵+۴.۱۴=۹۹.۸۹

(ان رقموں کے اندر اعشاریہ کے بعد چونکہ ۲ ہندسے لیے گئے ہیں اس لیے مجموعہ سو (۱۰۰) سے کسی قدر کم ہوگیا ہے جو کہ قابل تسامح ہے)۔

* "ہردو" سے مراد اس سے قبل متصل مذکور مندرجہ ذیل دو طریقے ہیں:

(۱) فریق کے ہر وارث کو حصہ دینے کا طریقہ

(۲) ہر وارث کا فیصدی حصہ نکالنے کا طریقہ

مثال تباین:

مسئلہ ۲۴×۲۱۰ = لصـ ۵۰۴۰ مصـ ۲۱۰ - بکر

	① ۲/زوجہ	③ ۶/جدات	⑤ ۱۰/بنات	⑦ ۷/اعمام
	۱/۸	۱/۶	۲/۳	ع
	۳	۴	۱۶	۱
	۲۱۰×	۲۱۰×	۲۱۰×	۲۱۰×
عددی حصہ فی طائفہ	۶۳۰	۸۴۰	۳۳۶۰	۲۱۰
	۲÷	۶÷	۱۰÷	۷÷
عددی حصہ فی کس	۳۱۵	۱۴۰	۳۳۶	۳۰
	۳۱۵/۵۰۴۰ ×۱۰۰	۱۴۰/۵۰۴۰ ×۱۰۰	۳۳۶/۵۰۴۰ ×۱۰۰	۳۰/۵۰۴۰ ×۱۰۰
فیصدی حصہ فی کس	۶.۲۵۰٪	۲.۷۷۷٪	۶.۶۶۶٪	۰.۵۹۵٪
	۲×	۶×	۱۰×	۷×
فیصدی حصہ فی طائفہ	۱۲.۵۰٪	۱۶.۶۶۲٪	۶۶.۶۶۰٪	۴.۱۶۶٪

فیصدی پڑتال ۹۹.۹۸۸ = ۴.۱۶۶ + ۶۶.۶۶۰ + ۱۶.۶۶۲ + ۱۲.۵۰

ایک انتہائی سہل اور مختصر طریقہ

ایک ایسا عام فہم اور مختصر ترین طریقہ جس میں نہ سہام و روؤس کے درمیان نسبت دیکھ کر وفق و دخل وغیرہ نکالنے کی ضرورت پڑتی ہے اور نہ ہی ان کا ذو اضعاف اقل نکالنے کی یعنی جس میں قواعد تصحیح کی سرے سے ضرورت ہی نہیں پڑتی وہ ہے ''مسئلے کا مخرج (اصل مسئلہ/عول/ردّ) نکال کر فیصد کے ذریعے براہ راست حصص تقسیم کر دینا'' جواب بعینہٖ پچھلے طریقوں کے مطابق ہی آئے گا۔ وہ فیصدی فارمولا یہ ہے:

$$\frac{\text{وارث کا حصہ (اصل مسئلہ/عول/ردسے)}}{\text{اصل مسئلہ/عول/رد}} \times 100$$

سابقہ دونوں مثالوں کی تطبیق

مثال توافق:

مسئلہ ۲۴

	۴/زوجات	۱۸/بنات	۱۵/جدات	۶/اعمام
	۱/۸	۲/۳	۱/۶	ع
	۳	۱۶	۴	۱
	۳/۲۴ ×۱۰۰	۱۶/۲۴ ×۱۰۰	۴/۲۴ ×۱۰۰	۱/۲۴ ×۱۰۰
فیصدی حصہ فی خانہ ←	۱۲.۵۰٪	۶۶.۶۶۶٪	۱۶.۶۶۶٪	۴.۱۶۶٪
	÷۴	÷۱۸	÷۱۵	÷۶
فیصدی حصہ فی کس	۳.۱۲٪	۳.۷۰٪	۱.۱۱٪	۰.۶۹٪

مثال تباین:

مسئلہ ۲۴

	۲/زوجہ	۶/جدات	۱۰/بنات	۷/اعمام
	۱/۸	۱/۶	۲/۳	ع
	۳	۴	۱۶	۱
	۳/۲۴ ×۱۰۰	۴/۲۴ ×۱۰۰	۱۶/۲۴ ×۱۰۰	۱/۲۴ ×۱۰۰
فیصدی حصہ فی خانہ ←	۱۲.۵۰٪	۱۶.۶۶۶٪	۶۶.۶۶۶٪	۴.۱۶۶٪
	÷۲	÷۶	÷۱۰	÷۷
فیصدی حصہ فی کس	۲.۵۰٪	۲.۷۷٪	۶.۶۶٪	۰.۵۹٪

تقسیمِ ترکہ کا بیان

① فیصدی طریقے سے تقسیم ترکہ:

ہر وارث کا فیصدی حصہ نکالنے کے بعد میت کے کل ترکہ میں سے اس کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے:

$$\text{وارث کا فیصدی حصہ} \times \frac{\text{کل ترکہ}}{۱۰۰}$$

مثال: اگر میت نے مثلاً پچھلی مذکور مثالِ توافق میں کل ترکہ چار ہزار روپے (۴۰۰۰) چھوڑا ہے تو وہ ہر وارث میں مذکورہ بالا فارمولے کے مطابق اس طرح تقسیم ہوگا۔

① فیصدی حصہ فی زوجہ = ۳.۱۲٪

تقسیم ترکہ از مالِ میت = $۳.۱۲ \times \frac{۴۰۰۰}{۱۰۰} = ۱۲۴.۸۰$ روپے

② فیصدی حصہ فی بنت = ۳.۷۰٪

تقسیم ترکہ = $۳.۷۰ \times \frac{۴۰۰۰}{۱۰۰} = ۱۴۸$ روپے

③ فیصدی حصہ فی جدہ = ۱.۱۱٪

تقسیم ترکہ = $۱.۱۱ \times \frac{۴۰۰۰}{۱۰۰} = ۴۴.۴$ روپے

④ فیصدی حصہ فی عم = ۰.۶۹٪

تقسیم ترکہ = $۰.۶۹ \times \frac{۴۰۰۰}{۱۰۰} = ۲۷.۶$ روپے

۲ عددی طریقے* سے تقسیم ترکہ:

اس طریقہ میں سب سے پہلے کل ترکہ کو کل مخرج (اصل مسئلہ/عول/رد/تصحیح) پر تقسیم کیا جائے جو حاصل تقسیم آئے اس کو ہر وارث کے حصوں سے ضرب دے دی جائے تو ترکہ میں سے ہر وارث کا شرعی حصہ بآسانی نکل آئے گا۔ [1]

آسانی کے لیے فارمولا درج ذیل ہے:

$$\text{وارث کے کل حصے} \times \frac{\text{کل ترکہ}}{\text{کل مخرج}}$$

مثال (۱)

اسی سابقہ ''مثالِ توافق'' [2] میں یہاں ہر وارث کو حصہ فیصدی طریقے کی بجائے سہام کے ذریعے دیا جائے گا۔ جواب بعینہٖ وہی (یعنی فیصدی طریقے سے نکلے ہوئے حصۂ وارث کے مطابق) آئے گا۔ إلا أن يكون الفرق فيما بعد النقطة والفاصل.

① سہام فی زوجہ = ۱۳۵

حصہ میراث از مالِ میت = $۱۳۵ \times \frac{۴۰۰۰}{۴۳۲۰} = ۱۲۵.۰۰$ روپے

② سہام فی بنت = ۱۶۰

حصہ میراث از مالِ میت = $۱۶۰ \times \frac{۴۰۰۰}{۴۳۲۰} = ۱۴۸.۱۴$ روپے

③ سہام فی جدہ = ۴۸

حصہ میراث از مالِ میت = $۴۸ \times \frac{۴۰۰۰}{۴۳۲۰} = ۴۴.۴۴$ روپے

④ سہام فی عم = ۳۰

حصہ میراث = $۳۰ \times \frac{۴۰۰۰}{۴۳۲۰} = ۲۷.۷۷$ روپے

---

* یعنی غیر فیصدی طریقے سے نکلے ہوئے عددی حصص کے ذریعے ترکہ تقسیم کرنا۔

[1] الفقه الاسلامی لوهبة الزحيلی (۷۸۴۸): ...

مثال (۲)

مسئلہ ۸×۹ = تصحیح ۷۲ کل ترکہ: ۵۰۰۰۰ روپے

زوجہ	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت
بیوی	۳/ بیٹے			۳/ بیٹیاں		
$\frac{1}{8}$	ع					
۱	۷					
۹×	۹×					
۹	۶۳					
۹	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷

۹) ۶۳ (۷
۶۳
×

سابقہ فارمولے کے مطابق

بیوی کا حصہ از مال میراث: $9 \times \frac{50000}{72} =$ ۶۲۵۰ روپے

ہر بیٹے کا حصہ از مال میراث: $14 \times \frac{50000}{72} =$ ۹۷۲۲.۲۲ روپے

ہر بیٹی کا حصہ از کل ترکہ: $7 \times \frac{50000}{72} =$ ۴۸۶۱.۱۱ روپے

لہ... طریقة القسمة: ان نقسم الترکة علی المسئلة و نضرب الخارج فی سهام کل وارث فیحصل نصیبه.

❷ یہ مثال (مع ہر وارث کے حصے کی تعیین کے) پیچھے ص...... پر مذکور ہے۔

تقسیم ترکہ کی جانچ پڑتال کا طریقہ

ماقبل میں تقسیم ترکہ کے دوطریقے بیان کیے گئے ہیں۔ اب ذیل میں ان میں سے ہر طریقہ کے مطابق تقسیم شدہ ترکہ کی جانچ پڑتال کا طریقہ تحریر کیا جاتا ہے جس کے ذریعے یہ بآسانی معلوم ہوسکے گا کہ ترکہ کی تقسیم درست ہوئی ہے یا اس تقسیم کے دوران کہیں خطا واقع ہوگئی ہے۔

① فیصدی طریقہ کی پڑتال:

ہر وارث کے فیصدی حصے کو اس کے فریق/ طائفہ کے عدد رؤس سے ضرب دی جائے جو حاصل ضرب ہو اس عدد کو محفوظ کرلیا جائے، پھر ان ورثاء کے حاصل ضرب والے محفوظ کردہ تمام اعداد کو جمع کرلیا جائے۔ اگر ان کا مجموعہ سو (۱۰۰) کو پہنچ جائے تو سمجھ لیں کہ تقسیم درست ہے ورنہ نہیں۔

تنبیہ: ایک امر قابل غور ہے کہ فی کس فیصدی حصہ نکالتے وقت اعشاریہ کے بعد تین ہندسے لکھے جائیں اور پڑتال کے دوران جمع میں کل عدد اگر سو (۱۰۰) سے کسی قدر اعشاریہ کے اعتبار سے کم ہوجائے تو کوئی حرج نہیں یہ پڑتال درست ہے کیونکہ اعشاریہ میں حاصل ہونے والا تفاوت قابل تسامح ہے۔

مثال: اس طریقہ کی پڑتال کے لئے مثال سابق میں ذکر کردہ عنوان "ہر دو طریقوں کا اجراء" کے تحت مثال توافق (ص__) ملاحظہ فرمائیں۔ وہیں مثال کے آخر میں پڑتال کا عمل بھی کردیا گیا ہے۔

② عددی طریقہ کی پڑتال:

(الف) ہر طائفہ کے سہام نکالنے کے بعد، تمام طائفوں کے اپنے اپنے سہام کو باہم جمع کر لیں اگر مجموعہ، کل مخرج (اصل مسئلہ/تصحیح وغیرہ) کے عدد کے بالکل برابر ہو تو ترکے کی تقسیم

درست ہوئی ہے ورنہ نہیں۔

(ب) ہر وارث کے حصہ میں آنے والے (یعنی فی کس حصہ کے) سہام کو اس کے فریق/طائفہ کے عدد رؤس سے ضرب دی جائے جو حاصل ضرب ہو اس عدد کو محفوظ کرلیا جائے۔ پھر ان ورثاء کے حاصل ضرب والے محفوظ کردہ تمام اعداد کو باہم جمع کرلیا جائے۔ اگر ان کا مجموعہ مخرج (اصل مسئلہ/تصحیح وغیرہ) کے عدد کے بالکل برابر ہو تو تقسیم درست ہوئی ہے ورنہ نہیں۔

تنبیہ: اس طریقہ پڑتال میں اگر محفوظ کردہ اعداد کا مجموعہ مخرج کے عدد سے ایک ہندسہ بھی کم ہو گیا تو تقسیم غلط ہے، دوبارہ تقسیم کا عمل کیا جائے۔ یہاں تک کہ دونوں اعداد بالکل برابر ہو جائیں۔

مثال:

مسئلہ ۱۲×۱۲ = تصحیح ۱۴۴

	۴/زوجات ④	۳/جدات ③	۱۲/اعمام ⑫
	$\frac{۱}{۴}$	$\frac{۱}{۶}$	ع
	۳	۲	۷
	۱۲×	۱۲×	۱۲×
عددی حصہ فی طائفہ	۳۶	۲۴	۸۴
	۴÷	۳÷	۱۲÷
عددی حصہ فی کس	۹	۸	۷

پڑتال:

الف- (طائفہ کے اعتبار سے): ۳۶+۲۴+۸۴=۱۴۴ (پس تقسیم درست ہے)

ب- (فی کس کے اعتبار سے):
۹×۴=۳۶ محفوظ کردہ عدد (۳۶)
۸×۳=۲۴ محفوظ کردہ عدد (۲۴)
۷×۱۲=۸۴ محفوظ کردہ عدد (۸۴)

۳۶
۲۴
+۸۴
۱۴۴

اب ان محفوظ کردہ اعداد کو جمع کیا تو مجموعہ مخرج کے عدد کے بالکل برابر نکلا۔ پس تقسیم درست ہے۔

مشق سوالات

برائے تصحیح

① مسئلہ ۴×۴=تص ۱۶

زوج	بنت	۴/اخوات
۱/۴	۱/۲	ع
۱	۲	۱
۴×	۴×	۴×
۴	۸	۴

****

② مسئلہ ۲۴

زوجہ	۸/بنات	اب
۱/۸	۲/۳	۱/۶
۳	۱۶	۴

****

③ مسئلہ ۱۲ عـ ۱۳×۲=تص ۲۶

زوج	۲ ۱۶/پوتیاں	ام
۱/۴	۲/۳	۱/۶
۳	۸	۲
۲×	۲×	۲×
۶	۱۶	۴

****

④ مسئلہ ۲۴ × ۱۲ = تصـ ۲۸۸

	④ ۴/زوجات	④ ۶/بنات	① ماں	④ ۴/اعمام
	۱/۸	۲/۳	۱/۶	ع
	۳	۱۶	۴	۱
	۱۲×	۱۲×	۱۲×	۱۲×
عددی حصہ فی طائفہ	۳۶	۱۹۲	۴۸	۱۲ ← پڑتال:
	۴÷	۶÷	۱÷	۴÷
عددی حصہ فی کس	۹	۳۲	۴۸	۳
	۹/۲۸۸ ×۱۰۰	۳۲/۲۸۸ ×۱۰۰	۴۸/۲۸۸ ×۱۰۰	۳/۲۸۸ ×۱۰۰
فیصدی حصہ فی کس	۳.۱۲٪	۱۱.۱۱٪	۱۶.۶۶٪	۱.۰۴٪
فیصدی حصہ فی طائفہ	۳.۱۲	۱۱.۱۱	۱۶.۶۶	۱.۰۴
	۴×	۶×	۱×	۴×
	۱۲.۵۰٪	۶۶.۶۶٪	۱۶.۶۶٪	۴.۱۶٪

پڑتال:
۳۶
۱۹۲
۴۸
۱۲+
۲۸۸✓

فیصدی کی پڑتال: ۱۲.۵۰ + ۶۶.۶۶ + ۱۶.۶۶ + ۴.۱۶ = ۹۹.۹۸✓

****

⑤ مسئلہ ۲۴ عـ ۲۷ × ۵ = تصـ ۱۳۵

زوجہ	۵/بنات	اب	ام
۱/۸	۲/۳	۱/۶	۱/۶
۳	۱۶	۴	۴
۵×	۵×	۵×	۵×
۱۵	۸۰	۲۰	۲۰
	۵÷		
	۱۶ (فی بیٹی)		

پڑتال:
۱۵
۸۰
۲۰
۲۰ +
۱۳۵✓

****

⑥ مسئلہ ۱۲×۶ = تصـ۷۲

زوج	۲/بیٹے ۲/بیٹیاں	اب
۱/۴	ع	۱/۶
۳	۷	۲
۶x	۶x	۶x
۱۸	۴۲	۱۲

(فی بیٹی = ۷، فی بیٹا = ۷×۲ = ۱۴)

پڑتال: ۱۸ + ۴۲ + ۱۲ = ۷۲ ✓

****

⑦ مسئلہ ۶ عـ۷ ×۳ = تصـ۲۱

ماں	③ ۶/عینی بہنیں	③ ۳/اخیافی بہنیں
۱/۶	۲/۳	۱/۳
۱	۴	۲
۳x	۳x	۳x
۳	۱۲	۶

****

⑧ مسئلہ ۶×۶ = تصـ۳۶

③ ۳/بیٹیاں	② دادی نانی	③ ۳/اعمام
۲/۳	۱/۶	ع
۴	۱	۱
۶x	۶x	۶x
۲۴	۶	۶

****

⑨ مسئلہ ۱۲×۱۰=تصـ ۱۲۰

②۲/بیویاں	دادی	⑤۵/چچے
۱/۴	۱/۶	ع
۳	۲	۷
×۱۰	×۱۰	×۱۰
۳۰	۲۰	۷۰

****

⑩ مسئلہ ۲۴×۶=تصـ ۱۴۴

بیوی	نانی	③۶/بیٹیاں	②۲/چچے
۱/۸	۱/۶	۲/۳	ع
۳	۴	۱۶	۱
×۶	×۶	×۶	×۶
۱۸	۲۴	۹۶	۶

****

⑪ مسئلہ ۶×۱۴=تصـ ۸۴

①۴/بیٹیاں	②دادی، نانی	⑥۷/بھتیجے
۲/۳	۱/۶	ع
۴	۱	۱
×۱۴	×۱۴	×۱۴
۵۶	۱۴	۱۴
÷۲	÷۲	÷۷
۲۸	۷	۲

****

(۱۲) مسئلہ ۱۲×۳ = تصحیح ۳۶

شوہر	بیٹی	بیٹا	ماں	باپ
۱/۴	ع		۱/۶	۱/۶
۳	۵		۲	۲
×۳	×۳		×۳	×۳
۹	۱۵		۶	۶
	÷۳			
	۵ (فی بیٹی=۵، فی بیٹا=۲×۵=۱۰)			

****

(۱۳) مسئلہ ۲۴×۳ = تصحیح ۷۲

بیوی	بیٹی	بیٹا	ماں	باپ
۱/۸	ع		۱/۶	۱/۶
۳	۱۳		۴	۴
×۳	×۳		×۳	×۳
۹	۳۹		۱۲	۱۲
	÷۳			
	۱۳ (فی بیٹی=۱۳، بیٹا=۲×۱۳=۲۶)			

۲ | ۸ ـ ۶
۴ ـ ۳

****

(۱۴) مسئلہ ۶×۴ = تصحیح ۲۴

ماں	۴ر بھائی	بھتیجا
۱/۶	ع	م
۱	۵	
×۴	×۴	
۴	۲۰	

****

⑮ مسئلہ ٦ عـ ٩ × ٦ = ٥٤ لصــ

شوہر	② ٦/علاتی بہنیں	② ٢/اخیافی بھائی
$\frac{1}{2}$	$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{3}$
٣	٤	٢
٦x	٦x	٦x
١٨	٢٤	١٢

****

⑯ مسئلہ ١٢ عـ ١٥ × ٥ = ٧٥ لصــ

شوہر	٥/پوتیاں	ماں	دادا
$\frac{1}{4}$	$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{6}$ + ع
٣	٨	٢	٢
٥x	٥x	٥x	٥x
١٥	٤٠	١٠	١٠

٣	٦ - ٣ - ٤
٢	٢ - ١ - ٤
	١ - ١ - ٢

****

⑰ مسئلہ ١٢ × ٦ = ٧٢ لصــ

شوہر	① ٢/بیٹیاں	⑥ ٢/بھائی ٢/بہنیں
$\frac{1}{4}$	$\frac{2}{3}$	ع
٣	٨	١
٦x	٦x	٦x
١٨	٤٨	٦
		٦÷
		١

(فی بہن = ١، فی بھائی = ٢)

****

⑱ مسئلہ ١٢ × ١٤ = ١٦٨ لصــ

② ٢/بیویاں	① دادی نانی	① ٢/اخیافی بھائی ٢/حقیقی بہنیں	⑦ ٧/چچے
$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{3}$	ع
٣	٢	٤	٣
١٤x	١٤x	١٤x	١٤x
٤٢	٢٨	٥٦	٤٢
	٢÷	٤÷	
	١٤	١٤	

****

(۱۹) مسئلہ ۱۲ عـ ۱۷ ۶×۱۷ = لصـ ۱۰۲

(۲) ۲/ زوجات	ماں	(۴) ۶/ عینی بہنیں	(۳) ۳/ اخیافی بہنیں
۱/۴	۱/۶	۲/۳	۱/۳
۳	۲	۸	۴
۶×	۶×	۶×	۶×
۱۸	۱۲	۴۸	۲۴

****

(۲۰) مسئلہ ۲۴ ۶۰×۲۴ = لصـ ۱۴۴۰

۲ | ۶-۵-۴
۳-۵-۲

(۲) ۴/ زوجات	(۵) ۱۰/ بنات	۳/ حقیقی بھائی	(۶) ۶/ چچے
۱/۸	۲/۳	م	ع
۳	۱۶		۵
۶۰×	۶۰×		۶۰×
۱۸۰	۹۶۰		۳۰۰

****

(۲۱) مسئلہ ۲۴ ۶×۲۴ = لصـ ۱۴۴

(۲) ۲/ زوجات	(۳) ۶/ بنات	(۳) ۳/ بہنیں	۴/ اعمام
۱/۸	۲/۳	ع	م
۳	۱۶	۵	
۶×	۶×	۶×	
۱۸	۹۶	۳۰	

****

٢	٩-٣-٨-٢	
٢	٣-١-٨-٢	
	٣-١-٤-١	

(٢٢) مسئلہ ٢٤×٧٢ = لصـ ١٧٢٨

	② ٢/زوجات	⑨ ٩/بنات	③ ٣/جدات	⑧ ٨/چچے
	١/٨	٢/٣	١/٦	ع
	٣	١٦	٤	١
	×٧٢	×٧٢	×٧٢	×٧٢
عددی حصۂ فی طائفہ	٢١٦	١١٥٢	٢٨٨	٧٢
	÷٢	÷٩	÷٣	÷٨
عددی حصۂ فی کس	١٠٨	١٢٨	٩٦	٩
	١٠٨/١٧٢٨ ×١٠٠	١٢٨/١٧٢٨ ×١٠٠	٩٦/١٧٢٨ ×١٠٠	٩/١٧٢٨ ×١٠٠
فیصدی حصۂ فی کس	٦.٢٥٪	٧.٤٠٧٪	٥.٥٥٥٪	٠.٥٢٠٪
	×٢	×٩	×٣	×٨
فیصدی حصۂ فی طائفہ	١٢.٥٠٪	٦٦.٦٣٣٪	١٦.٦٦٥٪	٤.١٦٦٪

فیصدی کی پڑتال ١٢.٥٠+٦٦.٦٣٣+١٦.٦٦٥+٤.١٦٦=٩٩.٩٩

تخارُج (صلح) کا بیان

لغوی تعریف: تخارُج لغت میں خروج (نکلنا) سے باب تفاعل ہے بمعنی دستبردار ہونا، کسی حق کو چھوڑنا۔ ❶

اصطلاحی تعریف: جب کوئی وارث ترکہ میں سے کوئی معین چیز لے کر باہمی رضامندی سے دیگر ورثاء سے صلح کرلے اور باقی میراث میں شریک ہونے سے دستبردار ہو

❶ (الف) لسان العرب (ج٢، ص٢٨٧) میں ہے:
التخارج: تفاعل من الخروج، كأنه يخرج كل واحد من شركته عن ملكه الى صاحبه بالبيع.
(ب) القاموس الوحيد (ص ٤٢٢) میں ہے:
تخارج من حقي: دستبردار ہونا، کسی حق کو چھوڑنا۔

جائے تو اسے اصطلاحِ میراث میں ''تخارج'' یا ''مصالحت'' کہتے ہیں۔ ❶

وجہ تسمیہ: لغوی واصطلاحی معانی کی باہمی مطابقت واضح ہے۔

تخارج کے لیے شرائط:

تخارج وصلح کی شرائط تین قسم کی ہیں:

① مصالح سے متعلقہ

② مصالح علیہ سے متعلقہ

③ مصالح عنہ سے متعلقہ ❷

وهذا المقام لا يسع تفاصيلها من ارادها فليرجع الى كتب الفتاوى كي يطمئن قلبه.

مسئلہ تخارج کا طریقہ

ورثہ میں سے جو وارث صلح کر کے الگ ہو جائے۔ اولاً اس مصالح سمیت پورا مسئلہ حل کیا جائے۔ عول/رد/تصحیح کے بعد مسئلے کا کل مخرج مقرر کر کے تمام ورثاء کے حصے بھی مقرر کر لیے جائیں۔ اس کے بعد کل مخرج سے مصالح کے حصے منفی کر کے "صـ" کی علامت بنا کر اس کے اوپر باقی عدد لکھ دیا جائے۔ اب یہی عدد کل مخرج ہوگا اور اسی میں سے ورثاء کے مقرر کردہ حصے دیئے جائیں اور مصالح کے سہام پر یہ ''☐'' علامت بنا کر نیچے صلح کی ''ص'' لکھ دی جائے۔

الغرض مصالح کو ابتداء سے ہی مخرج نکالتے وقت شامل کرنا ضروری ہے۔ اگر مصالح کو شروع سے ہی خارج کر دیا جائے تو بعض مرتبہ ورثاء کے حصوں کا تناسب خلاف اجماع لازم آئے گا۔ ❸

---

❶ (الف) الشریفیة (ص ۷۳) میں ہے:
المراد به (اى بالتخارج) ههنا ان يتصالح الورثة على اخراج بعضهم عن الميراث بشئ معلوم من التركة ـ وهو جائز عند التراضى.
(ب) التعريفات للجرجانی (ص ۴۰) میں ہے:
وفي الاصطلاح: مصالحة الورثة على اخراج بعض منهم بشئ معين من التركة.
(ج) حاشية ابن عابدين (۶۰۲/۱۰) میں ہے:
وهو فى الاصطلاح: تصالح الورثة على اخراج بعضهم عن الميراث على شئ من التركة عين أو دين.

❷ انظر لها تنوير الابصار و شرحه (كتاب الصلح).

❸ رد المحتار (۶۰۲/۱۰): صحح المسئلة مع وجود المصالح بين الورثة ثم اطرح سهامه من التصحيح ـ ومثل بما لم تصحح المسئلة فيه مع وجود المصالح و بعد ان قسمت السهام الى اهلها قال ـ وهو خلاف الاجماع.

امثلة

① مسئلہ ٦ - ٣ = صـ ٣

زوج	ام	عم
١/٢	١/٣	ع
٣	٢	١

ص

****

② مسئلہ ٨ × ٤ = لصـ ٣٢ - ٧ = صـ ٢٥

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن
١/٨		ع		
١		٧		
٤×		٤×		
٤		٢٨		
	٧	٧	٧	٧

ص

****

③ مسئلہ ٢٤ × ٦ = لصـ ١٤٤ - ٣٤ = صـ ١١٠

زوجہ	ام	ابن	ابن	بنت	بنت
١/٨	١/٦		ع		
٣	٤		١٧		
٦×	٦×		٦×		
١٨	٢٤		١٠٢		
			٦÷		
			١٧		
		٣٤	٣٤	١٧	١٧

ص

رَدّ
کا بیان

رَدّ

لغوی تعریف: ردّ کا لغوی معنی: پھیرنا، لوٹانا، واپس کرنا۔ ❶

اصطلاحی تعریف: ذوی الفروض کو حصہ دینے کے بعد اگر کچھ بچ جائے اور کوئی عصبہ نہ ہو تو دوبارہ نسبی اصحاب فرائض کو ان کے حصوں کے مطابق دینا۔ ❷

توضیح: اصطلاح میں ردّ عول کی ضد ہے لہٰذا جب سہام کی تعداد کم ہو جائے اور مسئلہ کا عدد ان سہام سے بڑھ جائے اور ان سہام کا کوئی دوسرا مستحق (یعنی کوئی عصبہ) بھی نہ ہو تو مخرج کے ان باقی ماندہ سہام کو ورثہ (یعنی صرف ذوی الفروض نسبی) پر ان کے حصص کے بقدر لوٹا دیا جاتا ہے۔ اس کو "ردّ" کہتے ہیں۔ ❸

---

❶ (الف) سورة الاحزاب (۲۵) میں ہے: ﴿ و رد الله الذين كفروا بغيظهم لم ينالوا خيرا ﴾

(ب) لسان العرب (ج ۳، ص ۲۱۳) میں ہے:

الرد: صرفُ الشيء و رَجْعُه.

(ج) الموسوعة الفقهية (ج ۳۱، ص ۷۳) میں ہے:

من معاني الرد: الرجوع يقال رد عليه الوديعة

(د) في الكشاف للتهانوي (۲/۲۰۷): الرد في اللغة الصرف.

(ذ) كذا في التعريفات للجرجاني (ص ۸۰).

❷ التعريفات للجرجاني (ص ۸۰) میں ہے:

في الاصطلاح: صرف ما فضل عن فروض ذوي الفروض، ولا مستحق له من العصبات، اليهم بقدر حقوقهم.

❸ (الف) الموسوعة الفقهية (ج ۳۱، ص ۷۴) میں ہے:

وفي الاصطلاح: دفع ما فضل من فروض ذوي الفروض الى ذوي الفروض النسبية بقدر حقوقهم عند عدم استحقاق الغير.

و على ذلك فالرد ضد العول اذ بالعول تنقص سهام ذوي الفروض و يزداد اصل المسئلة ؛ وبالرد تزداد السهام و ينتقص اصل المسئلة ؛ و في العول تفضل السهام على المخرج و في الرد يفضل المخرج على السهام.

(ب) كذا في مبسوط السرخسي (۲۹/۱۹۶).

(ج) كذا في الكشاف (۲/۲۰۷).

فائدہ: ذوی الفروض نسبی سے مراد زوجین کے علاوہ باقی دس ذوی الفروض ورثاء ہیں۔ ❶ لہٰذا رد کے باب میں زوجین کو "من لا یرد علیهما" اور باقی ورثاء کو "من یرد علیهم" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ❷

البتہ اس رسالہ میں سہولت کی خاطر "من لا یرد علیهما" کو زوجین اور "من یرد علیهم" کو ورثہ سے ہی موسوم کیا جائے گا فتذکر۔

رد لکھنے کا طریقہ:

لفظ میت (مـــــ) کے اوپر "مسئلہ" کے بعد رد کی علامت "د‍ـــــ" بنا کر اس پر رد کرنے کے بعد جو عدد حاصل ہو لکھ دیں۔

رد کی صور اربعہ

رد کی مندرجہ ذیل چار صورتوں میں سے کوئی ایک صورت بنتی ہے:

① ورثہ متحد الجنس ہوں اور احد الزوجین نہ ہو۔

② ورثہ مختلف الجنس ہوں اور احد الزوجین نہ ہو۔

③ احد الزوجین موجود ہو اور ورثہ متحد الجنس ہوں۔

④ احد الزوجین موجود ہو اور ورثہ مختلف الجنس ہوں۔

پہلی صورت ورثہ متحد الجنس ہوں اور احد الزوجین نہ ہو

اس صورت میں مسئلہ عدد رؤوس سے بنے گا۔

مثال: مسئلہ ۳ د‍ ۵

مـــــ

۵ بنات

$\frac{۲}{۳}$

$\frac{۲}{۵}$ (۱+۱+۱+۱+۱)

---

❶ الفقه الاسلامی للزحیلی (۷۸۲۵): اصحاب الفروض النسبية: هم من عدا الزوجين.

❷ انظر له المرجع السابق (۷۸۲۸).

مثال ۲ :

مسئلہ ۳ د ۲

۲/ بنات

۲/۳

۲/۲ (۱+۱)

****

دوسری صورت ورثہ مختلف الجنس ہوں اور احد الزوجین نہ ہو

اس صورت میں مسئلہ عدد سہام سے بنے گا۔

مثال ۱ :

مسئلہ ۶ د ۳

ماں	خیفی بھائی
۱/۳	۱/۶
۲/۲	۱/۱

****

مثال ۲ :

مسئلہ ۶ د ۴

بیٹی	پوتی
۱/۲	۱/۶
۳/۳	۱/۱

****

مثال ۳ :

مسئلہ ۶ د ۴

بیٹی	پرنانی
۱/۲	۱/۶
۳/۳	۱/۱

****

Scanned with CamScanner

تیسری صورت: احدالزوجین موجود ہو اور ورثہ متحد الجنس ہوں

اس صورت میں مسئلہ احدالزوجین کے حصہ کے مخرج سے بنے گا۔ اس مخرج میں سے احدالزوجین کو اس کا حصہ دینے کے بعد جتنا بھی بچے گا وہ باقی ورثاء کو دے دیں گے۔

مثال ۱: مسئلہ ۱۲ ت ۴

۳ / بنات	شوہر
۲/۳	۱/۴
۸/۳	۳/۱

****

مثال ۲: مسئلہ ۶ ت ۲

ام	زوج
۱/۳	۱/۲
۲/۱	۳/۱

****

مثال ۳: مسئلہ ۲۴ ت ۸ × ۵ = تصحیح ۴۰

۵ / بنات	زوجہ
۲/۳	۱/۸
۱۶/۷	۳/۱
۵× / ۳۵	۵× / ۵

****

چوتھی صورت: احدالزوجین موجود ہو اور ورثہ مختلف الجنس ہوں

اس صورت میں دو الگ الگ مسئلے بنائے جاتے ہیں۔ پہلا مسئلہ احدالزوجین (زوج/زوجہ) سے بنایا جاتا ہے اور دوسرا باقی ذوی الفروض ورثہ سے۔ چنانچہ پہلے مسئلہ میں احدالزوجین کو حصہ دینے کے بعد جو باقی بچتا ہے اسے "مابقی" کی اصطلاح کے تحت گول دائرے میں محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ پھر دوسرے مسئلے میں حاصل مخرج اور اس "مابقی"

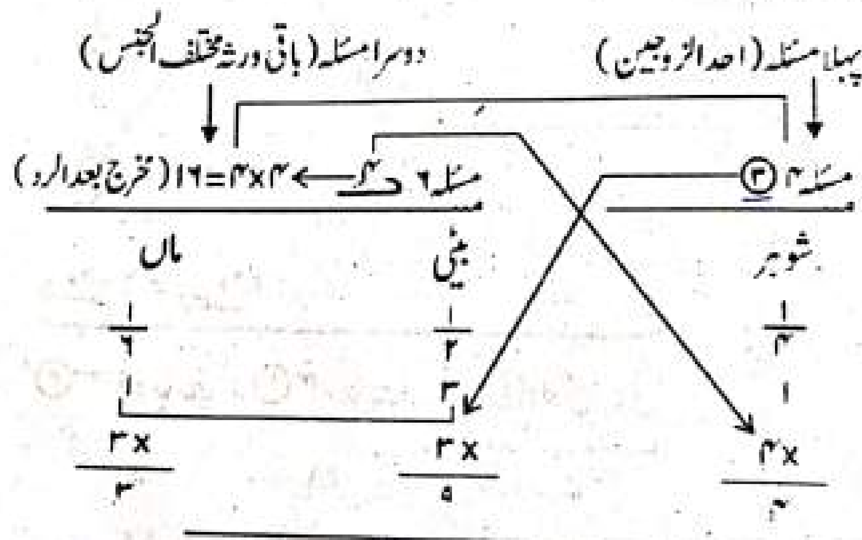
کے درمیان نسبت دیکھی جاتی ہے اگر تماثل ہو فبہا یعنی کسی ضرب وغیرہ کی ضرورت نہیں، مسئلہ یہیں مکمل ہو جائے گا۔ ❶

اور اگر توافق یا تباین ہو تو مسئلہ اوّل کے مخرج کو مسئلہ ثانی کے مخرج اخیر سے ضرب دی جاتی ہے جس سے کل مخرج نکل آتا ہے پھر "مابقی" کو مسئلہ ثانیہ کے سہام میں سے ہر ایک سہم سے ضرب دے کر حصص معلوم کر لیے جاتے ہیں اور مسئلہ ثانی کے مخرج اخیر کو مسئلہ اوّل کے سہم سے ضرب دی جاتی ہے جس سے اس مسئلہ (یعنی احد الزوجین) کا حصہ معلوم ہو جاتا ہے۔

مثال ۱:

مسئلہ ۱۲ ـــ ۱۶ ← (مخرج بعد الرد)

	شوہر	بیٹی	ماں
	۱/۴	۱/۲	۱/۶
حصص قبل از رد:	۳	۶	۲
حصص بعد از رد:	۴	۹	۳



❶ نسبت تماثل کی مثال: زوجہ، جدہ، ۲ حقیقی بہنیں

مسئلہ ③ — مسئلہ ۶ ـــ ۳

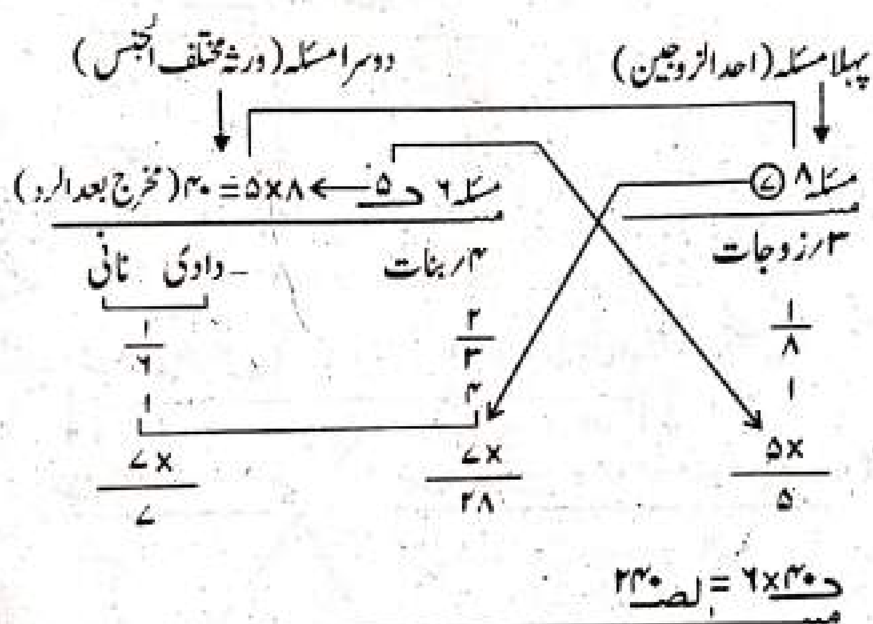
زوجہ	جدہ	۲ حقیقی بہنیں
۱/۴	۱/۶	۱/۳
۱	۱	۲

وضاحت: ۳ـــ اور ③ میں تماثل کی نسبت ہے، لہٰذا مسئلہ یہیں پورا ہو گیا ہے (آگے مزید ضرب وغیرہ دینے کی کوئی ضرورت ہی نہیں رہی)۔ بایں طور کہ مسئلہ ہٰذا کا کل مخرج چار (۴) ٹھہرا (جو مسئلہ اوّل کا ہم نے مخرج بنایا تھا اب یہی دونوں مسئلوں کا کل مخرج بن گیا ہے) جس میں سے ایک ایک حصہ زوجہ اور جدہ کو اور دو حصے دونوں حقیقی بہنوں کو مل گئے۔ پس مسئلہ پورا ہو گیا۔

مثال۲ :

مسئلہ ۲۴ ؎ ۲۴۰ ← (کل مخرج بعدالرد)

	۳/ زوجات	۴/ بنات	دادی نانی
	۱/۸	۲/۳	۱/۶
عددی حصص فی طائفہ قبل الرد ⇐	۳	۱۶	۴
عددی حصص فی طائفہ بعدالرد ⇐	۳۰	۱۶۸	۴۲
عددی حصہ فی کس بعدالرد ⇐	۱۰	۴۲	۲۱
فیصدی حصہ فی کس بعدالرد ⇐	۴.۱۶٪	۱۷.۵٪	۸.۷۵٪



مسئلہ ۴۰ × ۶ = تصـ ۲۴۰

	③ ۳/ زوجات	① ۴/ بنات	② دادی نانی
	۵	۲۸	۷
	۶×	۶×	۶×
عددی حصص فی طائفہ	۳۰	۱۶۸	۴۲
	۳÷	۴÷	۲÷
عددی حصہ فی کس	۱۰	۴۲	۲۱
	۱۰/۲۴۰ ×۱۰۰	۴۲/۲۴۰ ×۱۰۰	۲۱/۲۴۰ ×۱۰۰
فیصدی حصہ فی کس	۴.۱۶۶٪	۱۷.۵٪	۸.۷۵٪

****

مثال ۳ :

مسئلہ ۲۴ تصح ۱۴۴۰ ← (کل مخرج بعد الرد)

	۴/زوجات	۹/بنات	۶/جدات
	۱/۸	۲/۳	۱/۶
عددی حصص فی طائفہ قبل الرد ⇐	۳	۱۶	۴
عددی حصص فی طائفہ بعد الرد ⇐	۱۸۰	۱۰۰۸	۲۵۲
حصہ فی کس بعد الرد ⇐	۴۵	۱۱۲	۴۲
فیصدی حصہ فی کس بعد الرد ⇐	۳.۱۲۵٪	۷.۷۷۷٪	۲.۹۱۶٪

پہلا مسئلہ (احد الزوجین) ↓ — دوسرا مسئلہ (ورثہ مختلف الجنس) ↓

مسئلہ ۸ (۷) — مسئلہ ۶ رد ۵ ← ۸×۵ = ۴۰ (مخرج بعد الرد)

۴/زوجات	۹/بنات	۶/جدات
۱/۸	۲/۳	۱/۶
۱	۴	۱
۵×	۷×	۷×
۵	۲۸	۷

مسئلہ ۴۰ × ۳۶ = تصح ۱۴۴۰

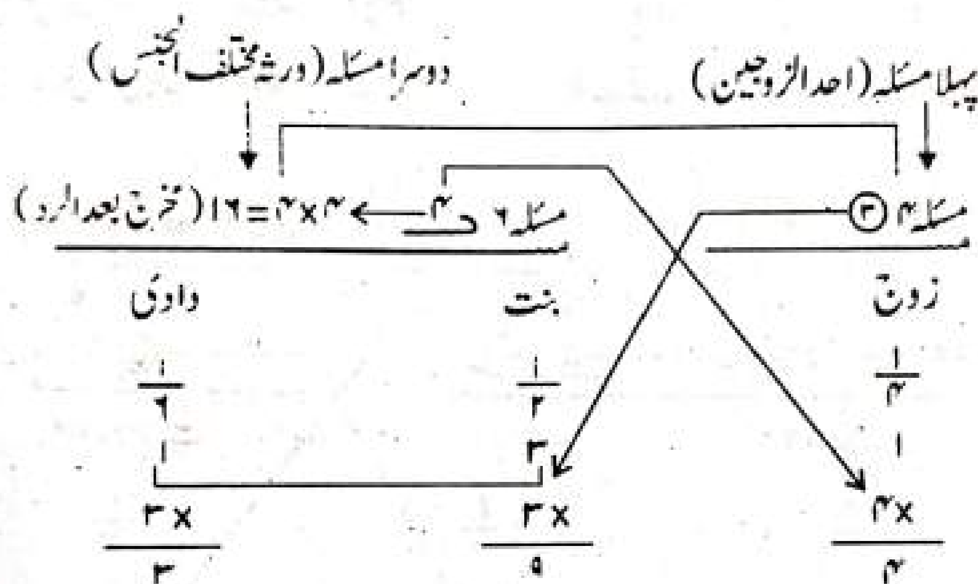
۲	۴ـ۶ـ۹
۳	۲ـ۳ـ۹
	۲ـ۱ـ۳

	(۴) ۴/زوجات	(۹) ۹/بنات	(۹) ۶/جدات
	۵	۲۸	۷
	۳۶×	۳۶×	۳۶×
عددی حصص فی طائفہ	۱۸۰	۱۰۰۸	۲۵۲
	۴÷	۹÷	۶÷
عددی حصص فی کس	۴۵	۱۱۲	۴۲
	۴۵/۱۴۴۰ ×۱۰۰	۱۱۲/۱۴۴۰ ×۱۰۰	۴۲/۱۴۴۰ ×۱۰۰
فیصدی حصہ فی کس	۳.۱۲۵٪	۷.۷۷۷٪	۲.۹۱۶٪

مثال ۴ :

مسئلہ ۱۲ ـــ ۱۶ ← (کل مخرج بعد الرد)

	زوج	بنت	ام الاب
	$\frac{۱}{۴}$	$\frac{۱}{۲}$	$\frac{۱}{۶}$
حصص قبل الرد ⇐	۳	۶	۲
حصص بعد الرد ⇐	۴	۹	۳



مشقی سوالات

برائے رَدّ

① مسئلہ ۶ رد ۴ (دوسری صورت)

بیٹی	دادی
۱/۲	۱/۶
۳	۱
۳	۱

****

② مسئلہ ۶ رد ۲ (دوسری صورت)

نانی	اَخیافی بہن
۱/۶	۱/۶
۱	۱
۱	۱

****

③ مسئلہ ۶ رد ۵ (دوسری صورت)

بیٹی	پوتی	دادی
۱/۲	۱/۶	۱/۶
۳	۱	۱
۳	۱	۱

****

④ مسئلہ ۸ رد ۸ (تیسری صورت)

بیوی	بیٹی
۱/۸	۱/۲
۱	۴
۱	۷

⑤ مسئلہ ۲۴ تا ۴۰ ← (کل مخرج بعد الرد) (چوتھی صورت)

	بیوی	۲/ بنات	ماں
	۱/۸	۲/۳	۱/۶
حصص قبل الرد ⇐	۳	۱۶	۴
حصص بعد الرد ⇐	۵	۲۸	۷
فیصدی حصص بعد از رد ⇐	۱۲.۵	۷۰	۱۷.۵

پہلا مسئلہ (احد الزوجین)

دوسرا مسئلہ (ورثہ مختلف الجنس)

مسئلہ ۸ (۷)

مسئلہ ۶ تا ۵ ← ۵×۸ = ۴۰ (مخرج بعد الرد)

	بیوی	۲/ بنات	ماں
	۱/۸	۲/۳	۱/۶
	۱	۴	۱
	۵×	۷×	۷×
	۵	۲۸	۷
عددی حصص:	۵	۲۸	۷
فیصدی حصص:	$\frac{۵}{۴۰}$ ×۱۰۰	$\frac{۲۸}{۴۰}$ ×۱۰۰	$\frac{۷}{۴۰}$ ×۱۰۰
	۱۲.۵٪	۷۰٪	۱۷.۵٪

****

Scanned with CamScanner

⑥ مسئلہ ۲۴ رد ۴۰ ← (کل مخرج بعد الرد) (چوتھی صورت)

	بیوی	بیٹی	پوتی	نانی
	١/٨	١/٢	١/٦	١/٦
حصص قبل الرد ⇐	٣	١٢	۴	۴
حصص بعد الرد ⇐	۵	٢١	٧	٧

پہلا مسئلہ (احد الزوجین)

دوسرا مسئلہ (ورثہ مختلف الجنس)

مسئلہ ٨ (٧)

بیوی
١/٨
١
۵x
۵

مسئلہ ٦ رد ۵ ← ٨×۵=۴٠ (مخرج بعد الرد)

بیٹی	پوتی	ماں
١/٢	١/٦	١/٦
٣	١	١
٧x	٧x	٧x
٢١	٧	٧

****

⑦ مسئلہ ٦ رد ۴×٢=٨ تص (دوسری صورت)

پوتی	نانی، دادی	حقیقی بہن
١/٢	١/٦	م
٣/٣	١/١	
٢x	٢x	
٦	٢ (١+١)	

****

مُقَاسَمَةُ الْجَدِّ

دادا کے ساتھ اگر میت کے بھائی یا بہنیں موجود ہوں تو اس صورت میں ان بہن بھائیوں کو میراث میں سے حصہ ملے گا یا نہیں؟

اس بارے میں دو قول ہیں:

مفتی بہ قول: یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔ اس کے مطابق ان بہن بھائیوں کو کچھ نہیں ملے گا۔ ❶

غیر مفتی بہ قول: یہ صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کا مذہب ہے۔ اس کے مطابق ان کو بھی میراث سے حصہ ملے گا۔ دادا کی موجودگی میں ان (بہن بھائیوں) میں جس طریقہ سے میراث تقسیم ہوتی ہے، تقسیم میراث کے اس طریقۂ کار کو "مقاسمة الجد" سے تعبیر کرتے ہیں۔

ملاحظہ: مقاسمة الجد سے متعلقہ قابل ذکر دو امور درج ذیل ہیں:

(۱) **بنائے تلقیب:** مفتی بہ قول کے مطابق چونکہ دادا اور بہن بھائیوں کے درمیان میراث تقسیم نہیں ہوتی اس لیے اس باب کو مقاسمة الجد سے ملقب کرنا مذہب صاحبین کی بنیاد پر ہے۔ ❷

(۲) **تقسیم میراث:** مفتی بہ قول پر اکتفاء کرتے ہوئے، غیر مفتی بہ قول کے مطابق تقسیم میراث کے اس طریقہ "مقاسمة الجد" کو اختصار و عدم ضرورت کی بناء پر ترک کیا جاتا ہے۔

---

❶ (الف) فی التنویر و شرحہ (۱۰/۵٦۱):

و یسقط بنو الاعیان وھو الاخوة والاخوات لاب و ام بثلاثة بالابن و ابنه و ان سفل و بالأب اتفاقا و بالجد عند ابی حنیفة رحمه اللّٰه تعالیٰ و قال: یقاسمهم علی اصول زید و یفتی بالاول وھو السقوط کما ھو مذھب ابی حنیفة.

(ب) الھندیة (٦/٤٤٨): ثم الجد الصحیح.... وھو یحجب جمیع الاخوة والاخوات عند ابی حنیفة و علیه الفتویٰ.

(ج) کذا فی الموسوعة الفقھیة (۳/۳۳).

(د) کذا فی البحر (۹/۳٦۹).

(ر) کذا فی بدایة المجتھد (۵/٤۱۸).

❷ الشریفیة (۸۲): لاقسمة بین الجد والاخوة والاخوات علی مذھب ابی حنیفةؒ فتلقیب ھذا الباب بالمقاسمة مبنی علی قول صاحبیه ومن وافقھما.

مُنَاسَخَة
کا بیان

مُنَاسَخَہ

لغوی تعریف: مُنَاسَخَہ لغۃً باب مفاعلہ ہے "نسخ" بمعنی "منتقل کرنا" سے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے نسختُ الکتاب (میں نے کتاب کے ایک نسخہ سے دوسرا نسخہ نقل کیا) اور نسختِ الشمسُ الظل (دھوپ نے سائے کو منتقل کر دیا/ ہٹا دیا)۔ ❶

اصطلاحی تعریف: "کسی وارث کا حصہ اس کو ملنے سے پہلے (اس کے مرنے کی وجہ سے میراث بن کر) اس کے ورثاء کی طرف منتقل ہو جائے"۔ یہ اصطلاح میں مناسخہ کہلاتا ہے۔ ❷

---

❶ (الف) شریفیہ (ص ۹۰) میں ہے: وھی مفاعلة من النسخ بمعنی النقل والتحویل.

(ب) المنجد فی اللغة (ص ۸۰۵) میں ہے: ناسخ مناسخةً: نسخ احدُھما الآخر.

(ج) معجم مقاییس اللغة (ص ۹۸۹) میں ہے: النون والسین والخاء اصل واحد الا انه مختلف فی قیاسه:... وقال آخرون: قیاسه تحویل شی الی شی. قالوا النسخ: نسخ الکتاب.... وکل شی خلف شیئا فقد انتسخه و انتسخت الشمس الظل والشیب الشباب.

(د) کذا فی قاموس الفقه (۱۴۲/۵).

(ر) کذا فی طلبة الطلبة.

(س) کذا فی الرد علی الدر (۵۸۹/۱۰).

(ص) کذا فی مرجع الطلاب فی المواریث (ص ۱۰۱)

❷ (الف) شریفیه (ص ۹۰) میں ہے: والمراد بها ههنا ان ینتقل نصیب بعض الورثة بموته قبل القسمة الی من یرث منه.

(ب) کذا فی التعریفات للجرجانی ص ۱۶۱.

(ج) کذا فی قاموس الفقه (ج ۵ ص ۱۴۲).

(د) کذا فی الهندیة (ج ۶ ص ۴۷۰).

(ر) کذا فی الموسوعة الفقهیة (۷۳/۳).

(س) زحیلی (۷۹۰۷).

(ص) شامی (۵۸۹/۱۰).

وجہ تسمیہ

① مناسخہ میں چونکہ میت ثانی کا حصہ اس کو ملے بغیر ہی مورث سے سیدھا اس کے ورثاء کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اس لیے اسے مناسخہ (منتقل کرنا) کہتے ہیں۔ ❶

② مناسخہ کے باب میں چونکہ پہلا مسئلہ دوسرے مسئلہ سے منسوخ وزائل کر دیا جاتا ہے، دوسرا مسئلہ تیسرے سے، تیسرا چوتھے سے الیٰ آخرہ اس لیے اس کو مناسخہ (نسخ وازالہ) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ❷

مصطلحاتِ مناسخہ

✿ **مورث اعلیٰ:** مناسخہ میں سب سے پہلے مرنے والے کو مورث اعلیٰ کہتے ہیں۔

✿ **مافی الید:** اس کی مختصر علامت یہ ہے "مف" ہے (یعنی ما کی میم اور فی الید کی بلا نقطہ فا)۔ یہ میت کے اس حصے کو کہتے ہیں جو اسے اوپر کے ایک یا کئی مورثوں سے ملا ہو۔ اسے میت (مسـ) کے بائیں سرے پر مورث کے نام سے آگے لکھا جاتا ہے۔

✿ **مورث ثانی / ثالث الخ:** مورث اعلیٰ کے بعد مرنے والوں کو بالترتیب مورث ثانی، مورث ثالث، مورث رابع..... سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس کو میت (مسـ) کے بائیں سرے پر مع نام لکھا جاتا ہے۔

✿ **⊔ (قبر کی علامت):** ہر وارث میت کا حصہ / مافی الید نقل کرنے کے بعد اوپر والی میت کے تحت مذکور اس کے نام مع حصے کے گرد یہ علامت "⊔" بنا دی جاتی ہے جس کو مناسخہ میں قبر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

✿ **المبلغ:** (میت اوّل کے مسئلہ میں ضربیں دینے کے بعد حاصل ہونے والے)

---

❶ شریفیہ ص ۹۰ کے حاشیہ نمبر ۶ میں ہے: سمیت مناسخة لان نصيب الميت الثانی ينسخ ای ينتقل من المورث الی ورثته.

❷ المناسخة لغة تطلق على النسخ والازالة و سميت بالمناسخة لأن المسئلة الاولی تنسخ بالثانية والثانية بالثالثة وهلم جرًا (مرجع الطلاب فی المواريث ص ۱۰۱).

''آخری مخرج'' کو المبلغ سے موسوم کیا جاتا ہے۔

✿ **الأحیاء:** تمام زندہ ورثاء کو کہتے ہیں۔ آخر میں لفظ ''الاحیاء'' کا لمبا خط اس طرح (الاحیـــــــاء) کھینچ کر اس کے نیچے تمام زندہ ورثاء کے نام اور ناموں کے نیچے ان کے حصے لکھ دیئے جاتے ہیں۔

مناسخہ کو حل کرنے کے دو طریقے

مناسخہ کو حل کرنے کے مندرجہ ذیل دو طریقے ہیں:

① طریقۂ سراجی...... یہ طریقہ کسی قدر مفصل ہے۔

② مختصر وآسان طریقہ

① طریقۂ سراجی

یہ طریقہ سات مراحل پر مشتمل ہے جنہیں ذیل میں وضاحت کے ساتھ سپرد قلم کیا جاتا ہے:

✿ سب سے پہلے مورث اعلیٰ کا مسئلہ نکالنے کے لئے لفظ میت (مـــــــــــ) کا لمبا خط کھینچ کر اس کے اوپر بائیں طرف ''مورث اعلیٰ'' کا لفظ لکھ کر ساتھ میں مورث اعلیٰ کا نام لکھیں اور نیچے مورث اعلیٰ کی وفات کے وقت اس کے جو وارث زندہ تھے ان کو ناموں سمیت لکھیں۔ صرف رشتہ لکھنا کافی نہیں۔ کیونکہ اس سے اشتباہ ہو جاتا ہے۔

✿ اس کے بعد چند سطریں چھوڑ چھوڑ کر نیچے لفظ میت کا خط کھینچ کر اس کے اوپر بائیں کونے میں ''مورث ثانی''، لکھیں اور ساتھ ہی اس شخص کا نام لکھیں جو مورث اعلیٰ کے بعد اس کے وارثوں میں سب سے پہلے مرا ہے اور نیچے مورث ثانی کی وفات کے وقت اس کے جو وارث زندہ تھے ان ورثاء کو مع نام لکھیں۔

✿ اسی طرح چند سطریں چھوڑ چھوڑ کر لفظ میت (مـــــــــــ) بناتے جائیں اور اس کے اوپر بائیں طرف مورث ثالث پھر رابع لکھتے جائیں اور ان کے نیچے ان کی وفات کے وقت جو وارث زندہ تھے وہ مع نام لکھتے جائیں۔ یہاں تک کہ تمام میتیں پوری ہو جائیں۔

✿ مورث اعلیٰ کا مسئلہ نکالیں، اگر عول، رد اور تصحیح کی ضرورت ہو تو کرلیں پھر مورث اعلیٰ

کے وارثوں میں جو شخص سب سے پہلے انتقال کر گیا ہو اس کے نام اور حصوں کے نیچے قبر کا نشان ''|__|'' بنا دیں۔

✿ اب میت ثانی کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے لفظ میت (مـــــــ) کا ایک اور خط کھینچیں، اس خط کے بائیں کونے پر مورث ثانی مع نام لکھ کر آگے علامت ''مفـــــ'' کے اوپر اس کا مافی الید لکھ دیں۔ پھر مورث ثانی کا مسئلہ مورث اعلیٰ کی طرح نکالیں۔

اس کے بعد مورث ثانی کے مسئلہ (عول/ رد/ تصحیح) اور اس کے مافی الید کے درمیان نسبت دیکھیں اگر:

(الف) تماثل ہو...... تو کسی قسم کی ضرب کی ضرورت نہیں۔

(ب) تباین ہو...... تو کل مسئلہ (عول/ رد/ تصحیح) کو اور

(ج) توافق یا تداخل ہو...... تو کل مسئلہ (عول، رد یا تصحیح) کے وفق کو

مسئلہ اوّل[1] (یعنی مسئلہ/ عول/ رد یا تصحیح) میں اور مورث اعلیٰ کے ورثاء کے حصوں میں ضرب دیں لیکن جن پر قبر کا نشان بنایا ہے ان کے حصص میں ضرب نہ دیں۔

مسئلہ اوّل میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب آئے اسے مسئلہ (عول/ رد/ تصحیح) کے آگے علامت تصحیح ''لصــ'' کے اوپر لکھ دیں۔ ہم نے چونکہ مسئلہ اور مافی الید کے درمیان نسبت دیکھی تھی۔ مسئلہ (کے کل یا وفق) کا بیان یہاں پورا ہو گیا۔ اب مافی الید کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر مسئلہ اور مافی الید میں

(الف) نسبت تباین ہو...... تو کل مافی الید کو اور

(ب) تداخل یا توافق ہو...... تو وفق کو

میت ثانی کے ورثاء میں سے ہر ایک کے حصوں سے ضرب دے دیں۔

⟸ بیانِ علامت کے طور پر یہ بات واضح رہے کہ جس مضروب کو اوپر مسئلہ اور ورثاء کے حصوں میں ضرب دیا گیا ہے اسے مورث ثانی کے خط میت ''مـــــــ'' کے باہر دائیں طرف علامت ''مصـــ↑'' بنا کر اس کے اوپر وہ عدد لکھ دیں اور جس

[1] مسئلہ اوّل یعنی مورث اعلیٰ کا مسئلہ۔

عدد مضروب کو نیچے میت ثانی کے ورثاء کے حصص میں ضرب دی ہے اسے بائیں جانب علامت ''مصـــ ↓'' کے اوپر لکھ دیں۔

❁ میت ثالث (مورث ثالث) کا نام جس جس جگہ وارثوں میں ہو اس پر مع اس کے حصوں کے سابق کی طرح قبر کا نشان بنا دیں اور جس جس جگہ سے اس کو حصے ملے ہوں سب کو جمع کر کے اس مجموعہ عدد کو میت ثالث کے خط پر ''مفـــ'' کی علامت کے اوپر لکھ دیں۔

پھر میت ثالث کا مسئلہ نکال کر اس کے مسئلہ (عول، رد یا تصحیح) اور اس کے مافی الید کے درمیان نسبت دیکھیں اور سابق کی طرح اس کے مسئلہ کے کل یا وفق کو مورث اعلیٰ کے موجودہ مسئلہ (عول، رد یا تصحیح آخر) میں ضرب دیں اور اس حاصل ضرب کو بھی مسئلہ (عول/رد/تصحیح) کے آگے ''لصـــ'' بنا کر اس کے اوپر لکھ دیں۔ نیز اس کل یا وفق کو مورث اوّل اور مورث ثانی کے ان ورثاء کے حصوں میں بھی ضرب دے دیں جن پر نشانِ قبر نہیں بنا ہوا۔ یہاں تک مسئلہ (کے کل یا وفق) کا معاملہ ختم ہو گیا۔ اب اس مورث ثالث کے مافی الید کے کل یا وفق کو اسی (مورث ثالث) کے ورثاء کے حصوں میں ضرب دیں۔

پھر میت رابع پھر خامس میں اسی طرح عمل کرتے جائیں۔ یہاں تک کہ تمام میتیں پوری ہو جائیں۔

❁ مسئلہ مکمل ہو جانے کے بعد لفظ الاحیاء کا لمبا خط اس طرح "الاحیـــــاء" کھینچ کر اس کے اوپر لفظ المبلغ تطویل باء کے ساتھ "المبـــــلغ" لکھ دیں۔ پھر اسی طویل باء کے اوپر آخری مخرج کا عدد (جو میت اوّل کے مسئلہ میں ضربیں دینے سے آخر میں حاصل ہوا ہے) لکھ دیں اور لفظ ''الاحیاء'' کے نیچے تمام زندہ ورثاء کے نام لکھ کر ہر ایک کے نیچے جو حصے اس کو جس جس جگہ سے ملے ہوں جمع کر کے لکھ دیں اور بفضلہ تعالیٰ مسئلہ مناسخہ مکمل ہو گیا۔[1]

[1] ماخوذ از آسان میراث (۸۹) بتغییر یسیر۔

خلاصۂ چند احتیاطیں:

① مناسخہ میں وارد تمام افراد (وارث و مورث) کے نام مع رشتہ لکھنا ضروری ہے۔

② ہر دوسری میت کے وارثوں کے نام اور رشتے لکھتے وقت اوپر کے ورثاء کو ایک نظر دیکھ لینا چاہیے۔ اس لیے کہ ایک وارث کو کئی رشتوں کی وجہ سے متعدد جگہوں سے وراثت مل سکتی ہے۔

③ ''مسئلہ'' اور ''مافی الید'' کی باہمی نسبت کو میت کی لمبی لکیر کے درمیان واضح کر دینا چاہیے۔

④ اگر میت کو متعدد جگہوں سے حصے ملے ہیں تو مافی الید لکھتے وقت متعدد حصوں کو اور الاحیاء لکھتے وقت ہر وارث کے مختلف حصوں کو جمع کر کے مجموعہ عدد لکھنا چاہیے۔

جامع مثال

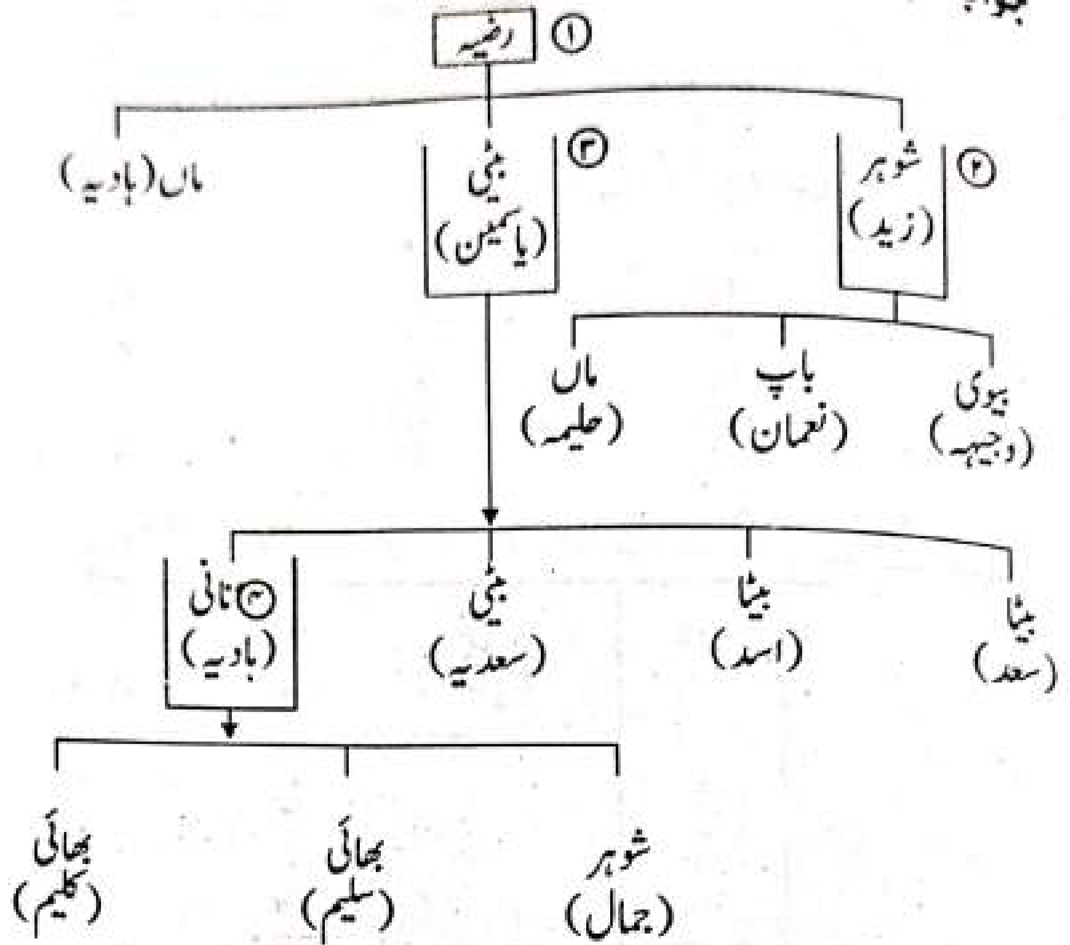
(جو ایک ہی مسئلہ کے اندر تماثل، توافق اور تباین ہر سہ نسبتوں کو محیط ہے)

مسئلہ: رضیہ کا انتقال ہوگیا، اس کے ورثاء میں اس کا شوہر (زید)، بیٹی (یاسمین) اور ماں (ہادیہ) تھیں۔ رضیہ کی میراث تقسیم ہونے سے پہلے اس کے شوہر (زید) کا انتقال ہوگیا زید کے ورثاء میں اس کی دوسری بیوی (وجیہہ)، باپ (نعمان) اور ماں (حلیمہ) تھیں۔

ابھی تک رضیہ کی میراث تقسیم نہ ہوئی تھی کہ یاسمیں کا بھی انتقال ہوگیا۔ یاسمین کے ورثاء میں اس کی نانی (ہادیہ)، بیٹا (سعد)، بیٹا (اسد) اور بیٹی (سعدیہ) تھے۔ میراث بدستور تقسیم نہ ہو پائی تھی کہ ہادیہ کا بھی انتقال ہوگیا۔ اس کے ورثاء میں شوہر (جمال)، بھائی (سلیم)، اور بھائی (کلیم) تھے۔

ہادیہ کی وفات پر رضیہ کے ترکہ کی تقسیم کا مسئلہ اٹھا، ہر وارث کا حصہ معلوم کریں۔

جواب: (الف) مسئلے کا اجمالی خاکہ



(ب) حل مسئلہ:

مسئلہ ۱۲ | ۲×۱۶ = لصـ ۴×۳۲ = لصـ ۱۲۸ — مورث اعلیٰ: رضیہ

	زوج (زید)	بنت (یاسمین)	اُم (بادیہ)
	$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{6}$
عددی حصص قبل الرد	۳	۶	۲
عددی حصص بعد الرد	۴	۹	۳
			×۲
			۶

مسئلہ ۴ — تماثل — مورث ثانی زید مف ۴

زوجہ (وجیہہ)	اب (نعمان)	اُم (حلیمہ)
۱/۴	ع	ثلث مابقی من الزوجۃ
۱	۲	۱
۲x	۲x	۲x
۲	۴	۲
۴x	۴x	۴x
۸	۱۶	۸

مص۲↑ مسئلہ ۶/۲ — توافق — مورث ثالث: یاسمین مف ۹/۳ مص۳↓

بیٹا (سعد)	بیٹا (اسد)	بیٹی (سعدیہ)	نانی (ہادیہ)
ع			۱/۶
۵			۱
۳x			۳x
۱۵			۳
۴x			
۶۰			

مص۲↑ مسئلہ۲×۲=۴ لص ۴/۴ — تباین — مورث رابع: ہادیہ مف ۹/۹ (۳+۶) مص۹↓

زوج (جمال)	بھائی (سلیم)	بھائی (کلیم)
۱/۲	ع	
۱	۱	
۲x	۲x	
۲	۲	
۹x	۹x	
۱۸	۱۸	

۱۲۸
المبلغ
الاحیاء

	وجیہہ	نعمان	حلیمہ	سعد	اسد	سعدیہ	جمال	سلیم	کلیم
عددی حصص فی کس	۸	۱۶	۸	۲۴	۲۴	۱۲	۱۸	۹	۹
	۸/۱۲۸×۱۰۰	۱۶/۱۲۸×۱۰۰	۸/۱۲۸×۱۰۰	۲۴/۱۲۸×۱۰۰	۲۴/۱۲۸×۱۰۰	۱۲/۱۲۸×۱۰۰	۱۸/۱۲۸×۱۰۰	۹/۱۲۸×۱۰۰	۹/۱۲۸×۱۰۰
فیصدی حصص فی کس	٪۶.۲۵	٪۱۲.۵۰	٪۶.۲۵	٪۱۸.۷۵	٪۱۸.۷۵	٪۹.۳۷	٪۱۴.۰۶	٪۷.۰۳	٪۷.۰۳

فیصدی حصص کی پڑتال:

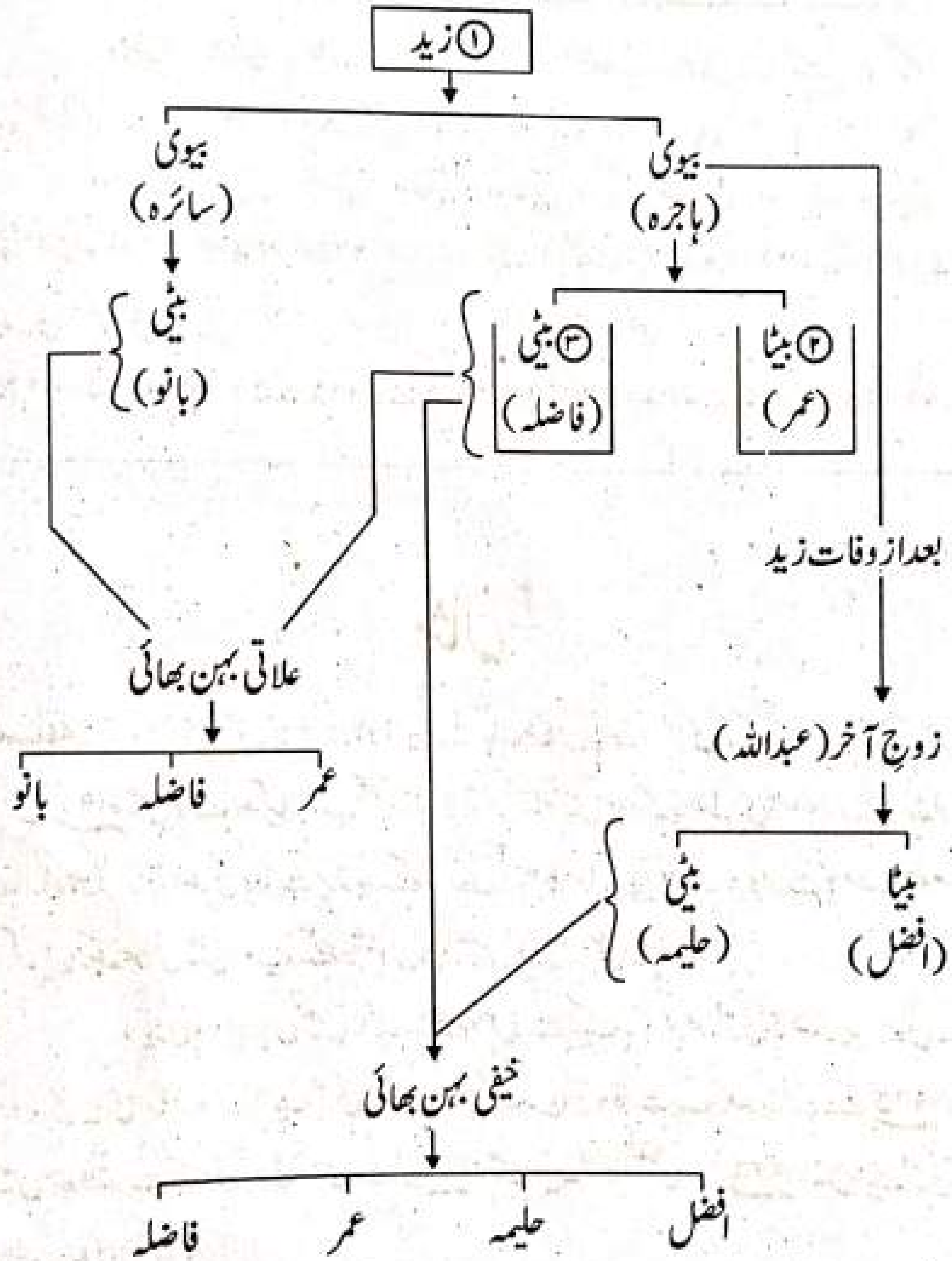
۹۹.۹۹۵=۷.۰۳+۷.۰۳+۱۴.۰۶+۹.۳۷+۱۸.۷۵+۱۸.۷۵+۶.۲۵+۱۲.۵۰+۶.۲۵

مثال ۲

مسئلہ: زید ۱۹۴۰ء میں فوت ہوا تو اس نے ایک مکان چھوڑا۔ ابھی ترکہ تقسیم نہیں ہوا کہ عمر بھی ۱۹۶۰ء میں فوت ہو گیا۔ اب بھی زید کا ترکہ تقسیم نہیں ہوا کہ فاضلہ بھی ۱۹۶۴ء میں اللہ کو پیاری ہو گئی۔ فاضلہ کی وفات پر زید کے ترکہ کی تقسیم کا سوال پیدا ہوا۔ ہر وارث کا حصہ معلوم کریں جبکہ سوال میں دیئے گئے رشتوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

زید کی دو بیویاں تھیں: ایک ہاجرہ جس سے ایک لڑکا عمر اور لڑکی فاضلہ پیدا ہوئی۔ دوسری بیوی سائرہ سے ایک لڑکی بانو پیدا ہوئی۔ زید کی وفات کے بعد ہاجرہ نے ۱۹۴۵ء میں عبداللہ سے شادی کر لی جس سے ۱۹۴۷ء میں ایک لڑکا افضل اور ۱۹۴۸ء میں ایک لڑکی حلیمہ پیدا ہوئی۔

جواب: (الف) مسئلے کا اجمالی خاکہ



(ب) حل مسئلہ

مسئلہ ۸×۴ = لصـ ۳۲ ×۶ = لصـ ۱۹۲ مورث اعلیٰ: زید

زوجہ (ہاجرہ)		زوجہ (سائرہ)	ابن (عمر)		بنت (فاضلہ)	بنت (بانو)
	۱/۸			ع		
	۱			۷		
	×۴			×۴		
	۴			۲۸		
۲		۲				۷
×۶		×۶				×۶
۱۲		۱۲	۱۴		۷	۴۲

مصـ ۱ ↓ مسئلہ ۶ ع ۱/۷ تداخل مورث ثانی: عمر مف ۲/۱۴ مصـ ۲ ↓

ام (ہاجرہ)	عینی بہن (فاضلہ)	اخیافی بھائی (افضل)		اخیافی بہن (حلیمہ)	علاتی بہن (بانو)
۱/۶	۱/۲		۱/۳		۱/۶
۱	۳	۱	۲	۱	۱
×۲	×۲	×۲		×۲	×۲
۲	۶	۲		۲	۲
×۶		×۶		×۶	×۶
۱۲		۱۲		۱۲	۱۲

مصـ ۶ ↑ مسئلہ ۶ تباین مورث ثالث: فاضلہ مف ۱۳ (۶+۷) مصـ ۱۳ ↓

ام (ہاجرہ)	اخیافی بھائی (افضل)		اخیافی بہن (حلیمہ)	علاتی بہن (بانو)
۱/۶		۱/۳		۱/۲
۱		۲		۳
×۱۳		×۱۳		×۱۳
۱۳	۱۳	۲۶	۱۳	۳۹

المبلغ ۱۹۲

الاحیـــــــــــــــــــــاء

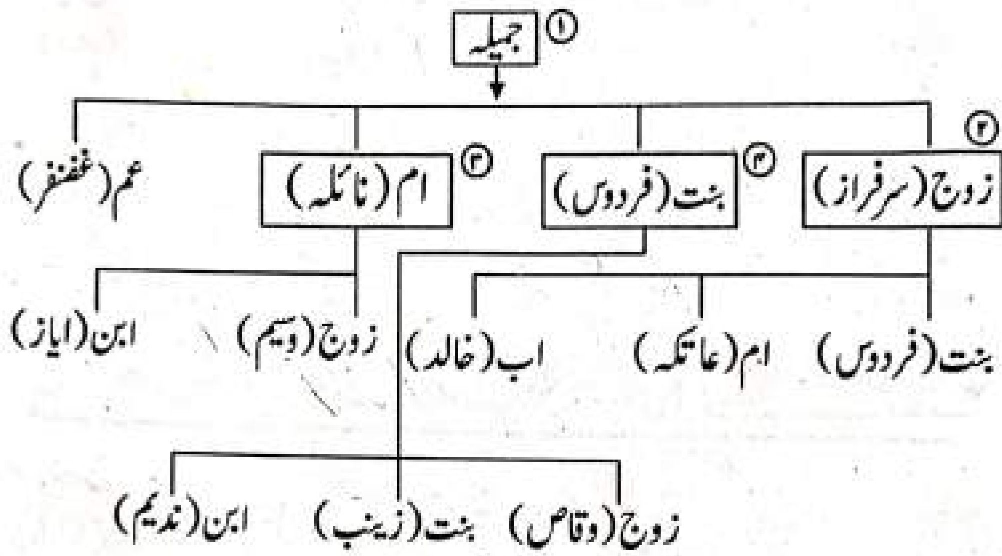
ہاجرہ	سائرہ	افضل	حلیمہ	بانو
(۱۲+۱۲+۱۳)		(۱۲+۱۳)	(۱۲+۱۳)	(۲۴+۱۲+۳۹)
=۳۷	۱۲	=۲۵	=۲۵	=۹۳

عددی حصص کی پڑتال: ۳۷+۱۲+۲۵+۲۵+۹۳=۱۹۲

مثال ۳

مسئلہ: ایک روڈ حادثہ میں جمیلہ برموقع جاں بحق ہوگئی، جبکہ اس وقت اس کے ورثاء میں اس کا شوہر (سرفراز)، بیٹی (فردوس)، ماں (نائلہ) اور چچا (غضنفر) باحیات تھے۔ ان میں سے کسی نے تقسیم ترکہ کی کوئی بات نہیں چھیڑی۔ معاملہ یوں ہی (بلاتقسیم ترکہ) چلتا رہا کہ قدرت کا کرنا ایسا ہوا کہ دو سال بعد ''سرفراز'' بھی اس دنیا سے چل بسا اور بوقت وفات بیٹی (فردوس) سمیت اس کی ماں (عاتکہ) اور باپ (خالد) زندہ تھے۔ اب بھی حسب سابق کسی نے تقسیم ترکہ کا ذکر تک بھی نہ کیا، یہاں تک کہ سرفراز کی ساس (نائلہ) بھی بیماری کے سبب رحلت کر گئی اور اس کے میراث یابندگان میں فقط شوہر (وسیم) اور ایک بیٹا (ایاز) تھا۔ بدستور معاملۂ میراث بغیر تقسیم کے جاری تھا کہ ''فردوس'' نے بھی داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے پیچھے اپنا شوہر (وقاص)، بیٹی (زینب) اور ایک بیٹا (ندیم) دنیا کے حوالے کرتے ہوئے آخرت کی راہ لی۔ چنانچہ فردوس کی وفات پر تقسیم ترکہ کے مسئلہ نے جنم لیا۔ لہٰذا اب ہر وارث کے حصہ کی تعیین مطلوب ہے۔

جواب:
(الف) مسئلے کا اجمالی خاکہ



(ب) حل مسئلہ:

مسئلہ ۱۲ ×۲ = لصـ ۲۴ ×۴ = لصـ ۹۶ 		مورث اعلیٰ (جمیلہ)

مـــــــ

زوج (سرفراز)	بنت (فردوس)	ام (نائلہ)	عم (غضنفر)
۱/۴	۱/۲	۱/۶	ع
۳	۶	۲	۱
	×۲	×۲	×۲
	۱۲	۴	۲
			×۴
			۸

مصـ ۲ ↑ مسئلہ ۶/۲ 	تداخل 	مورث ثانی (سرفراز) مف ۱/۳ مصـ ۱ ↓

مـــــــ

بنت (فردوس)	ام (عاتکہ)	اب (خالد)
۱/۲	۱/۶	۱/۶ + ع
۳	۱	۱+۱=۲
	×۴	×۴
	۴	۸

مسئلہ ۴ مـت — تماثل — مورث ثالث (نائلہ) مف ۴

زوج (وسیم)	ابن (ایاز)
۱/۴	ع
۱	۳
۴×	۴×
۴	۱۲

مصـ ۴ ↑ مسئلہ ۴/۴ مـت — تباین — مورث رابع (فردوس) مف ۱۵ ۱۵/۱۵ (۳+۱۲) مصـ ۱۵ ↓

زوج (وقاص)	بنت (زینب)		ابن (ندیم)
۱/۴		ع	
۱		۳	
۱۵×		۱۵×	
۱۵	۱۵	۴۵	۳۰

الاحیـــــاء — المبلـــــغ ۹۶

	غضنفر	عاتکہ	خالد	وسیم	ایاز	وقاص	زینب	ندیم
عددی حصص فی کس	۸	۴	۸	۴	۱۲	۱۵	۱۵	۳۰

عددی حصص کی پڑتال
۸+۴+۸+۴+۱۲+۱۵+۱۵+۳۰=۹۶

	غضنفر	عاتکہ	خالد	وسیم	ایاز	وقاص	زینب	ندیم
فیصدی حصص فی کس	۸/۹۶×۱۰۰	۴/۹۶×۱۰۰	۸/۹۶×۱۰۰	۴/۹۶×۱۰۰	۱۲/۹۶×۱۰۰	۱۵/۹۶×۱۰۰	۱۵/۹۶×۱۰۰	۳۰/۹۶×۱۰۰
	۸.۳۳٪	۴.۱۶٪	۸.۳۳٪	۴.۱۶٪	۱۲.۵۰٪	۱۵.۶۲٪	۱۵.۶۲٪	۳۱.۲۵٪

فیصدی حصص کی پڑتال
۸.۳۳+۴.۱۶+۸.۳۳+۴.۱۶+۱۲.۵۰+۱۵.۶۲+۱۵.۶۲+۳۱.۲۵=۹۹.۹۷

② مختصر و آسان طریقہ

طریقۂ سراجی کی بنسبت یہ طریقہ مختصر اور انتہائی سہل ہے۔ اس میں نہ ہی مافی الید اور مسئلہ کے مابین نسب اربعہ میں سے کوئی نسبت دیکھنی پڑتی ہے جس کے نتیجے میں اوپر اور نیچے والے ورثاء کے حصص میں مضروب کو ضرب دینے کے طویل و گنجلک عمل کی ضرورت ہی نہیں پڑتی لہٰذا کل مخرج کا عدد بھی زیادہ نہیں بنتا۔

اس مختصر طریقہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ورثاء کے حصص فیصدی اعتبار سے نکلتے ہیں اور نتیجہ بعینہٖ وہی سراجی والے طریقہ کے مطابق آتا ہے۔

طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے مورث اعلیٰ کا ترکہ عدد "۱۰۰" فرض کرلیا جاتا ہے، پھر اس کے ورثاء کو عددی حصص مل جانے کے بعد مندرجہ ذیل فارمولے سے ان ورثاء کے فیصدی حصص معلوم کرلیے جاتے ہیں:

$$\frac{\text{عددی حصہ}}{\text{مسئلہ میت}} \times ۱۰۰$$

پھر اس پہلی میت کے بعد دیگر تمام میتوں میں سے ہر ایک کا مسئلہ حل کر کے ان کے ورثاء کے عددی حصص کی تقسیم کے بعد درج ذیل فارمولے سے فیصدی حصص کی تعیین کرلی جاتی ہے:

$$\frac{\text{عددی حصہ}}{\text{مسئلہ میت}} \times \text{مافی الید}$$

مثال ۱

مسئلہ: سابق میں بیان کردہ طریقہ سراجی کے ماتحت مذکور ''جامع مثال ۱'' والے مسئلہ کو یہاں اس مختصر و آسان طریقہ کے مطابق حل کیا جاتا ہے۔ جواب بعینہٖ وہی آئے گا۔

حل مسئلہ:

مسئلہ ۱۲ ر ۱۶ — مورث اعلیٰ: رضیہ (۱۰۰)

	زوج (زید)	بنت (یاسمین)	ام (ہادیہ)
	۱/۴	۱/۲	۱/۶
عددی حصص قبل الرد:	۳	۶	۲
عددی حصص بعد الرد:	۴	۹	۳
فیصدی حصص:	۴/۱۶ ×۱۰۰ =۲۵	۹/۱۶ ×۱۰۰ =۵۶.۲۵	۳/۱۶ ×۱۰۰ =۱۸.۷۵

مسئلہ ۴ — مورث ثانی (زید) مف ۲۵

	زوجہ (وجیہہ)	اب (نعمان)	ام (حلیمہ)
	۱/۴	ع	۱/۳ مابقی من الزوجۃ
عددی حصص:	۱	۲	۱
فیصدی حصص:	۱/۴ ×۲۵ =۶.۲۵	۲/۴ ×۲۵ =۱۲.۵۰	۱/۴ ×۲۵ =۶.۲۵

مسئلہ ۶ — مورث ثالث: یاسمین مف ۵۶.۲۵

	بیٹا (سعد)	بیٹا (اسد)	بیٹی (سعدیہ)	نانی (ہادیہ)
	ع	۵		۱/۶
				۱
عددی حصص:	۲	۲	۱	۱
فیصدی حصص:	۲/۶ × ۵۶.۲۵ = ۱۸.۷۵	۲/۶ × ۵۶.۲۵ = ۱۸.۷۵	۱/۶ × ۵۶.۲۵ = ۹.۳۷	۱/۶ × ۵۶.۲۵ = ۹.۳۷

(۹.۳۷ + ۱۸.۷۵)
مسئلہ ۲×۲ = تصـ۴ — مورث رابع: ہادیہ مف ۲۸.۱۲۵

	زوج (جمال)	بھائی (سلیم)	بھائی (کلیم)
	۱/۲	ع	
	۱	۱	
	۲×	۲×	
		۲	
عددی حصص:	۲	۱	۱
فیصدی حصص:	۲/۴ × ۲۸.۱۲۵ = ۱۴.۰۶	۱/۴ × ۲۸.۱۲۵ = ۷.۰۳	۱/۴ × ۲۸.۱۲۵ = ۷.۰۳

الاحیاء

	وجیہہ	نعمان	حلیمہ	سعد	اسد	سعدیہ	جمال	سلیم	کلیم
فیصدی حصص:	۶.۲۵	۱۲.۵۰	۶.۲۵	۱۸.۷۵	۱۸.۷۵	۹.۳۷	۱۴.۰۶	۷.۰۳	۷.۰۳

پڑتال حصص: ۷.۰۳+۷.۰۳+۱۴.۰۶+۹.۳۷+۱۸.۷۵+۱۸.۷۵+۱۸.۷۵+۶.۲۵+۱۲.۵۰+۶.۲۵
= ۹۹.۹۹۵

مثال ۲

مسئلہ: طریقہ سراجی میں مذکور ''مثال ۳'' کو یہاں اس ''مختصر و آسان طریقہ'' سے حل کیا جاتا ہے، جواب بعینہٖ وہی آئے گا۔

حل مسئلہ:

مسئلہ ۱۲ — مورث اعلیٰ: جمیلہ (۱۰۰)

	زوج (سرفراز)	بنت (فردوس)	ام (نائلہ)	عم (غضنفر)
	۱/۴	۱/۲	۱/۶	ع
عددی حصص:	۳	۶	۲	۱
فیصدی حصص:	۳/۱۲ × ۱۰۰ = ۲۵	۶/۱۲ × ۱۰۰ = ۵۰	۲/۱۲ × ۱۰۰ = ۱۶.۶۶	۱/۱۲ × ۱۰۰ = ۸.۳۳

مسئلہ ۶ — مورث ثانی: سرفراز مف ۲۵

	بنت (فردوس)	ام (عاتکہ)	اب (خالد)
	۱/۲	۱/۶	۱/۶ + ع
عددی حصص:	۳	۱	۱+۱=۲
فیصدی حصص:	۳/۶ × ۲۵ = ۱۲.۵۰	۱/۶ × ۲۵ = ۴.۱۶	۲/۶ × ۲۵ = ۸.۳۳

مسئلہ ۴ — مورث ثالث: نائلہ مف ۱۶.۶۶

	زوج (وسیم)	ابن (ایاز)
	۱/۴	ع
عددی حصص:	۱	۳
فیصدی حصص:	۱/۴ × ۱۶.۶۶ = ۴.۱۶۵	۳/۴ × ۱۶.۶۶ = ۱۲.۴۹۹

مسئلہ ۴ — مورث رابع: فردوس مف (۵۰+۱۲.۵۰) = ۶۲.۵۰

	زوج (وقاص)	بنت (زینب)		ابن (ندیم)
	۱/۴		ع	
عددی حصص:	۱	۱	۳	۲
فیصدی حصص:	۱/۴ × ۶۲.۵۰ = ۱۵.۶۲	۱/۴ × ۶۲.۵۰ = ۱۵.۶۲		۲/۴ × ۶۲.۵۰ = ۳۱.۲۵

الاحیاء

	غضنفر	عاتکہ	خالد	وسیم	ایاز	وقاص	زینب	ندیم
فیصدی حصص:	۸.۳۳	۴.۱۶	۸.۳۳	۴.۱۶	۱۲.۵۰	۱۵.۶۲	۱۵.۶۲	۳۱.۲۵

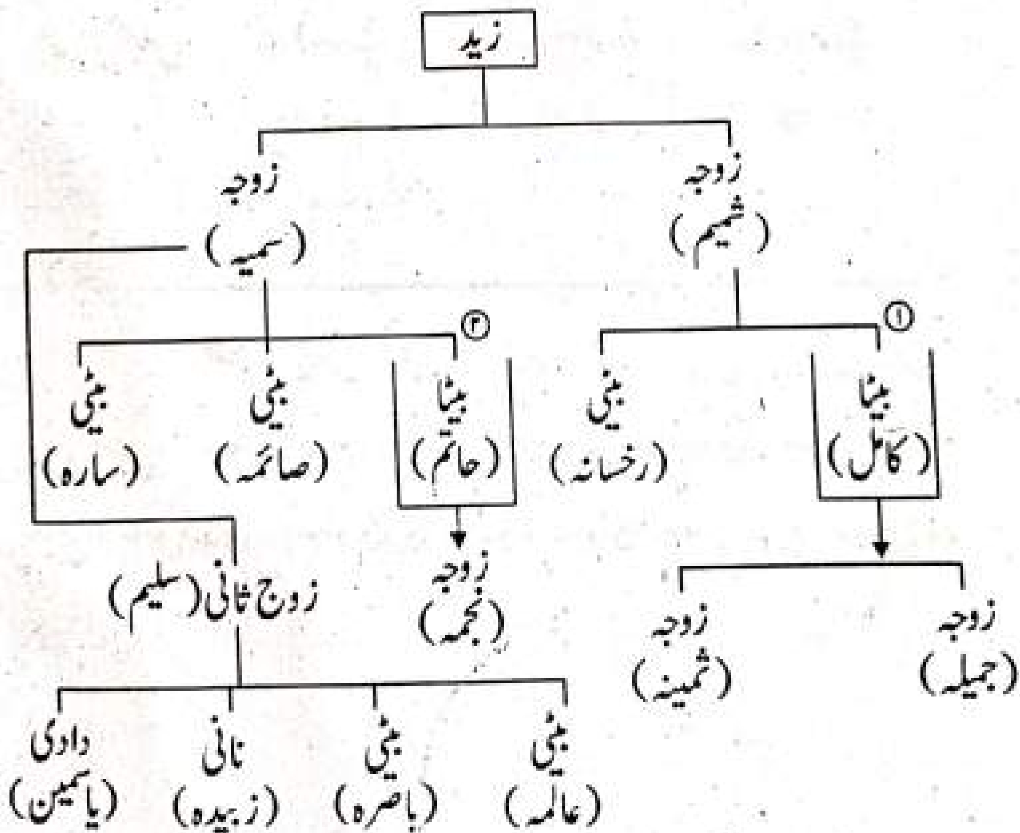
پڑتال: ۸.۳۳+۴.۱۶+۸.۳۳+۴.۱۶+۱۲.۵۰+۱۵.۶۲+۱۵.۶۲+۳۱.۲۵ = ۹۹.۹۷

مشقی سوالات

برائے مناسخہ

سوال نمبر۱ ۱۹۶۰ء میں کامل فوت ہوگیا، ابھی ترکہ تقسیم نہ ہوا تھا کہ ۱۹۶۵ء میں حاتم بھی فوت ہوگیا۔ ابھی تک کامل کا ترکہ تقسیم نہ ہوا تھا کہ سلیم بھی فوت ہوگیا۔ ورثاء کے حصص معلوم کریں جبکہ رشتوں کی تفصیل یوں ہے: زید کی پہلی بیوی شمیم سے بیٹا کامل اور بیٹی رخسانہ پیدا ہوئے۔ دوسری بیوی سمیہ سے لڑکا حاتم اور لڑکیاں صائمہ وسارہ پیدا ہوئیں۔ حاتم نے نجمہ سے شادی کرلی۔ کامل کی دو بیویاں جمیلہ اور ثمینہ تھیں۔ زید کی وفات کے بعد سمیہ نے سلیم سے شادی کرلی جس سے عالمہ اور باصرہ دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ کامل کی وفات کے وقت دیئے گئے شجرۂ نسب کے سب افراد زندہ تھے سوائے زید کے جو ۱۹۵۰ء میں فوت ہوگیا تھا۔ نیز سلیم کی نانی زبیدہ اور دادی یاسمین بھی اس وقت زندہ تھیں۔

جواب: (الف) مسئلے کا اجمالی خاکہ



(ب) حل مسئلہ (از طریقہ سراجی)

مسئلہ ۱۲×۴=۴۸ × ۱۷ = ۸۱۶ — مورث اعلیٰ: کامل

زوجہ (جمیلہ)	زوجہ (ثمینہ)	حقیقی بہن (رخسانہ)	علاتی بھائی (حاتم)	علاتی بہن (صائمہ)	علاتی بہن (سارہ)	ماں (شمیم)
۱/۴		۱/۲		ع		۱/۶
۳		۶		۱		۲
×۴		×۴		×۴ / ۴		×۴
۱۲		۲۴	۲	۱	۱	۸
×۱۷		×۱۷		×۱۷	×۱۷	×۱۷
۲۰۴ (۱۰۲+۱۰۲)		۴۰۸		۱۷	۱۷	۱۳۶

مصـ ۱۷↑ مسئلہ ۱۲ ع ۱۷ — تباین — مورث ثانی: حاتم مف ۲ مصـ ۲↓

زوجہ (نجمہ)	حقیقی بہن (صائمہ)	حقیقی بہن (سارہ)	علاتی بہن (رخسانہ)	خیفی بہن (عالمہ)	خیفی بہن (باصرہ)	ام (سمیہ)
۱/۴	۲/۳		م	۱/۳		۱/۶
۳	۴	۴ (۸)		۲	۲ (۴)	۲
×۲	×۲	×۲		×۲	×۲	×۲
۶	۸	۸		۴	۴	۴

ملاحظہ: حاتم کے بعد سلیم کو مورث ثالث بنا کر مسئلہ حل نہیں کیا گیا، کیونکہ سلیم کا کامل اور حاتم کے ترکہ سے وراثت کا کوئی استحقاق نہیں ہے۔ یہ الگ سے ایک مستقل مسئلہ ہے (اس مسئلہ کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں) جس میں سلیم کے ورثاء کو سلیم کے ترکہ میں سے میراث ملے گی۔

المبلغ ۸۱۶

الاحیاء

جمیلہ	ثمینہ	رخسانہ	صائمہ	سارہ	شمیم	عالمہ	باصرہ	سمیہ	نجمہ
۱۰۲	۱۰۲	۴۰۸	۲۵ (۱۷+۰۸)	۲۵ (۱۷+۰۸)	۱۳۶	۴	۴	۴	۶

حل مسئلہ (از آسان طریقہ)

مسئلہ ۱۲×۴ = تصـ ۴۸ — مورث اعلیٰ: کامل (۱۰۰)

زوجہ (جمیلہ)	زوجہ (ثمینہ)	حقیقی بہن (رخسانہ)	علاتی بھائی (حاتم)	علاتی بہن (صائمہ)	علاتی بہن (سارہ)	ماں (شمیم)
۱/۴		۱/۲	ع			۱/۶
۳		۶	۱			۲
×۴		×۴	×۴			×۴
۱۲		۲۴	۴			۸
عددی حصص: ۶	۶	۲۴	۲	۱	۱	۸
۶/۴۸ ×۱۰۰	۶/۴۸ ×۱۰۰	۲۴/۴۸ ×۱۰۰	۲/۴۸ ×۱۰۰	۱/۴۸ ×۱۰۰	۱/۴۸ ×۱۰۰	۸/۴۸ ×۱۰۰
فیصدی حصص: =۱۲.۵۰	=۱۲.۵۰	=۵۰	=۴.۱۶	=۲.۰۸	=۲.۰۸	=۱۶.۶۶

مسئلہ ۱۲ عـ ۱۷ — مورث ثانی: حاتم — مف ۴.۱۶

زوجہ (نجمہ)	حقیقی بہن (صائمہ)	حقیقی بہن (سارہ)	علاتی بہن (رخسانہ)	خیفی بہن (عالمہ)	خیفی بہن (باصرہ)	ام (سمیہ)
۱/۴	۲/۳		م	۱/۳		۱/۶
	۸			۴		
عددی حصص: ۳	۴	۴		۲	۲	۲
فیصدی حصص: ۳/۱۷ ×۴.۱۶	۴/۱۷ ×۴.۱۶	۴/۱۷ ×۴.۱۶		۲/۱۷ ×۴.۱۶	۲/۱۷ ×۴.۱۶	۲/۱۷ ×۴.۱۶
=۰.۷۴۴	=۰.۹۷	=۰.۹۷		=۰.۴۸	=۰.۴۸	=۰.۴۸

الاحیــــــــــاء

	جمیلہ	ثمینہ	رخسانہ	صائمہ	سارہ	شمیم	عالمہ	باصرہ	سمیہ	نجمہ
فیصدی حصص:	۱۲.۵۰	۱۲.۵۰	۵۰	۳.۰۵	۳.۰۵	۱۶.۶۶	۰.۴۸	۰.۴۸	۰.۴۸	۰.۷۴

پڑتال:

۱۲.۵۰+۱۲.۵۰+۵۰+۳.۰۵+۳.۰۵+۱۶.۶۶+۰.۷۴+۰.۴۸+۰.۴۸+۰.۴۸ = ۹۹.۹۷۸

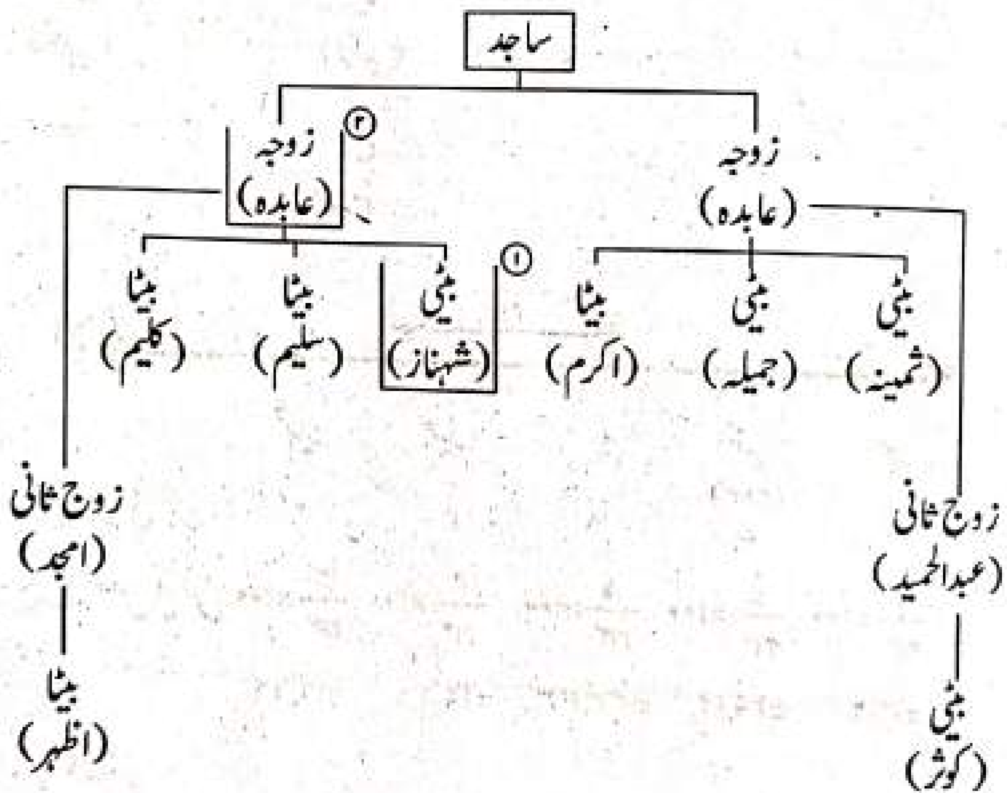
سوال نمبر۹ ۱۹۸۰ء میں شہناز فوت ہوگئی، اس وقت ساجد، سلیم اور کلیم مر چکے تھے۔ باقی تمام ورثاء زندہ تھے۔ ابھی شہناز کا ترکہ تقسیم نہیں ہوا تھا کہ ماجدہ بھی ۱۹۹۰ء میں فوت ہوگئی۔ ماجدہ کی وفات پر شہناز کے ترکہ کی تقسیم کا سوال پیدا ہوا۔ ورثاء کے حصص معلوم کریں۔

رشتوں کی تفصیل اس طرح ہے:

عابدہ اور ماجدہ، ساجد کی بیویاں تھیں۔ ماجدہ کے بطن سے شہناز، سلیم اور کلیم پیدا ہوئے۔ عابدہ کے بطن سے ثمینہ وجمیلہ اور اکرم پیدا ہوئے۔ ساجد نے عابدہ کو طلاق دے دی جس نے عبدالحمید سے شادی کر لی اور اس سے کوثر پیدا ہوئی۔ ادھر ماجدہ کو بھی طلاق ہوگئی جس نے امجد سے شادی کر لی اور اس سے اظہر پیدا ہوا۔

جواب:

(الف) مسئلے کا اجمالی خاکہ



(ب) حل مسئلہ: ① طریقۂ سراجی

مسئلہ ۶×۴ = ۲۴ لص مورث اعلیٰ: شہناز

علاتی بہن (ثمینہ)	علاتی بہن (جمیلہ)	علاتی بھائی (اکرم)	خیفی بھائی (اظہر)	ماں (ماجدہ)
ع ۴			۱/۶	۱/۶
۱	۱	۲	۱	۱
×۴	×۴	×۴	×۴	
۴	۴	۸	۴	

مسئلہ ۴ مص ۲۴ تداخل مورث ثانی: ماجدہ مـ۱

زوج (امجد)	بیٹا (اظہر)
۱/۴	ع
۱	۳

الاحیاء المبلغ ۲۴

	ثمینہ	جمیلہ	اکرم	اظہر (۴+۳)	امجد
عددی حصص فی کس	۴	۴	۸	۷	۱
فیصدی حصص فی کس	۴/۲۴×۱۰۰	۴/۲۴×۱۰۰	۸/۲۴×۱۰۰	۷/۲۴×۱۰۰	۱/۲۴×۱۰۰
	=۱۶.۶۶	=۱۶.۶۶	=۳۳.۳۳	=۲۹.۱۶	=۴.۱۶

پڑتال:

عددی حصص: ۴+۴+۸+۷+۱=۲۴

فیصدی حصص: ۱۶.۶۶+۱۶.۶۶+۳۳.۳۳+۲۹.۱۶+۴.۱۶=۹۹.۹۹

۲ آسان طریقہ

مسئلہ ۶ — مورث اعلیٰ: شہناز (۱۰۰)

	علاتی بہن (ثمینہ)	علاتی بہن (جمیلہ)	علاتی بھائی (اکرم)	خیفی بھائی (اظہر)	ماں (ماجدہ)
	ع ۴			۱/۶	۱/۶
عددی حصص:	۱	۱	۲	۱	۱
فیصدی حصص:	۱/۶×۱۰۰	۱/۶×۱۰۰	۲/۶×۱۰۰	۱/۶×۱۰۰	۱/۶×۱۰۰
	=۱۶.۶۶	=۱۶.۶۶	=۳۳.۳۳	=۱۶.۶۶	=۱۶.۶۶

مسئلہ ۴ — مورث ثانی: ماجدہ مف ۱۶.۶۶

	زوج (امجد)	بیٹا (اظہر)
	۱/۴	ع
عددی حصص:	۱	۳
فیصدی حصص:	۱/۴×۱۶.۶۶	۳/۴×۱۶.۶۶
	=۴.۱۶	=۱۲.۵۰

الاحیاء

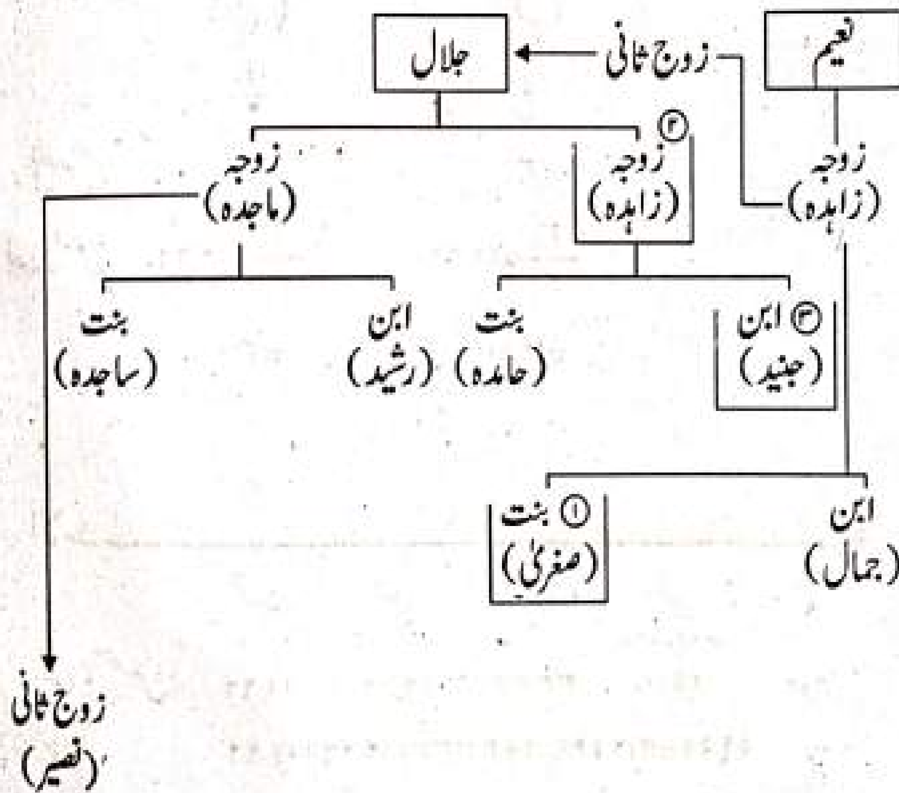
	ثمینہ	جمیلہ	اکرم	اظہر (۱۶.۶۶+۱۲.۵۰)	امجد
فیصدی حصص:	۱۶.۶۶	۱۶.۶۶	۳۳.۳۳	۲۹.۱۶	۴.۱۶

پڑتال: ۱۶.۶۶+۱۶.۶۶+۳۳.۳۳+۲۹.۱۶+۴.۱۶=۹۹.۹۹

سوال نمبر۳ صغریٰ ۱۹۵۰ء میں فوت ہوئی۔ ترکہ تقسیم ہونے سے قبل زاہدہ بھی اللہ کو پیاری ہوگئی۔ ابھی تک صغریٰ کا ترکہ تقسیم نہ ہوا تھا کہ ۱۹۷۰ء میں جنید بھی دنیائے فانی سے کوچ کر گیا۔ جنید کی وفات پر صغریٰ کے ترکہ کی تقسیم کا مسئلہ پیدا ہوا۔ ورثاء کے حصے معلوم کریں۔ تفصیل یہ ہے:

جلال (متوفی ۱۹۴۰ء) کی دو بیویاں زاہدہ اور ماجدہ تھیں۔ زاہدہ کے بطن سے ایک لڑکا جنید اور ایک لڑکی حامدہ پیدا ہوئی۔ دوسری بیوی ماجدہ کے بطن سے ایک لڑکی ساجدہ اور ایک لڑکا رشید پیدا ہوئے۔ جلال نے ماجدہ کو طلاق دے دی جس نے نصیر سے شادی کرلی۔ زاہدہ کے پہلے خاوند نعیم سے ایک لڑکی صغریٰ اور ایک لڑکا جمال بھی زندہ تھے۔ نعیم کے انتقال کے بعد زاہدہ نے جلال سے شادی کرلی تھی۔

جواب: **(الف) مسئلے کا اجمالی خاکہ**



(ب) حل مسئلہ: ① طریقہ سراجی

مسئلہ ۶ × ۵ = لصـ ۳۰ × ۱۸ = لصـ ۵۴۰ — مورث اعلیٰ: صغریٰ

حقیقی بھائی (جمال)	خیفی بھائی (جنید)		خیفی بہن (حامدہ)	ماں (زاہدہ)
ع		(۱/۳، ۲)		۱/۶
۳	۱		۱	۱
×۵	×۵		×۵	
۱۵	۵		۵	
×۱۸	۱		×۱۸	
۲۷۰			۹۰	

مصـ ۵ ↑ مسئلہ ۵ — **تداخل** — مورث ثانی: زاہدہ مف ۱

ابن (جمال)		ابن (جنید)	بنت (حامدہ)
۲	(ع، ۵)	۲	۱
×۱۸			×۱۸
۳۶			۱۸

مف ۷(۵+۲)

مصـ ۱۸ ↑ مسئلہ ۶ × ۳ = لصـ ۱۸ — **تباین** — مورث ثالث: جنید مصـ ۷ ↓

خیفی بھائی (جمال)	حقیقی بہن (حامدہ)	علاتی بھائی (رشید)		علاتی بہن (ساجدہ)
۱/۶	۱/۲		(ع، ۲، ×۳، ۶)	
۱	۳			
×۳	×۳			
۳	۹	۴		۲
×۷	×۷	×۷		×۷
۲۱	۶۳	۲۸		۱۴

المبلغ ۵۴۰

الاحیاء

	جمال	حامدہ	رشید	ساجدہ
	(۲۷۰+۳۶+۲۱)	(۹۰+۱۸+۶۳)		
عدد حصص:	۳۲۷	۱۷۱	۲۸	۱۴

پڑتال: ۳۲۷+۱۷۱+۲۸+۱۴=۵۴۰

(ب) حل مسئلہ: ۲ آسان و مختصر طریقہ

مورث اعلیٰ: صغریٰ

مسئلہ ۶×۵ =لصـ ۳۰×۱۸ =لصـ ۵۴۰

	حقیقی بھائی (جمال)	خیفی بھائی (جنید)		خیفی بہن (حامدہ)	ماں (زاہدہ)
	ع		۱/۳ ، ۲		۱/۶
عددی حصص:	۳	۱		۱	۱
فیصدی حصص:	۳/۶ ×۱۰۰ =۵۰	۱/۶ ×۱۰۰ =۱۶.۶۶		۱/۶ ×۱۰۰ =۱۶.۶۶	۱/۶ ×۱۰۰ =۱۶.۶۶

مسئلہ ۵ — مورث ثانی: زاہدہ مف ۱۶.۶۶

	ابن (جمال)	ابن (جنید)		بنت (حامدہ)
			ع ۵	
عددی حصص:	۲	۲		۱
فیصدی حصص:	۲/۵ ×۱۶.۶۶ =۶.۶۶	۲/۵ ×۱۶.۶۶ =۶.۶۶		۱/۵ ×۱۶.۶۶ =۳.۳۳

مسئلہ ۶×۳ =لصـ ۱۸ — مورث ثالث: جنید مف ۲۳.۳۲ (۱۶.۶۶+۶.۶۶)

	خیفی بھائی (جمال)	حقیقی بہن (حامدہ)	علاتی بھائی (رشید)		علاتی بہن (ساجدہ)
	۱/۶	۱/۲		ع	
	۱	۳		۲	
	×۳	×۳		×۳	
عددی حصص:	۳	۹	۴	۶	۲
فیصدی حصص:	۳/۱۸ ×۲۳.۳۲ =۳.۸۸	۹/۱۸ ×۲۳.۳۲ =۱۱.۶۶	۴/۱۸ ×۲۳.۳۲ =۵.۱۸		۲/۱۸ ×۲۳.۳۲ =۲.۵۹

الاحیاء

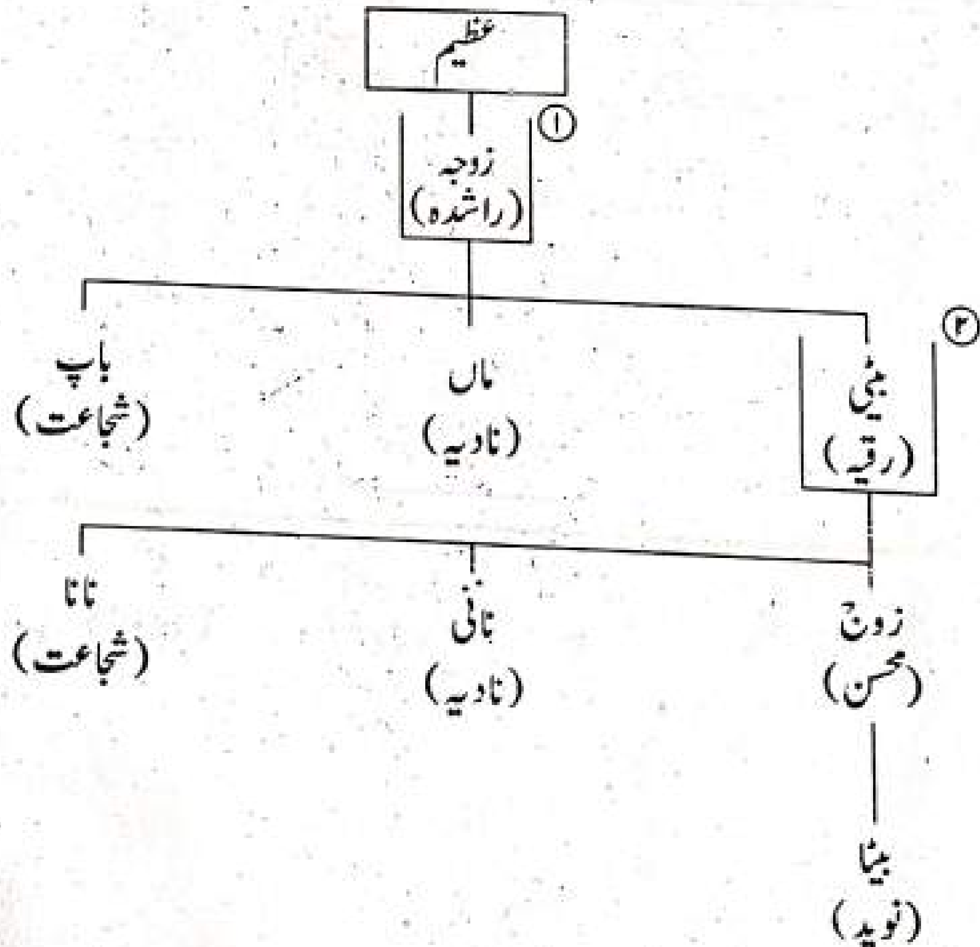
جمال	حامدہ	رشید	ساجدہ
(۵۰+۶.۶۶+۳.۸۸)	(۱۶.۶۶+۳.۳۳+۱۱.۶۶)		
۶۰.۵۴	۳۱.۶۵	۵.۱۸	۲.۵۹

سوال نمبر (۱) راشدہ اور عظیم کی آپس میں شادی ہوئی جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک بیٹی رقیہ عطا فرمائی۔ رقیہ کی پیدائش کے تھوڑا عرصہ بعد ہی راشدہ فوت ہوگئی، بوقت وفات راشدہ کے والدین نادیہ اور شجاعت باحیات تھے۔

وقت گزرتا رہا کہ رقیہ بڑی ہوگئی اور اس کو محسن سے رشتۂ ازدواج میں منسلک کر دیا گیا جس سے اس کے بطن سے نوید نے جنم لیا اور رقیہ بیماری کے سبب کچھ مدت بعد ہی اپنے نانا، نانی کو پیرانہ سالی میں چھوڑ کر اس دنیا سے رحلت کر گئی۔ از راہِ کرم ورثاء کے حصوں کی تفصیل واضح کر دیں۔

جواب:

(الف) مسئلے کا اجمالی خاکہ



(ب) حل مسئلہ: ① طریقہ سراجی

مسئلہ ۱۲ ع ۲×۱۳ = لصـ ۲۶ — مورث اعلیٰ: راشدہ

زوج (عظیم)	ام (نادیہ)	اب (شجاعت)	بنت (رقیہ)
۱/۴	۱/۶	۱/۶ + ع	۱/۲
۳	۲	۲	۶
۲×	۲×	۲×	
۶	۴	۴	

مصـ ۲ ↑ مسئلہ ۱۲/۲ — تداخل — مورث ثانی: رقیہ — مف ۶ / مصـ ۱۰ ↓

زوج (محسن)	اب (عظیم)	جدہ لام (نادیہ)	جد فاسد (شجاعت)	ابن (نوید)
۱/۴	۱/۶	۱/۶	م	ع
۳	۲	۲		۵

المبلغ ۲۶

الاحیاء

عظیم	نادیہ	شجاعت	محسن	نوید
(۲+۶)۸	(۲+۴)۶	۴	۳	۵

② آسان طریقہ

مسئلہ ۱۲ ع ۱۳ — مورث اعلیٰ: راشدہ (۱۰۰)

	زوج (عظیم)	ام (نادیہ)	اب (شجاعت)	بنت (رقیہ)
	۱/۴	۱/۶	۱/۶ + ع	۱/۲
عددی حصص:	۳	۲	۲	۶
فیصدی حصص:	۳/۱۳ ×۱۰۰	۲/۱۳ ×۱۰۰	۲/۱۳ ×۱۰۰	۶/۱۳ ×۱۰۰
	۲۳.۰۷	۱۵.۳۸	۱۵.۳۸	۴۶.۱۵

مسئلہ ۱۲ — مورث ثانی: رقیہ مف ۴۶.۱۵

	زوج (محسن)	اب (عظیم)	جدہ لام (نادیہ)	جد فاسد (شجاعت)	ابن (نوید)
	۱/۴	۱/۶	۱/۶	م	ع
عددی حصص:	۳	۲	۲		۵
فیصدی حصص:	۳/۱۲ ×۴۶.۱۵	۲/۱۲ ×۴۶.۱۵	۲/۱۲ ×۴۶.۱۵		۵/۱۲ ×۴۶.۱۵
	۱۱.۵۳	۷.۶۹	۷.۶۹		۱۹.۲۲

الاحیاء

	عظیم (۲۳.۰۷+۷.۶۹)	نادیہ (۱۵.۳۸+۷.۶۹)	شجاعت	محسن	نوید
فیصدی حصص:	۳۰.۷۶	۲۳.۰۷	۱۵.۳۸	۱۱.۵۳	۱۹.۲۲

پڑتال ۳۰.۷۶+۲۳.۰۷+۱۵.۳۸+۱۱.۵۳+۱۹.۲۲=۹۹.۹۶

خاتمہ

صاحب سراجی رحمۃ اللہ علیہ نے مناسخہ کے بعد اختتام میں مندرجہ ذیل باب وفصول قائم کی ہیں جن کا یہاں تعارفِ اجمالی کرانے کے بعد ان کی تفصیل کو اختصاراً ترک کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ انتہائی قلیل الوقوع (بل کنادرہ) ہیں بوقت ضرورت سراجی وغیرہ سے استمداد کی جاسکتی ہے۔

باب ذوی الارحام

تعریف: میت کے وہ قریبی رشتہ دار جو نہ اصحاب فروض میں سے ہوں اور نہ ہی عصبات میں سے، ان کو ذوی الارحام کہا جاتا ہے۔ [1]

اقسام: تقدیم میراث میں ذوی الارحام کی ترتیب بالکل عصبات کی ترتیب کے مطابق ہے۔ لہٰذا عصبہ کی طرح اس کی بھی چار قسمیں ہوئیں: [2]

① **میت کے فروع:** جو ذوی الفروض وعصبات میں سے نہیں ہیں، جیسے نواسہ، نواسی، پوتی کی بیٹی وغیرہ۔

② **میت کے اصول:** جو ذوی الفروض وعصبات میں سے نہیں جیسے جد فاسد (نانا)،

---

[1] (الف) المواریث للصابونی (۱۷۷):
هم الذين ليس لهم فرض مقدر فی الكتاب أو السنة و ليسوا العصبات و بتعبير او جز "ليسوا اصحاب فروض ولاعصبات".
(ب) كذا فی الكشاف للتهانوی (۲/۲۶۳).
(ج) كذا فی تبيين الحقائق (۶/۲۴۱).
(د) كذا فی تنوير الابصار (۱۰/۵۷۶).

[2] (الف) البحر الرائق (۹/۳۹۷):
ترتيب ذوی الارحام فی الميراث كترتيب العصبات يقدم فروع الميت الخ.
(ب) كذا فی تكملة المجموع (۱۸/۴۱۱).
(ج) كذا فی التبيين (۶/۲۴۳).

جدہ فاسدہ (نانا کی ماں) اور دادی کا باپ وغیرہ۔

③ **میت کے اصل قریب (ماں، باپ) کے فروع:** جو ذوی الفروض وعصبات میں سے نہیں جیسے بھانجے، بھانجیاں، بھتیجیاں اور اخیافی بہن بھائیوں کی اولاد۔

④ **میت کے اصل بعید (نانا نانی، دادا دادی*) کے فروع:** جو ذوی الفروض و عصبات میں سے نہیں جیسے ماموں، خالہ، پھوپھی، حقیقی چچا وغیرہ۔ ❶

فصل فی الخنثیٰ

خنثیٰ جس کو بزبان اُردو ''ہیجڑا'' کہتے ہیں، اگر اس میں مؤنث کی علامات ظاہر و غالب ہوں تو یہ مؤنث کے حکم میں ہے اور اگر علاماتِ مذکر اوضح واغلب ہوں تو یہ مرد کے زمرہ میں آئے گا اور اگر دونوں علامات باہم اس طرح مختلط و مشتبہ ہوں کہ کسی ایک جہت کو ترجیح نہ دی جاسکے تو ایسے خنثیٰ کو ''خنثیٰ مشکل'' کہتے ہیں اور یہاں بابِ میراث میں اس سے مراد یہی ''خنثیٰ مشکل'' ہی ہوتا ہے۔ ❷

---

* الشریفیة (۹۸):

والصنف الرابع ینتمی الی جدی المیت وهما اب الاب و اب الام او جدتیه وهما ام الاب وام الام.

❶ (الف) تبیین الحقائق (۲۴۳/٦):

"یقدم فروع المیت کاولاد البنات و ان سفلوا ثم اصوله کالاجداد الفاسدین والجدات الفاسدات و ان علوا. ثم فروع ابویه کاولاد الاخوات و بنات الاخوة و بنی الاخوة لام و ان نزلوا ثم فروع جدیه و جدتیه کالعمات والاعمام لام والاخوال والخالات و ان بعدوا فصاروا اربعة اصناف"

(ب) کذا فی العلائیة (۵۷٦/۱۰).

(ج) کذا فی خلاصة الفتاویٰ (۲۱۴/٤).

(د) کذا فی الفقه الاسلامی و ادلته (۷۸۵٤).

(ر) کذا فی تکملة المجموع (۴۱۰/۱۸).

(س) کذا یستفاد من الموسوعة الفقهیة (ج ۳ ص ٦۰۔ ٥٦).

❷ (الف) قاموس الفقه (۳۷۷/۳) ... ماده "ح" ...

حکم: میراث میں اس کا حکم اسوأ الحالین ہے یعنی مرد یا عورت فرض کرنے سے جس صورت میں یہ محروم رہے یا حصہ کم ملے اسی صورت کا اعتبار ہوگا۔ ❶

ملاحظہ: ہمارے پرفتن دور میں بعض مرد عورتوں جیسا لباس اوران جیسی چال ڈھال اختیار کر لیتے ہیں جس سے عرف میں ان کو ''ہیجڑا'' کہا جاتا ہے، تو یہ بات یہاں واضح رہے کہ وہ شرعاً خنثیٰ نہیں اور ایسے مخنثین پر احادیث ❷ میں لعنت وارد ہوئی ہے، لہٰذا احکام میراث میں وہ مرد ہونے کی حیثیت سے اپنا حصہ لیں گے۔ ❸

.... (ب) الموسوعة الفقهية (۲۰/۲۲):

الخنثیٰ غير المشكل: من يتبيّن فيه علامات الذكورة أو الانوثة، فيعلم انه رجل أو امرأة... و حكمه فی ارثه و سائر احكامه حكم ما ظهرت علاماته فيه....

الخنثى المشكل: هو من لا يتبيّن فيه علامات الذكورة او الانوثة ولا يعلم انه رجل او امرأة او تعارضت فيه العلامات.

(ج) كذا فی الفقه الاسلامی للزحيلی (۷۹۰۰).

(د) كذا يستفاد من تكملة المجموع (۳٦٦/۱۸).

(ر) كذا فی المغنی.

❶ تسهيل الميراث (ص٤٦).

❷ روی الامام احمد بن محمد بن حنبلؒ فی مسنده فی لعنهم احاديث كثيرة ؛ منها:

(۱) رقم (۵۳۲۸).... ۲۱/۵:

عن ابن عمر قال: لعن رسول الله ﷺ المخنثين من الرجال والمترجلات من النساء.

(۲) رقم (۷۸۷۸) ؛ ۸/۸:

عن ابی هريرة: لعن رسول الله ﷺ مخنثی الرجال الذين يتشبهون بالنساء.

(۳) رقم (۸۲۹۲).... ۲۷۳/۸:

عن ابی هريرة: ان رسول الله ﷺ لعن الرجل يلبس لبسة المراة والمرأة تلبس لبسة الرجل.

❸ الموسوعة الفقهية (۲۰/۲۲):

المخنث ... وهو ضربان:

احدهما: من خلق كذلك فهذا لا اثم عليه.

والثانی: من لم يكن كذلك خلقة بل يتشبه بالنساء في حركاتهن و كلامهن فهذا هو الذی جاء ت الاحاديث الصحيحة بلعنه.

فالمخنث لاخفاء فی ذكورته بخلاف الخنثی.

فصل فی الحمل

اگر میت کے ترکہ میں کوئی ایسا بچہ وارث بن رہا ہو جو ابھی حمل میں ہو تو بہتر یہ ہے کہ وضع حمل تک ترکہ کی تقسیم روک دی جائے تاکہ حمل کی نوعیت (مثلاً حرمان و وجدان، ذکورت و انوثت وغیرہ) واضح ہو جائے۔ تاہم اگر دیگر ورثاء انتظار نہ کریں تو اس صورت میں تقسیم میراث کا طریقہ مواضع التفصیل میں دیکھا جاسکتا ہے۔ البتہ اس کا حاصل یہ ہے:

اس حمل والے بچے کو لڑکا قرار دے کر میراث تقسیم کر دی جائے اور اس کا حصہ بطور امانت محفوظ کرلیا جائے۔ اب اگر وہ حمل لڑکا ہی پیدا ہو فبہا، ورنہ لڑکی ہونے کی صورت میں اس کا جو حصہ بنے وہ اس کو دے دیا جائے پھر جو باقی بچے وہ دیگر ورثاء پر ان کے حصص کے بقدر تقسیم کر دیا جائے۔ [1]

ملاحظہ: حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت دو سال ہے۔ [2] لہٰذا دو سال کے اندر پیدا ہونے والا بچہ میراث کا مستحق کہلائے گا۔ [3]

فصل فی المفقود

مفقود سے مراد وہ شخص ہے جو ایسا گم اور غائب ہو گیا ہو کہ اس کی موت و زندگی کے بارے میں کوئی علم نہ ہو۔

بہر حال باب وراثت میں مفقود کی دو حیثیتیں ہیں:

(الف) اس کے ذاتی مال کا حکم: المفقود حیّ فی مالہ حتی لا یرث منہ احد.

---

[1] ماخوذ از "آپ نے پوچھا" ص۱۰ (افادات: بابائے میراث ملک بشیر احمد بگوی صاحب) بتغییر

[2] الزحیلی (۷۸۸۲):

اکثر مدة الحمل: .... وقال الحنفیة: سنتان.

[3] (الف) الهندیة (٤٥٥/٦): ان ولد الی سنتین حیا ورث.

(ب) کذا فی خلاصة الفتاویٰ (٢٢١/٤).

(ج) کذا فی الموسوعة الفقهیة (٦٥/٣).

(ب) مورث کے ترکہ میں اس کے حصہ کا حکم:

المفقود میت فی مال غیرہ حتی لا یرث من احد۔[1]

أما البسط والشرح یطلبان فی مواضعهما۔

فصل فی المرتد

مرتد کا مفہوم واضح ہے کہ وہ شخص جو (العیاذ باللہ) اسلام سے پھر جائے۔[2]

مفقود کی طرح اس کی بھی دو حیثیتیں ہیں:

(الف) اس کے ذاتی مال کا حکم

(ب) اس کے مورثین کے ترکہ میں اس کے حصۂ میراث کا حکم۔[3]

فصل فی الاسیر

یعنی جو شخص دشمن کے ہاتھوں قیدی بن جائے تو وہ مندرجہ ذیل تین صورتوں میں سے کسی ایک صورت کے تابع ہوگا:

(الف) اگر وہ ابھی تک اپنے دین پر قائم ہے تو وہ بھی ترکہ میں باقی مسلمانوں کی طرح ایک وارث فرد شمار ہوگا۔

---

❶ (الف) ۱۔ كشاف اصطلاحات الفنون (۴۲۲/۳):

المفقود: يقال فقد الشئ اذا اضللته و فقدت الشئ اذا طلبته فلم تجد۔

و شريعةً: غائب اى بعيد عن اہله لم يدر اثره لا موته ولا حياته ولا مكانه۔

۲۔ الفقه الاسلامی و ادلته (۷۸۹۲):

احكامه: للمفقود احكام ثلاثة تتعلق بتحديد المدة التى يحكم فيها بموته بعد مضيها، بالنسبة لزوجته، وماله وارثه من غيره۔

(ب) كذا فى قاموس الفقه (۱۳۶/۵)۔

(ج) كذا فى الموسوعة الفقهية (۶۸/۳)۔

(د) كذا فى الهندية (۴۵۶/۶)۔

❷ كشاف اصطلاحات الفنون (۶۰۸/۲):

المرتد شرعا هو الذى يكفر بعد الايمان۔

❸ كذا يستفاد من السراجى فى الميراث (۵۸)۔

(ب) اگر اس نے ان کے ہاتھوں پہنچ کر اپنا دین (العیاذ باللہ) چھوڑ دیا تو اس کا حکم مرتد کا سا ہوگا۔

(ج) اگر اس کی زندگی اور موت اور اسی طرح ارتداد و عدم ارتداد کا پتہ نہ چلے تو اس کا حکم مفقود والا ہوگا۔ ❶

فصل فی الغرقیٰ والحرقیٰ والھدمیٰ

غرقیٰ، غریق (یعنی جو شخص پانی میں ڈوب کر ہلاک ہو جائے)؛ حرقیٰ حریق (یعنی جو شخص جل کے ہلاک ہو جائے) اور ہدمیٰ، ہدیم (یعنی جو شخص کوئی دیوار وغیرہ گرنے کی بناء پر ہلاک ہو جائے) کی جمع ہے۔ ❷

مراد یہ ہے کہ ایسے افراد جو اکٹھے فوت ہو جائیں اور ان کی موت کی تقدیم و تاخیر کا علم بھی نہ ہو سکے جبکہ یہ ایک دوسرے کی میراث میں وارث بنتے ہوں تو ان افراد کو ایک دوسرے کی میراث سے کچھ نہیں دیا جائے گا۔ بلکہ یوں سمجھا جائے گا کہ ان سب کی موت ایک ہی وقت میں واقع ہوئی ہے۔

---

❶ (الف) الفقه الاسلامی للزحیلی (۷۸۹۹): فحکم الأسیر کحکم سائر المسلمین فی المیراث مالم یفارق دینه، فان علم انه فارق دینه فحکمه حکم المرتد...... و ان کان مجهول الحال فلا تعلم حیاته ولا موته ولاردته فحکمه حکم المفقود.

(ب) کذا فی السراجیة (۵۹).

(ج) کذا فی الموسوعة الفقهية (۶۹/۳).

❷ (الف) ۱۔ المصباح المنیر (۱۶۹):

(غرق) الشی فی الماء غرقًا فهو غرِق من باب تعب وجاء غارق ایضا. وحکی فی البارع عن الخلیل. الغرِق: الراسب فی الماء من غیر موت. فان مات غرقًا فهو غریق مثل کریم..... وجمع الغریق. غَرقٰی مثل قتیل و قتلٰی.

۲۔ المنجد فی اللغة (۱۲۸):

الحریق ج حرقٰی: المُحرَق

۳۔ معلم الفرائض (۲۷۷).

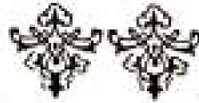
(ب) کذا فی رد المحتار (۵۸۴/۱۰).

لہٰذا ان سب کی میراث ان کے زندہ ورثاء میں تقسیم کردی جائے گی۔ یعنی اس صورت میں تقسیم ترکہ کے دوران مناسخہ کا عمل نہیں کیا جائے گا اور یہی مفتی بہ اور راجح قول ہے۔ ❶

الحمدللّٰہ الذی بنعمته تتم الصالحات والصلاۃ علی رسوله الذی تهتدی به المخلوقات اللّٰهم تقبله خالصا لوجهك الكريم واغفرلی ولوالدیّ ولاساتذتی ولمن سعی فیه واجعلنی فی زمرة من تعلم الفرائض و علمه یوم الدین. أمین برحمتك یا ارحم الراحمین.

زبرہ

العبد الجانی محمد عبدالقادر جیلانی



❶ (الف) الهندية (٤٥٧/٦):

اذا مات جماعة من الغرق والحرق و لا یدری ایهم مات اولًا جعلوا كانهم ماتوا جمیعا معا فیكون مال كل واحد منهم لورثته ولا یرث بعضهم بعضًا إلا اذا عرف ترتیب موتهم فیرث المتاخر من المتقدم و كذا الحكم اذا ماتوا بانهدام الجدار علیهم أو فی المعركة ولا یدری ایهم مات اولا.

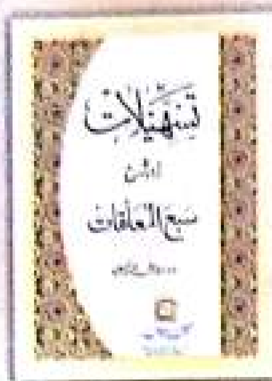
(ب) كذا فی المبسوط للسرخسی (٣٠/٣٠).

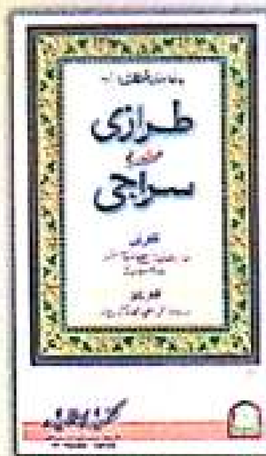
(ج) كذا فی تبیین الحقائق (٢٤١/٦).

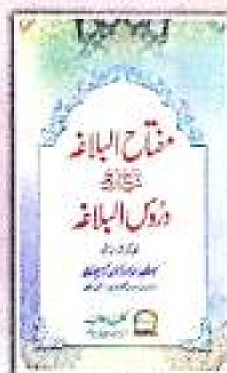
(د) كذا فی الدر مع الرد (٥٨٤/١٠).

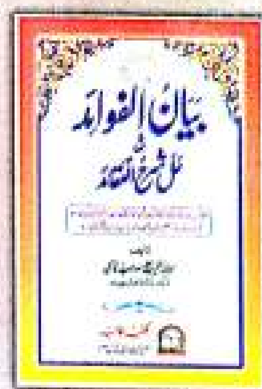
(ر) كذا فی الموسوعة الفقهية (٧٠/٣).

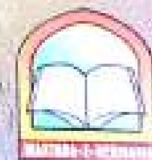
(س) كذا فی البحر الرائق (٣٩٥/٩).











مکتبہ رحمانیہ
اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون: 042-37224228-37355743